THE BOOK WAS DRENCHED

UNIVERSAL LIBRARY
OU_216367
UNIVERSAL LIBRARY

ان من البیان لسحرا

بفضل خدای سخن آفرین جلا بخش مضامین رنگین کلام

معجز نظام فصاحت آگین نظم دلفریب شیرین مسمی بہ

شان عشق

نتیجۂ فکر عالی حضرت ابو النصر کیوان قدر ہمایون جاہ

حشم صاحب عالم ولیعہد میرزا محمد حامد علی بہادر مغفور

مطبع کارنامہ لکھنؤ مین چھپا

شبستان عشق

دیوان حضرت ابو النصر کیوان قدر [illegible] قیصر حشم صاحب عالم
ولیعہد میرزا محمد حامد علی بہادر [illegible] متخلص بہ کوکب شاہزادہ اودھ

شمار غزل ۱ | بسم اللہ الرحمن الرحیم | تعداد اشعار ۱۶

تجھے بے مثل و بے مانند و یکتا اے خدا پایا
لئی طے شش جہت لیکن نہ ایسا دوسرا پایا

گل رخسار جانان مین تو اک حسن بقا [illegible]
دگر نہ جسکو پایا باغ عالم مین فنا پایا

حرم کیا دیر مین بھی ہمنے تجھکو اے خدا [illegible]
جہان ڈھونڈھا وہان پایا مگر سب سے جدا پایا

تجھی مین جلوۂ نور جناب کبریا [illegible]
تجھے ختم رسالت اور ختم الانبیا پایا

تجھی کو لائق توصیف و تعظیم [illegible]
تجھی کو بعد خالق ہمنے بندونکا خدا پایا

نہ لایا تاب نظارہ ہوا بیہوش [illegible]
کلیم اللہ نے جلوہ ترا جب برملا پایا

جہان میت آ نکے ہر سو تلاش [illegible]
ہمیشہ ٹھوکرین کہا مین اگر پایا تو کیا پایا

ہمارے دوستون نے چشم [illegible]
مصیبت مین کسیکو بھی نہ ہمنے آشنا پایا

نہ آیا رحم اسکو حال [illegible] مشہور
شب فرقت کا قصہ بھی کہا اے دل تو کیا پایا

نفیر [illegible] نے
بہار گلشن ایجاد کو بالکل فنا پایا

[illegible] بھی نہ پایا [illegible] عشق پر
جسے پایا ہے معشوقون مین ہمنے پر جفا پایا

جلایا بھی ستایا بھی [illegible] ستایا بھی
سلوک اتنے کیے اے بیوفا دل سے تو کیا پایا

ہزارون طرح کے گل [illegible] عالم مین
ہماری گل سا بھی گل کوئی اے باد صبا پایا

ہمارے قتل سے باز آیا آیا رحم قاتل کو
وہ خود منصف ہوا اوسنے جو ہمکو بیجا پایا

کیا ایذا کا بھی شکوہ نہ ہمنے ہم وہ عاشق ہین
جفاؤن مین کوئی ثابت قدم ہمسا بھلا پایا

٢ ١٨

برنگ مہر تابان شرق سے تا غرب ڈہونڈہ آئے
بہلا کوکب سا بھی عاشق کوئی اے مہ لقا پایا

تابع حکم ہین پھر تمسے خفا کیا ہوگا
اپنے بندونسے تو آزردہ خدا کیا ہوگا

دل حسینون نے مرا لوٹ لیا کیا ہوگا
کشت امید کو پامال کیا کیا ہوگا

ایک دم آنکھ سے تھمتے نہین آنسو میرے
صدمۂ ہجر پھر اب اس سے سوا کیا ہوگا

زلف کی یاد کو سر مین جو نہان رکھتا ہے
کیون ڈالا پھر تو گرفتار بلا کیا ہوگا

خاک کا انکے نشان آپ مٹا سکتے ہین
نام عشاق کا عالم سے فنا کیا ہوگا

سبزہ جوہر ابرو مجھے یاد آتا ہے
زخم دل باد بہاری سے ہرا کیا ہوگا

جان لینے کو جو کہتا ہے تو نے حاضر ہے
بعد اسکے تو مجھے یار ترا کیا ہوگا

دست بردار کبھی ہونگا نہ الفت سے تری
ہمکو باتین جو سناتا ہے سنا کیا ہوگا

دل سے عاشق ہون مین جو چاہو کرو ظلم و ستم
تم سے اس بات کا اے جان گلا کیا ہوگا

داغ دل انکو بھی دکھلائینگا اے سیم بدن
دولت حسن لٹاتا ہے لٹا کیا ہوگا

بو وفا [illegible] کا وہ گل اندام ہے گل
یار سے [illegible] وصل مین باد صبا کیا ہوگا

جان بھی دینے مین انکار نہین ہے مجکو
خون فرقت مین [illegible] رلا کیا ہوگا

دیکھیے جاتے ہین دوزخ مین کہ یا ہین بہشت
علم اللہ کا ہے بعد فنا کیا ہوگا

نالے کرتا ہون شب ہجر مین بخوف و خطر
مین تو عاشق ہون وہ گل مجھسے خفا کیا ہوگا

ہم تری عشق سے باز آئینگے ایجان نہ کبھی
غیر کو پاس بٹھاتا ہے بٹھا کیا ہوگا

ہم سے اب تجکو ملا مین گی نہ ہرگز ایجان
تو جو کہتا ہے کہ جاؤنگا تو جا کیا ہوگا

جو گل داغ سے عالم ہے مری سینے کا
رنگ گلشن مین بہ ایک باد صبا کیا ہوگا

۳ اونکو عاشق کا الم ہو کہ نہ ہو اسے کوکب ۱۴
نہیں معلوم ہمیں بعد فنا کیا ہوگا

میں قتل پہ راضی ہوں نہیں ہے خطر ایسا
پر ہونگے وہ بدنام کرینگے اگر ایسا

قاتل ترے تلوار رکی گی نہ کسی سے
عاشق کے سوا اور ہے کسکا جگر ایسا

آئے نہ کبھی لخت جگر نوک مژہ پر
یہ نخل تمنا ہے مرا بے ثمر ایسا

گھبرا کے چلے آئے ہو خود گھر میں ہمارے
فریاد کا ہوتا ہے مری جان اثر ایسا

غربال بنائیگا اسے تیر مژہ سے
دل میرا ہوا ہے [illegible] ایسا

پھر منہ نہ دکھائیں گے ہم احباب وطن کو
[illegible] اوسے مد نظر ایسا

جیا مرنے مسکن کو اجاڑا ہے فلک نے
[illegible] ہے اس دار فنا سے سفر ایسا

اوس بت کا ہی دل نا ہوا [illegible] آخر کو [illegible]
ہوگا کبھی برباد کسیکا نہ گھر ایسا

بے اسکے جدائی سے قرار آیا [illegible]
للہ دکھا دے اثر اے چشم تر ایسا

مرنے کی حقیقت ہی سمجھتا نہ [illegible]
تھا بار گراں دوش پہ عاشق کو سر ایسا

پہچاننا دشوار ہوا جسکو غصہ ہر گز
دل ہے مرا اے جان جہاں بے خطر ایسا

جیا ہے مرے تلووں میں [illegible]
میں ہجر میں تغییر ہوا سر بسر ایسا

فرقت میں گرفتار کیا وصل [illegible]
غربت میں برا ہے مجھے در بدر ایسا

تا حشر [illegible] ہے مجکو
منحوس ہے ہے مجھے روے سحر ایسا

۴ دیکھا ہے نہ پوچھا کبھی اوسنے مجھے کوکب ۱۳
[illegible] کوئی بے خبر ایسا

پھوٹ جائے جو ابکی دل بیتاب تو شوق
رکھونگا میں اس زخم پہ تیزاب کا پھاہا

دل داغ ہوا ہجر میں اک بحر کرم کے
لازم ہے مرے زخم پہ گرداب کا پھاہا

زخمی شب ہجران کا ہوں اچھا نہ میں ہونگا
بخشیگا اثر پر مہتاب کا پھاہا

زخم دل بلبل کا ضد اما فزوں ناصح
ممکن نہیں برگ گل شاداب کا پھاہا

زخم دل سوزان پہ ٹھہرتا نہین ہرگز
ڈوبا جو سراسر مری زخمون کی لہو سے
تھمتا ہی نہین خون مرے زخم کا ہرگز
دل ہے نگہ ساقی گلفام سے بسمل
غربت کا ہون زخمی نہ بچون کا کسی تیر
شب ہجر مین زخمی ترا تڑپے
کیونکر ... شکل ہر اک بوٹی سے پیدا
انگارون کی ... لگی صحت
جراح تبا دے مجھے کب ہو

رکھتا ہے اثر قطرۂ سیماب کا پھاہا
ہمرنگ ہوا صافی قصاب کا پھاہا
کیونکر نہ چھٹے اس دل بیتاب کا پھاہا
جراح مناسب ہے مئے ناب کا پھاہا
ہو دامن نظارۂ احباب کا پھاہا
کسطرح بنائے پر سرخاب کا پھاہا
رکھنا مرے زخمون پہ نہ کمخاب کا پھاہا
کب چھوٹے گا زخم دل بیتاب کا پھاہا

... ایکا نہ دیا غ جگر کا
کوکب کبھی ... ہے
رکھ نہ مرے زخم
... کا پھاہا

حسین تمسا نہ دیکھا نہ گلبدن دیکھا
ٹپک پڑے مرے قاتل کا انکھ سے آنسو
پھنسے ہین قید مین قسمت ایسی ظالم کے
دکھائی سیر گلستان نہ عمر بھر مجکو
گمان ہوا مجھے چاک نا سے یوسف کا
امید مجکو نہ تھی قید سے رہائی کی
نہ بو رہیگی نہ رنگت جب سے تیری
قسم ہے تجکو گلون کی بتا صبا مجکو
رہائی پا کے سوئے بوستان جو ہم آئے
جہان مین دیکھی ہزارون ہی خوش قد و گلرو
کلیجہ پھٹ گیا بلبل کا خوب سا رویا

... کبھی دیکھی نہ یہ دہن دیکھا
... گشتہ کو پہنے ہوئے کفن دیکھا
جو ... رہی دل مین نہ پھر چمن دیکھا
ہوا ... کے یہ صیاد سے محن دیکھا
اسیر گوشۂ نے کا پیرہن دیکھا
پھٹا ہوا ... کر آنکھون سے پھر چمن دیکھا
ہزار ... دہن کو جو اے سمن دیکھا
ہمارے ... مین یار سا ہی کوئی گلبدن دیکھا
وہ گل وہ باغ وہ غنچہ نہ وہ چمن دیکھا
کر نہ تجھسا طرحدار و گلبدن دیکھا
خزان سے ہائے اجڑا و جڑا ہوا چمن دیکھا

وہ کون ساعت منحوس تھی جو نکلے تھے
کہ پھر نہ دیدۂ مشتاق نے وطن دیکھا

تمام عمر یہ کوکب کے دل پہ داغ رہا
ہزار حیف نہ اچھی طرح وطن دیکھا

سرنوشت اپنی کسیطور مٹا ہی نہ سکا
دل کو الفت سے حسینوں کی بچا ہی نہ سکا

اسقدر زار کیا صدمۂ فرقت نے مجھے
ضعف سے نالہ زبان تک مری آہی نہ سکا

جان دی صبح نہ دیکھی شب تنہائی کی
صدمۂ ہجر دل زار اوٹھا ہی نہ سکا

عمر بھر گیسوے پیچان سے رہا ہجر مجھے
دام مین اوس بت ترسا کو مین لا ہی نہ سکا

رات بھر ہجر مین تڑپا ہون خدا شاہد ہے
دل سے یاد بت کافر کو بھلا ہی نہ سکا

صورت جسم قمر اسنے بھی پایا ہی قیام
دل سے مین داغ محبت کو مٹا ہی نہ سکا

جب کبھی دیکھتا ہون ہوتا ہے سکتہ مجکو
سرگذشت اپنی مین اوس بت کو سنا ہی نہ سکا

قصد کرتا ہون جو کہنے کا وہ ہوتے ہین خفا
شکوۂ ہجر زبان پر کبھی لا ہی نہ سکا

سامنے یار کے مضطر جو نہ اسطرح سے تھا
بس مین کچھ حال دل زار سنا ہی نہ سکا

ہجر مین ایک گل تر کے جو تھا پژمردہ
کوئی میرے دل غمگین کو ہنسا ہی نہ سکا

قصد پابوس کیا دیکھ کے اوس گل کو مگر
ناتوانی سے قدم کو مین اوٹھا ہی نہ سکا

دانۂ خال پہ جا بجا نہو مائل لیکن
مرغ دل دام سے گیسو کے بچا ہی نہ سکا

اور کیا اوس سے رکھین لطف و عنایت کی امید
سوزش سینۂ عاشق جو بجھا ہی نہ سکا

کسطرح دیکھتا جی بھر کے مین اوسکو کوکب
تاب نظارہ دل زار تو لا ہی نہ سکا

شیدا ہوا زلف و رخ کو ہی شام و سحر سے کیا
غم کے سوا حصول ہے آٹھون پہر سے کیا

یہان وہان کو الفت دیوار و در سے کیا
ہمسا جو بے وطن ہو تو پھر اوسکو گھر سے کیا

کیون تمنے رو دیا مری تکلیف دیکھکر
ایجان جان ہمین مرے درد جگر سے کیا

لکھا ہے فرط شوق مین اوس بیوفا کو خط
لاسکے جواب دیکھیے قاصد اودھر سے کیا

کیون آپ پوچھتے ہین شب فرقت کی سرگذشت
سچ ہے حضور کو مرے درد جگر سے کیا

کیون کہتے ہو کہ آہ مین تاثیر کچھ نہین
تمکو ہمارے نالۂ دل کے اثر سے کیا

بعد فنا جلے گا نہ مجھپہ کسیکا دل
غربت نصیب ہون مجھے شمع و اگر سے کیا

پروا نہین ہے جان ہی جائے اگر مری
الفت کی راہ مین مجھے خوف و خطر سے کیا

اوس سروقد سے مجکو امید وفا نہین
جو نخل بے ثمر ہو اوسے بہر ثمر سے کیا

آنکھین جو دیکھتے ہین مری بار بار آپ
مطلب حضور کا ہے مری چشم تر سے کیا

رنج فراق سے تو وہ آگاہ ہی نہین
شکوہ کرون مین ہجر کا اوس بیخبر سے کیا

جل جانے کی سوا یہ بتا دے کوئی مجھے
پروانہ کو امید ہے شمع سحر سے کیا

قاصد کو چھوڑ دے مجھے بے رحم قتل کر
مین ہون قصوروار تجھے نامہ بر سے کیا

۸ ۱۴
کوکب خدا کے واسطے پوچھو تو اوس سے یہ
مجھسے غرض نہین تو دل نوحہ گر سے کیا

خون اب ہجر مین ہو جائیگا بیچارون کا
دم نکلتا ہے مسیحا تری بیمارون کا

ظلم صیاد سے فریاد و فغان کرتے ہین
حال کیا پوچھتے ہو ہمسے گرفتارون کا

کسطرف قافلے والون کو عدم کے ڈھونڈھون
نہین ملتا ہے نشان بچھڑے ہوے یارون کا

دوستو روز قیامت کی خدا ہی جانے
حال کیا ہوئیگا ہم ایسے گنہگارون کا

قیس ہی بچگیا اسسے دل نہ وہ فرہاد رہا
نام رہجاتا ہی دنیا مین وفادارون کا

شدت ظلم و تعدی جو یہی ہے صیاد
خون ہو جائیگا اک روز گرفتارون کا

وان تو خاصان خدا ہوئینگے ہم لوگ کہان
کام جنت مین بھلا کیا ہے گنہگارون کا

کون حاجت ہی مجھے سیر چمن کی بلبل
دل کی داغون سے مزا اوٹھتا ہی گلزارون کا

کسطرح پہنون شہادت کا نہ خلعت قاتل
سایہ ہے عاشق جانباز پہ تلوارون کا

شمع ساں آتش حسرت سے جلائینگے سبھی — دخل ہوگا تری محفل مین جو اغیارون کا

شیشہ آنکھین ہین نگہ مے ہے نظر ہے رخ یار — کام غفلت مین بھی کرتا ہون مین ہشیارون کا

دیکھ کر جام تہی خون دگر روتے ہین — دل بھر آتا ہے ساقی تری میخوارون کا

جان دیدینگے پھڑک کر تو نہین کر دی ہم — خون کیون لیتا ہے صیاد گرفتارون کا

۹

دل سے عاشق اسد اللہ کے ہین ای کوکب
کیا وسیلہ ہے قوی ہمسے گنہگارون کا

۱۳

یون نہ مدفن مین پھینک جانا تھا — لاش کو دھوم سے اٹھانا تھا

تیر بسمل تھا اسکو اسے قاتل — دم نکلتا نہ چھوڑ جانا تھا

ہجر مین جان دی ہے عاشق نے — موت کا اک فقط بہانا تھا

غیر کو اپنے پاس بٹھلا کر — یون نہ عاشق کا دل جلانا تھا

مجکو صیاد یہ بھی یاد نہین — کس جگہ میرا آشیانا تھا

خاک تک میری ہو گئی برباد — یون نہ اسے آسمان ستانا تھا

آخر کار ہو گیا رسوا — راز الفت ذرا چھپانا تھا

کیون کیا خلق تو نے دنیا مین — نام میرا اگر مٹانا تھا

رحم اے شمع کچھ نہین ہے تجھے — یون نہ پروانہ کو جلانا تھا

اب جگر وقف تیر مژگان ہے — دل تو پہلے ہی سے نشانا تھا

عمر بھر وصل سے نہ شاد کیا — اونکو دل کا فقط ستانا تھا

شکوہ ہجر کو سنا تو کہا — لکھا تقدیر کا مٹانا تھا

۱۰

قبر شاہان دہر پر کوکب
شمع تھی اور نہ شامیانا تھا

۱۵

قتل کر جلد مجھے تا ہو ترا دل ٹھنڈا — ہوگا اک وار مین قاتل ترا بسمل ٹھنڈا

جب کبھی لگیگی فرقت تری دریا پہ ہمین — خوب رو رو کے کیا دل سر ساحل ٹھنڈا

عمر بھر آتش فرقت سے جلایا مجکو — ایکدن وصل سے اری جان نہ کیا دل ٹھنڈا

جب تلک پیش نظر دلکی رہیگا قاتل — حسرت دید مین ہوگا نہ یہ بسمل ٹھنڈا

قیس کو وصل جو لیلی کا میسر ہوا — توکیا دیکھہ کے دل جانب محمل ٹھنڈا

اشک قاتل کی بھی آنکھون مین بھر آئی اودم — اوسکا بسمل جو ہوا اوسکے مقابل ٹھنڈا

جان دیدینگے تری سامنے قاتل اکدن — عمر کا ہوگا چراغ اب سر محفل ٹھنڈا

عمر بھر یونہین جلون گا شب ہجران مین صنم — کیا تری وصل سے ہوگا نہ مرا دل ٹھنڈا

ابتو اسیر نگہہ لطف سے تجھے لازم ہے — دیکھہ سفاک کہ ہوتا ہے یہ بسمل ٹھنڈا

قتل ہونے پہ بھی تڑپیگا ترا سودائی — یہ وہ بسمل کہ جو ہوگا بہ مشکل ٹھنڈا

قتل کے بعد مری لاش کو پامال کیا — ہاے اسپر بھی نہ قاتل کا ہوا دل ٹھنڈا

تیری صحبت مین مجھے آنے سے مطلب یہ ہے — کچہ تو دل میرا کریگی تری محفل ٹھنڈا

آبرو قتل سے دی ہے مجھے ہمچشمون مین — دل سے دیتا ہون دعائین رہے قاتل ٹھنڈا

باغ مین جاتا ہون گھبرا کے جو فرقت مین کبھی — دل مرا کرتا ہے کچہ شور عنادل ٹھنڈا

۱۱

جان اوس شوخ کے کوچے مین گئی ای کوکب
ہوا آخر یہ مسافر سر منزل ٹھنڈا

۴

کہنے کو ہمارے دل ناشاد نہ سمجھا — افسوس ہی افسوس یہ جلاد نہ سمجھا

اوسنے نہ مرے حال پریشان پہ نظر کی — دیوانہ ہے سمجھا مجھے برباد نہ سمجھا

زنجیر درون ہی جکڑا مجھے وحشت مین غضب ہے — افسوس مری قدر کو حداد نہ سمجھا

تیوری جو بھری یار کی دی جان خوشی سے — مرنے کی حقیقت دل ناشاد نہ سمجھا

تربت پہ مرے بعد فنا بھی تو نہ آیا — کچہ میری حقیقت وہ پریزاد نہ سمجھا

دیکھا جو تڑپتے مجھے کہتا ہے یہ قاتل — کیون پہلے سے تمنے مجھے جلاد نہ سمجھا

روتے گا نہ سر سے مرے آسیب محبت
بیٹھا ئدہ اسے یار پریزاد نہ سمجھا

سمجھتا ہے سے کیا ہوتا ہے اب کنج لحد ہمین
انجام کو آغاز سے شداد نہ سمجھا

سمجھتا ہون اب جان پہ جب آ کے بنی ہے
پہلے سے محبت کی مین افتاد نہ سمجھا

تہا عاشق شوریدہ کی توقیر کا باعث
دیوانہ بھی اپنا وہ پریزاد نہ سمجھا

جان اپنی مین دیتا ہون تجھی اس سے غرض کیا
مانون گا نہ ہرگز مجھے جلاد نہ سمجھا

افسوس ہے دل مین نے کیا تیرے حوالے
سمجھتا ہون پہلے ستم ایجاد نہ سمجھا

کیا کیا نہ سہے ظلم مگر عشق مین اے جان
یہ دل تری بیداد کو بیداد نہ سمجھا

۱۴
ہرگز نہ مجھے قید قفس کرتا یہ کوکب
افسوس مری بات کو صیاد نہ سمجھا
۱۵

بیٹھے بٹھلائے یہ غم دل کو دیا
کس لیے دل مین نے قاتل کو دیا

چار آنکھین بھی نہ کین قاتل نے آہ
رنج مرتے مرتے بسمل کو دیا

اوسکے رہنے سے ہے کعبہ دل مرا
یہ شرف لیلیٰ نے محمل کو دیا

ہمنے کیا بیجا کیا الفت جو کی
رحم دل ہے وہ جسے دل کو دیا

کچھ نہ پوچھی بات بھی اوسنے کبھی
ہائے دل کیون ایسے غافل کو دیا

کند خنجر سے کیا اوسنے حلال
رنج یہ اک اور بسمل کو دیا

گوش نکہت سنتے ہین گل باغ مین
کیا اثر شور عنادل کو دیا

داغ فرقت کے سوا کیا پاس ہے
نقد دل اوس ماہ کامل کو دیا

جل گیا پروانہ سب کے سامنے
داغ ماتم شمع محفل کو دیا

ظلم کا آخر کیا اقرار خود
کچھ جواب اوسنے نہ عادل کو دیا

جان لیگا بے سبب اکدن مری
دل ہے مین نے ایسے قاتل کو دیا

چشم سوئے ناقہ لیلیٰ ہے
قیس نے ہر پردہ محمل کو دیا

جہان سے نہ ہوئی رضینا بانقضا
دل او نہین داغ الم دل کو دیا

تن سے دم نکلا نہ اوسکے روبرو
رنج مرنے کا نہ قاتل کو دیا

۱۳
پرزے پرزے خط کیا کوکب مرا
بس جواب اوسنے یہ حاصل کو دیا
۱۳

فراق یار کا دہر کا وصال مین بہی تہا
زوال کا ہمین کہٹکا کمال مین بہی تہا

ہزارون مردے ہوے زندہ ٹہوکرون سے تری
نمونہ حشر کا بے شبہہ چال مین بہی تہا

فراق کا بہی نہ تمسے کبہی کیا شکوہ
خیال طبع مبارک ملال مین بہی تہا

نہ کس طرح سے مین گمنام بیت ان ہوتا
کہ لطف زیست مری انتقال مین بہی تہا

تری طرف سے برائی نہ آئی اوسدم تک
ہمارا دل وہی دشت قتال مین بہی تہا

وہ جان دیتی ہی مجنون کی قبر پر لیلی
تبائیے یہ کسیکے خیال مین بہی تہا

لحد مین جب کہ نکیرین سے ہوئین باتین
ترا خیال جواب وسوال مین بہی تہا

سوا ہمارے کہ نالون کو ضبط کرتے ہین
تمہارا پاس کسیکو ملال مین بہی تہا

کرشمہ جو کہ ان آنکہون مین تہا ہے ابدل
تو ہی بتا کہ یہ چشم غزال مین بہی تہا

نہ ایکدل ہی کو الفت ہے گیسوون کی فقط
تمہارا عشق مرے بال بال مین بہی تہا

عبث عبث ہوا عاشق بتونکا اے دل زار
وفا کا طرز کسی خوشجمال مین بہی تہا

غرور کسکو سزاوار حسن کا ہوتا
جہان مین کوئی تمسا جمال مین بہی تہا

۱۴
بہلا وہ مشق جفا کیون کسی پہ کرتے ہین
کوئی بجز دل کوکب خیال مین بہی تہا
۱۹

ہر سو ہے اضطراب کا اسکے فسانہ کیا
تیر نظر سے دل کو نشانہ کیا

قصہ کروگے چہیڑکے جہوٹا فسانہ کیا
بتلاؤ مین نے تمکو کہا غائبانہ کیا

دعوی خون کرونگا جو عادل کے سامنے
دیکہون تو ڈہونڈہتا ہے وہ ظالم بہانہ کیا

دو نون جہان مین ہی غرض تجہسی ای صنم
ہوتی ہوا الگہ میرا کریگا زمانہ کیا

آخر ہوا حصول مجھے گو ہر مراد
باتین ہوئی ہین یار سے کل عاشقانہ کیا

دیکھو ادہر خدا کے لیے مر رہا ہون مین
کرتے ہو یار شرم و حیا کا بہانہ کیا

آفت یہ کسکی جان پہ لائے گی تیغ یار
پہر کوئی ہوگا ملک عدم کو روانہ کیا

لازم ہے زندگی ہی مین ہو صرف مال و زر
لیجائیگا تو صورت قارون خزانہ کیا

پہیرو جو جان لینے کو کہتے ہو لو مگر
سمجہو تو اپنے دل مین کہیگا زمانہ کیا

کیونکر نہ اسے شکار فگن ہاتہ چوم لون
نام خدا اوڑایا ہے دل کا نشانہ کیا

صیاد آگے آتش گل نے جلا دیا
برباد تو کرے گا مرا آشیانہ کیا

ہر شخص کی زبان پہ ہے تذکرہ یہی
پہیلا ہوا ہے میرا تمہارا فسانہ کیا

صیاد کو جو فکر اسیری ہے روز و شب
اوٹہا ہے اب چمن سی مرا آب و دانہ کیا

رہ رہ کے پیچ و تاب جو کہاتا ہی دل مرا
اولجہا ہے اوسکی زلف پریشان مین شانہ کیا

تیر غم و ملال سے بسمل ہے آپ ہی
ناوک فگن بنائینگے دلکو نشانہ کیا

کیا فخر ہی جو غنچہ و گل مالدار ہین
بہتر ہے تیری حسن سے اونکا خزانہ کیا

گیسو کے عشق سے مرا سودا ہوا ہوا
شیشہ بنا عقل پہ یہ پڑا تازیانہ کیا

عاشق سے ہو شکایت معشوق کس طرح
بلبل کہی گا گل کو بھلا غائبانہ کیا

١٥

دیتا ہون جان جسکو حسین دیکہتا ہون مین
کوکب مرا مزاج بھی ہے عاشقانہ کیا

حال سے عاشق کے وہ گل باخبر کیونکر ہوا
اوسکی دل پر آہ کا اپنے اثر کیونکر ہوا

آپ کو تو نام سے اسکے تنفر تہا مدام
دل ہمارا آپ کے مد نظر کیونکر ہوا

بہیٹرنا دانستہ ہی یہ کیا جو اُن کو مین دون
کہتے ہین اچہا ترا زخم جگر کیونکر ہوا

کسکو تو وصل کی شب مین دیا تہا دائی سحر
ذبح کر قابل تو اسے مرغ سحر کیونکر ہوا

جان روتی روتے جاتی ہے کہین کیا اوسی ہم
اشک نہی سے حرارت برطرف بالکل ہوئی
ہین نہ مانون گا اگر آئی نہین فصل بہار
پوچھتا ہے غیر سے سنتا ہی کیفیت مری
اجنبی بنکر وہ مجھسے پوچھتا ہے بار بار
کیا عدم کی سمت کو رہبر ہوا عشق کمر
حادثہ کیا دل پہ گذرا کچہ نہین کہلتا مجھی
کوچ پر باندہی کمر بیٹھی ہوی ہین صبح و شام
چاندسی صورت دکہائی کسنے تجکو دفعتاً
دل کے پہلو مین چھپا پاتا اسی مین نے تو آہ

پوچھتے ہین عاشقون سی درد سر کیونکر ہوا
دیکہہ دل ٹھنڈا مرا ای چشم تر کیونکر ہوا
پہر بہلا ای گل ہرا داغ جگر کیونکر ہوا
حال عاشق سے بہلا وہ بیخبر کیونکر ہوا
کہہ تجہے سودا یہ ای خستہ جگر کیونکر ہوا
اس دل ناشاد کو عزم سفر کیونکر ہوا
یہ گرفتار مصیبت دربدر کیونکر ہوا
دار فانی اسے دل ناشاد گہر کیونکر ہوا
داغ تیرے دل مین تبلا ای قمر کیونکر ہوا
تیر مژگان کانٹا نہ پہر جگر کیونکر ہوا

۱۶ کیا خطا اوس سے ہوئی کوکب نہین معلوم کچہ
کیا سبب ہے قتل میرا نامہ بر کیونکر ہوا ۱۲

جس پری پر دل ناشاد تو مائل ہوگا
دیکہنا کیسی مین تعزیر اسے دیتا ہون
جان دیتا ہے وہ جس پہ وہ قاتل تیرا
مستعد کیون ہے مری قتل پہ تبلا قاتل
دل سماتا نہین سینہ مین خوشی ہے کیا کیا
پاس رسوائی قاتل بھی رہیگا دل کو
ضبط کر ضبط نہ اسعد تڑپ بیدا ازار
امتحان کیجیے جب آپ کے دل مین آئے
کس خوشی سے مرا دل ہوگا نشانہ اوسکا

یاد رکہنا وہی دشمن وہی قاتل ہوگا
میرے قابو مین کبہی تو یہ مرا دل ہوگا
منہ کی کہائیگا اگر وصل کا سائل ہوگا
جان جائیگی مری کیا تجہے حاصل ہوگا
امتحان آج ہمارا سر محفل ہوگا
کبہی تڑپیگا نہ ہرگز جو یہ بسمل ہوگا
ایکدن درد نہان بہی ترا زائل ہوگا
جان دینا بخدا ہمکو نہ مشکل ہوگا
سینے پہ خنجر رواں جب کہ وہ قاتل ہوگا

ہا شعبان دیکھا جب تصل ہجران آئیگی
باغ مین آہ فقط شور عنادل ہوگا

شمع رویون کا نہ جائیگا تعشق دل سے
بعد مردن بہی یہ پروانون مین شامل ہوگا

شوق ناوک فگنی ہوگا جو ای ترک تجہے
تیر مژگان کا نشانہ یہ مرا دل ہوگا

اسقدر مجسے ہے برگشتہ مقدر میرا
حق بہی اظہار کرونگا تو وہ باطل ہوگا

۱۷

شعر گوئی کی بکھیڑے مین نہ پڑنا کوکب
فکر ہجا کے سوا کچہ بہی نہ حاصل ہوگا

۱۵

دونی ہوئینگی تڑپ گر سوے بسمل دیکھا
نہ مرا دم کبھی نکلے گا جو قاتل دیکھا

ذبح ہوکر بہی تڑپتا نہین وہ بسمل ہون
تو نے او قاتل سفاک مرا دل دیکھا

شمع رخسار سے تہا عشق لیس دن بہی
دل کو جب دیکھا تو پروانو مین شامل دیکھا

پر بہی ہوتے نہین معلوم کہان ہین صیاد
باغ مین ہمنے فقط خون عنادل دیکھا

کیا تڑپ تہی مرے دلکو کہ پہر آئی آنسو
سہم کر رہگیا قاتل نے جو بسمل دیکھا

جس جگہ جا ہون تصور مجھے لیجاتا ہے
اسطرح کا نہ کوئی رہبر منزل دیکھا

کوئی ایسا بہی زمانہ مین نہ ہوگا عاشق
ہمنے بہی کچہ نہ کہا اوسکو جو غافل دیکھا

اوسکے نزدیک بہی ثابت قدم عشق رہا
امتحان کرکے جو قاتل نے مرا دل دیکھا

وہ جور دیا تو کیا اسنے تڑپنا موقوف
ایسا قاتل نہ سنا ایسا نہ بسمل دیکھا

نجد مین قیس یہ لیلے سے بیان کرتا تہا
جان دونگا جو کسی نے سوی محمل دیکھا

نزع مین حال غضب کا تہا خدا شاہد ہے
تیرے بیمار نے تجکو بہی بہ مشکل دیکھا

جان جاتی ہے تپ ہجر سے روتی روتے
تو نے الفت کا مزا ای دل جاہل دیکھا

مضطرب اور ہوا صورت مرغ بسمل
ہاتہ رکھکر جو ستمگر نے مرا دل دیکھا

حال کیا پوچھتے ہو رحم دلی کا اونکے
رو دیے آپ بہی جبدم مجھے بسمل دیکھا

جتنے عاشق ہین یہ اونکا ہے مقولہ کوکب

۱۱ عشق میں ہمنے کسیکو ہنہ کا دل دکھیا ۱۲

کیا کیا ابھی یہ جان پہ آفت نہ لائیگا
سر سے تمہاری زلف کا سودا نہ جائیگا

تجھسے خدا نخواستہ ہوگا اگر جدا
کیونکر یہ دل فراق کا صدمہ اوٹھائیگا

ہرگز نہ میں کہونگا کسی بات کو کبھی
کب تک مرا خیال صنم کو نہ آئے گا

کیا کیا نہین رکھایا ہمین انقلاب سے
کیا کیا ابھی نہ چرخ ستمگر دکھائے گا

باور نہین ہے اوسکو مری عشق کا ابھی
سنتا ہون قتل کرکے وہ بت آزمائیگا

کاری ہے زخم دل ترے عاشق کا ای صنم
اشکون کے ساتھ خون کے آنسو بہائیگا

صیاد مجھکو قید مین ہوگا کبھی قرار
قصہ اگر تو بلبل و گل کا سنائے گا

کشتہ وہ ہون کہ جسکے مقابل نہین کوئی
لاشے کو میرے آکے وہ قاتل اوٹھائیگا

اےبتو بت وصال کا مشتاق ہے یہ دل
اے بت فراق مین مجھے کب تک رولائیگا

افسوس کی ہوا تو ملیگا نہ اوسکو کچھ
کیا پائیگا جو خاک مین مجھکو ملائے گا

تا صبح حشر ختم نہوگا کبھی صنم
قصہ اگر فراق کا یہ دل سنائے گا

مین بھی تو ہاتھ دھو چکا ای دل تنگ ہون
اچھا کرے گا تجھکو اگر وہ جلائے گا

رونے سے وصل یار نہوگا کبھی دلا
کیا فائدہ جو آنکھون سے دریا بہائیگا

۱۴ کوکب اگر میں جان بھی دون ہجر میں تو کیا ۱۵
ہرگز نہ رحم مجھپہ کبھی اوسکو آئے گا

آتا ہے تصور مجھے ہر بار کسیکا
یا رب نہ کوئی دل ہو گرفتار کسیکا

کیون سانپ لگا لوٹنے سینے پہ تمہارے
ہے بد نظر گیسو سے خبردار کسیکا

کیون عشق بتان مین مجھے بدنام کیا ہے
کچھ ہون نہ مقید نہ گنہگار کسیکا

سب جان لو تم اوسکو کہ وہ قہر خدا ہے
دل پاؤ کسی سے جو گرفتار کسیکا

تجھکو جو ہے منظور بچانا تو خبر لے
اب جان سے جاتا ہے یہ بیمار کسیکا

[illegible] مجھے ہجر مین دشوار ہے جینا
خالق نکرے طالب دیدار کسیکا

اسے جان جہان جانکی پڑ جائین گی لالی
فریاد کرے گا جو دل زار کسیکا

مغرور عبث ہوتا ہے ای غیرت یوسف
اب کون جہان مین ہے خریدار کسیکا

شاید کہ پیا اسنے کہین جام محبت
مدہوش ہوا پھر دل سرشار کسیکا

اک طرز نیا اور جو پیدا ہے روش مین
پامال کیا دل وہم رفتار کسیکا

ای بادشہ حسن مری عرض ہو مقبول
دل توڑنا اچھا نہین بیکار کسیکا

آتا ہے جو دل مین وہی کرتا ہے وہ ظالم
کہنا کبھی سنتا نہین زنہار کسیکا

سائل نکسی بات کا ہونا کبھی ای دل
احسان نہ لینا تو خبردار کسیکا

یون شعلۂ عارض پہ نہ مغرور ہو پیارے
رہتا ہے سدا گرم یہ بازار کسیکا

۲۰ کوکب یہ لکھو سینہ مرے صفحۂ دل پر ۲
ہوتا نہین معشوق وفادار کسیکا

مہربان گرچہ کسی وقت مین صیاد نہ تھا
لیکن اتنا بھی کبھی درپئے بیداد نہ تھا

کیا بیان کرتا مین صیاد سے حال گلشن
کچھ سوا رنج اسیری کے مجھے یاد نہ تھا

نام تک بھی تو گلستان مین نہین باقی ہے
آشیان ایسا ہمارا کبھی برباد نہ تھا

کیون مجھے تیغ تغافل سے کیا ہے بسمل
پاس قاتل ترے کیا خنجر فولاد نہ تھا

پوچھتا کیون نہین تو لطف رہائی مجھسے
کیا مین صیاد کبھی قید سے آزاد نہ تھا

آج پر کچھ نہین موقوف اسیری ہی تو نہین
میرے قابو مین کبھی یہ دل ناشاد نہ تھا

آج کیون شکوۂ بیداد کیا ہے ای دل
کس زمانے مین وہ ظالم ستم ایجاد نہ تھا

خاک بھی اوڑ کے مری قبر سے ہوتی ہے تباہ
اسطرح تو کبھی ای چرخ مین برباد نہ تھا

کیا ہوئی دیسی خطا بلبل شیدا تجھ سے
ایسا آزردہ کبھی اور تو صیاد نہ تھا

جان دی سامنے کیون اوسکے تو ای دل آیا
کب تری گھات مین تبلا تو وہ جلاد نہ تھا

بوے گل کو بھی قفس تک نہیں آنے دیتا
اسطرح تو کبھی دشمن مرا صیاد نہ تھا

۲۱

صدمۂ جور غریبی یہ اوٹھایا کوکب
وہ بھی یاد آگیا ہمکو جو کبھی یاد نہ تھا

۱۵

جلوہ افگن جو کبھی وہ رخ روشن ہوگا
شرم سے طور چراغ تہ دامن ہوگا

دوست سے بعد فنا ہوگا نہ دشمن ہوگا
ہم فقط ہونگے کہ [illegible] مدفن ہوگا

قید صیاد سے ہوگا نہ رہا اے بلبل
کیا گلستان میں نہ پھر تیرا نشیمن ہوگا

میں وہ غربت زدہ دشت ہوں جسکی خاطر
نہ کفن ہوگا [illegible] مدفن ہوگا

دوست ہو کر مجھے آفت میں گرفتار کیا
یہ نہ سمجھا تھا [illegible] دشمن ہوگا

کوہ میں جا کے مجھے [illegible] صحرا میں
نہیں معلوم کہاں پر مرا مدفن ہوگا

جبکہ بدلی کی زمانے کی ہوا سے گلچین
پھر گرفتہ نہ کوئی ہوگا نہ [illegible] ہوگا

سوز فرقت سے مری جان بچی گر کبھی
آتش غم سے [illegible] سینہ مرا گلخن ہوگا

باز آ انکی پرستش سے تجھے کیا حاصل
ان بتوں سے کوئی مطلب [illegible] ہوگا

ہوگا وحشت میں جو میں بادیہ پیما اے دل
خار کی سر پہ مرا سایۂ دامن ہوگا

تپ فرقت جو تری یوہیں جلائیگی مجھے
آخر کار یہ سینہ مرا گلخن ہوگا

وحشت دشت نوردی جو کبھی دور ہوئی
کوچۂ یار میں اے دل مرا مسکن ہوگا

گل ہوا باد فنا سے جو چراغ ہستی
پھر نہ تا حشر کسیطرح ہی روشن ہوگا

عشق ہوگا جو بتوں کا سے مجھے منظور نظر
دل مرا صورت ناقوس برہمن ہوگا

۲۲

تری امداد یہ ہے شاہ نجف اے کوکب
کیا کریگا جو زمانہ سزا دشمن ہوگا

۱۴

تقدیر کا نہ ہمنے مٹایا لکھا ہوا
اچھا بھی جو سمجھ کے کیا وہ برا ہوا

کس غنچہ لب کی یاد ہی مد نظر تجھے
کیوں چپ ہے تجھکو اے دل ناداں یہ کیا ہوا

ہائے مرہم سنی تو وہ کہتا ہے اسطرح
فریاد کر رہا ہے کوئی دل جلا ہوا

کیون اشک بار رہنے لگی نالگیون ہی تو
شاید آج قتل کوئی بے خطا ہوا

سنبل کی طرح پیچ نہ کھاے وہ کسطرح
دل ہے اسیر الفت زلف رسا ہوا

غربت مین کون آکے خبر لیگا لاش کی
راہی عدم کو آج وہ بے ننگ [illegible] ہوا

پیدا ہوا ہے لالہ جو داغ جگر لیے
پوچھ [illegible] کیا زمین مین کوئی دل [illegible]

کمہلا گئے ہین یاد رگل کی ہی ہوا سے
[illegible] ہی حیران مجھ ہی کب ہوا

بجلی گرے گی جان پہ غیرون کی دیکھنا
فریاد گر کریگا کوئی دل جلا ہوا

کیا حال پوچھتے ہو گرفتار ہے
بیمار ہو گیا ہون مین جب سے جدا ہوا

برباد ہی جو ہو تو کریگا نہ ترک عشق
عاشق ہے تیرا نام پہ تیرے مٹا ہوا

کوئی شریک راہ محبت نہین کبھی
دل آشنا تھا وہ بھی تو نا آشنا ہوا

کہنے کو اور سے رونہ کیا ہم نے جان دی
صد شکر خوب حق محبت ادا ہوا

٢٣

کوکب اس سبب سے جگر اپنا لال ہے
عاشق کا خون ہے رنگ حنا مین ملا ہوا

١٥

کیا کام گور سے ہی مجھ گور کفن سے کیا
غربت مین جان دی ہی تو غسل و کفن سے کیا

پروانہ شمع رخ کا ہون مین انجمن سے کیا
عاشق ہے گل کی بلبل شیدا چمن سے کیا

ای دل بہلا دے خانہ ویران کی یاد کو
راحت نصیب دشت کو جب وطن سے کیا

آنے دے یا نہ آنے دے پیر تو نہین مجھ
عاشق ہون تیرا مجھکو تری انجمن سے کیا

تسکین بوسے جامہ تن سے نہو گی کچھ
یوسف اگر نہین تو مجھے پیرہن سے کیا

روتے جو دیکھتے ہو ہم ہنستے ہو کیون
تمکو ہماری سوزش داغ محن سے کیا

دل کو ملال خاطر نازک کا ہے خیال
شکوہ کرون جفا کا مین اوس دل شکن سے کیا

بلبل نے ترک عشق کیا اوسکے عہد مین
نسبت گلون کو ہے مرے غنچہ دہن سے کیا

کیون پوچھتے وہ حال دل زار کو مرے
فی الواقع اونہین مرض رنج و محن سے کیا

کہلتے نہین ہین شرم سے غنچے گلاب کے
رتبہ گلو نکو ہی مرے نازک دہن سے کیا

عاشق ہون چشم مست کا روز صبیح کا
نرگس سے کیا غرض ہے مجہی یاسمن سے کیا

کیون مجکو یاد کرکے وہ ہوتی ہین دل ملول
مطلب ہی اہل شہر کا مجہ بے وطن سے کیا

غیرون سے کیا علاقہ ہی جب اوس سے ترک کی
بت سے غرض نہین تو مجہے برہمن سے کیا

زخم جگر کو ہوگا نہ میرے کبہی مفید
عاشق ہون بوی زلف کا مشک ختن سے کیا

۲۴ — ۱۰

کوکب تو خود نشانہ تیر مژہ ہوا
دعوے کرے گا خون کا ناوک فگن سے کیا

یا ملی مجہسے خدا یا وہ ستمگر میرا
یا چہپے زیر زمین یہ تن لاغر میرا

جان بچتی نظر آتی نہین یارو مجکو
مستعد ظلم و ستم پر ہے ستمگر میرا

سرو پر ہوگئی نار استی اپنی ظاہر
باغ مین آیا جو وہ رشک صنوبر میرا

آتش ضبط نے اس درجہ جلایا مجکو
جلتے جلتے ہوا دل مثل سمندر میرا

دشت گردی سے جو فی الجملہ تہی تخفیف ہوئی
ہوگا بیمار سے ترے دروازہ پہ بستر میرا

دوستو کون سی تدبیر صفائی کی ہے
بے سبب مجہسے خفا ہوگیا دلبر میرا

کسکو بہاتی ہین ستم عشق کے سہنا لیکن
کیا کرون کچہ نہین قابو مری دل پر میرا

عمر کا جام بہی لبریز ہوا اے ساقی
آہ چہلکا نہ ترے دور مین ساغر میرا

نہ ملا تیرے لبون کا مجہے بوسہ اکدن
راستی پر کبہی آیا نہ مقدر میرا

۲۵ — ۹

خوف کیا تیرگی قبر سے مجکو کوکب
میری امداد پہ ہے ساقی کوثر میرا

لیگیا کوچہ صنم مین نہ مقدر میرا
یاد کرتا ہے مجہے قبر مین بستر میرا

حال کیا پوچھتے ہو خانہ بدوشی کا مرے
جس جگہ بیٹھ رہا ہے وہی بستر میرا

ناتوانی نے کیا ہے یہ مجھے کاہیدہ
ملک الموت کو ملتا نہیں بستر میرا

کوچۂ یار سے تنہا نہ سے کبھو سی جنون
میں جہان پر گیا پھینکا گیا بستر میرا

وحشت گردی میں بھی ہی مجھکو حکومت حاصل
ساتھ غربت لیے ہی دوش پہ بستر میرا

کشتئ دل مری دریائے محبت میں جو ہے
موج طوفان پہ رہا کرتا ہے بستر میرا

باغ دنیا میں مجھے عشق ہی ایسی گل کا
کہ دل بلبل شیدا میں ہے بستر میرا

آسمان نے کیا ایسا مجھے آوارہ وطن
دوش غربت پہ سدا رہتا ہی بستر میرا

۲۶ کیا کرون ضعف کا احوال بیان اے کوکب
ڈھونڈھتی ڈھونڈھتے عاجز ہوا بستر میرا ۵

کس شعلہ رو نے عارض تابان دکھا دیا
مانند طور جسنے مرا دل جلا دیا

دیوانہ جسکے عشق نے ایسا بنا دیا
جسنے خدا کی یاد کو بالکل بھلا دیا

بے عذر سر جھکا یا جو تلوار کے تلے
قاتل کو میرے کم سخنی نے رولا دیا

شرم آتی ہے یہ کہتی ہوئی دل کو پھیر دے
کیا اوس سے لیجیے جسے جو کچھ دیا دیا

سینہ سپر کیا تری تلوار کے لئے
ہمنے تو حوصلہ تجھے قاتل دکھا دیا

ہوتا وہی ہے جو کہ مقدر میں ہی لکھا
ہے کس نے سرنوشت کو اپنے مٹا دیا

آیا خیال صبح جدائی جو وصل میں
رویا یہ میں کہ یار کو آخر رولا دیا

سینے میں دل یہ تڑپا کہ بیہوش ہو گیا
پہلو سے مجھکو یار نے جبدم اوٹھا دیا

یان تک ستم کیے دل نالان پہ ہجر میں
ظالم نے خاک میں ہمیں آخر ملا دیا

کیا اس سے فائدہ تجھے ظالم ہوا بھلا
داغ فراق ہمکو جو اے بیوفا دیا

بے خان و مان لقب ہی زمانہ میں اب مرا
جو نام تہا حضور کو سچ سچ بتا دیا

منہ کو پہیرا لیا جو کبھی ذکر بھی ہوا
اب حضور نے مجھے دل سے بھلا دیا

جی چاہے ہے زندہ رکھو تو اسی چاہو قتل کر
ہمنے تو اپنا دل تجھے اے پرجفا دیا

پروانون کی سبب سے جلتا تھا دل مرا
کسی چراغ قبر کا یک بجھا دیا

۲۷ ۱۱

کوکب کی قدر کچھ بھی نکی تو نے بے وفا
تیرے لیے شباب کو اسنے مٹا دیا

داغ فرقت مین پری رو کا چمکتا جائیگا
بعد مردن بھی لہو دل سے ٹپکتا جائیگا

شعلۂ عشق بتان دل مین بھڑکتا جائیگا
سنگ غم سے اور عاشق سر پٹکتا جائیگا

یاد فرمائیگا جب وہ قاتل عالم مجھے
مردنی چہرہ پہ ہوگی دل دھڑکتا جائیگا

جان نکلیگی مری بے وصل گر ای گلبدن
خار فرقت غنچۂ دل مین کھٹکتا جائیگا

جبتلک اوس شمع رو پر دل سے ہے پروانہ مرا
شعلۂ اندوہ و رنج و غم بھڑکتا جائیگا

عمر بھر ہوگا وصال گل نہ ای گلچین نصیب
باغ عالم سے دل بلبل بھڑکتا جائیگا

عند وہ سمجھے گا کہ سے یہ خطا ہی کم گشتہ کا
کوچۂ جانان مین جب قاصد بھٹکتا جائیگا

بعد مردن بھی ستمگر داغ فرقت سے ترے
قبر تک دل سے برابر خون ٹپکتا جائیگا

بلبل شیدا کی صورت ای گلزار حسن
باغ عالم سے یہ عاشق سر پٹکتا جائیگا

پائیگا طاقت نہ اوڑنے کی جو بلبل بعد ذبح
حسرت پرواز مین کیا کیا پھڑکتا جائیگا

۱۴

جائے گر عالم سرائی اوسکی تو ہوئیگا کیا
روز کوکب اختر اوسکا چمکتا جائیگا

فرقت کا مین تری متحمل نہ ہو سکا
تھا یار کام ہی تو یہ مشکل نہو سکا

ابروی تو نے سبب مجھے زخمی کیا مگر
میری زبان سے شکوۂ قاتل نہو سکا

تسخیر خلق کا ہے ارادہ عبث عبث
قابو مین یار تمسے مرا دل نہو سکا

چین بر جبین جو دیکھا تو خاموش ہو گیا
مین کچھ شب وصال بھی سائل نہو سکا

سر بار دوش تھا جو اوترا تو خوش ہوا
اتنا بھی تجھسے ای مرے قاتل نہو سکا

عاشق تھا نام ہجر سے دی جان ای صنم
آخر ستم کا دل متحمل نہ ہو سکا

کیا خاک اوسکو ہوگی امید وفا دلا
تجھسے تو ضبط شکوۂ قاتل نہو سکا

کس کس طرح خلاف زمانہ ہوا مگر
دعوی حق مرا کبھی باطل نہو سکا

ہرگز نہین اشارۂ مژگان مین کچھ اثر
دل تک تو آپ سے مرا بسمل نہو سکا

رسوا کیا گلونکو محبت مین حیف ہی
ضبط فغان بھی تمسے عنادل نہو سکا

تا یون سی اوسکو یاد رہی کی ہی ہجر مین
ہرگز مرے خیال سے غافل نہو سکا

بولا نہ منہ سے کچھ نہ وصیت کسی سی کی
وقفہ بھی تجھسے رہبر منزل نہو سکا

آیا یقین نہ میری محبت کا عمر بھر
ہین عاشقون مین بھی تری شامل نہو سکا

۲۹

آخر شب فراق مین دی جان اسے صنم
کوکب فراق کا متحمل نہو سکا

۱۶

تیر مژگان کا نشانہ نہ دل ناشاد ہوا
خوب دنیا کی کشاکش سے مین آزاد ہوا

تجھکو امید رہائی سے عبث اے بلبل
قید صیاد سے کوئی نہین آزاد ہوا

قبر کا بھی کہین اب تو نہین ملتا ہے نشان
ہمسا بھی کوئی زمانے مین نہ برباد ہوا

کیا خطا مجھسے ہوئی بارالہا اوسکی
کیون مری جان کا خواہان مرا صیاد ہوا

برہمی کا بھی سبب کچھ نہین ہوتا معلوم
مستعد قتل پہ کیون میرے وہ جلاد ہوا

آرزو ہی رہی اس دل کو رہائی کی مگر
عمر بھر قید تعلق سے نہ آزاد ہوا

روز اک تازہ ستم ہوتا ہی میری اوپر
اب تو اے دل وہ غضب کا ستم ایجاد ہوا

جس سے اس دل نے محبت کی خدا شاہد ہی
وہی دشمن وہی قاتل وہی جلاد ہوا

عمر بھر آتش فرقت سے یہ جلتا ہی رہا
ایکدن وصل سے اللہ نہ دل شاد ہوا

رشک شیرین ہی وہ بت نام خدا عالم مین
تجھسے جاہا اوسے وہ غیرت فرہاد ہوا

قطع امید ہوئی زیست سے بھی فرقت مین
کیون بتجھے عشق بتان ایدل ناشاد ہوا

کسقدر ہجر مین رویا ہون تمہارے جانان
کچھ نہ تاثیر اثر نالہ و فریاد ہوا

کیا خطا اس سے ہوئی مجکو یہ برباد کیا | کیون یہ دیوانہ ترا مورد بیداد ہوا

گر یہ چاہے قتل تو پھر لاش کو تشہیر کیا | یہ ستم اور مرے واسطے ایجاد ہوا

کس زمانے مین بتا دیجیے انکار کیا | جان دینے کے لیے کب مجھے ارشاد ہوا

۳۰ ۱۴

آج کیا ہے جو وہ کرتا ہے توجہ کوکب
مہربان مجھپہ کبھی اور نہ صیاد ہوا

نکالا تیر جو اوسنے تو دل نشانا تھا | ہماری موت تھی قاتل کا اک بہانا تھا

پھنسے ہین قید مین طفلی ہی ہم ترے صیاد | خبر ہی اسکی نہین کیسا آشیانا تھا

نہ خود رہے نہ وطن کا پتا رہا باقی | ہمارا نام و نشان چرخ کو مٹانا تھا

بتا تو میری اجل کسطرح سے آجاتی | الم فراق کا اے دل مجھے اوٹھانا تھا

ہماری خاک بھی برباد اوسنے کی افسوس | ستم فلک کو پس مرگ کیا دکھانا تھا

ہماری جان ہی کاش اس سے اوسنے لی ہوتی | اگر یونہین شب فرقت مین خون رلانا تھا

وہ جیتے جی جو نہ آئی تھی گھر مین عاشق کے | ہماری قبر پہ بعد فنا تو آنا تھا

وہ پڑھتے فاتحہ یارو عجب نہ تھا اسکا | نشان قبر ہمارا اونہین بتانا تھا

نہ شمع رخ کی دکھاتی وہ روشنی کیونکر | ہمارے دلکو تو پروانہ سان جلانا تھا

نہ ذکر بھی سنا عاشق کا غور سے تمنے | نہ دل سے چاہنے والی کو یون بھلانا تھا

شہید ظلم کیا بے سبب ستمگر نے | دلا نہ کوچہ قاتل مین مجکو جانا تھا

نہ تو نے خلق کیا ہوتا ہمکو دنیا مین | فلک کے ہاتھ سے اسطرح گر مٹانا تھا

چمن مین جا کے یہ صیاد سے کہا ہمنے | اسی جگہ پہ ہمارا بھی آشیانا تھا

۳۱ ۲۱

جو ہمنے گور غریبان کی سیر کی کوکب
کسی لحد پہ نہ چادر نہ شامیانا تھا

قاتل کے واسطے دل بسمل نے کیا کیا | بسمل کے ساتھ دیکھیے قاتل نے کیا کیا

میدان امتحان مین مرے دل نے کیا کیا	قاتل بھی معترف ہے کہ بسمل نے کیا کیا
طوفان بحر عشق مین کشتی ہوئی تباہ	پہونچا جو مین غریب تو ساحل نے کیا کیا
کسطرح جان دی سر مقتل تڑپ تڑپ	دیکھا حضور نے کہ مرے دل نے کیا کیا
مدت سے اوسکی خنجر ابرو کا ہون شہید	مجھکو کیا جو قتل تو قاتل نے کیا کیا
آرام سے سلایا ہے آغوش مین مجھے	دیکھو سلوک قبر کی منزل نے کیا کیا
بیمار اوسکے عشق مین ہم عمر بھر رہے	پوچھا جو ایکبار تو قاتل نے کیا کیا
مشہور ہے جو قاتل عالم جہان مین	الفت کی اوس سے یہ دل جاہل نے کیا کیا
لیلی کا عشق تو نہ چھپا قیس سے کبھی	پردہ کیا جو اوسکا تو محمل نے کیا کیا
دیکھا جو نور شمع تو آئی نہ اوسکو تاب	پروانہ خود جلا تری محفل نے کیا کیا
اوس سے نہ میرے خون کا دعوی کرے کوئی	خود مین نے جان دی مرے قاتل نے کیا کیا
کیون بخت ہے قتل پہ اسکے تو مستعد	گلچین تباہ تو مجھکو عنادل نے کیا کیا
ظالم مکر گیا تو سماعت نہ پھر ہوئی	دعوی کیا جو مین نے تو عادل نے کیا کیا
ناحق اسیر ہونے کا شکوہ ہے زلف سے	مشکل پسند آپ ہون مشکل نے کیا کیا
ہمسے تو پہلے اسکی خطا کچھ بیان کر	کرتا ہے قتل کیون دل بسمل نے کیا کیا
سکتا ہوا گلون کو سدا تیرے روبرو	تجھسے الجھ کے تیرے مقابل نے کیا کیا
کیون بیگناہ در پئے آزار ہو گئے	گلچین و باغبان کا عنادل نے کیا کیا
ہر ایک علم و فن کو تعلق سے ہے مشق	بتلاؤ تو مجھے بن دلائل نے کیا کیا
قاتل خلاف طبع تری اس سے کیا ہوا	تڑپا رہا ہے کسلیے بسمل نے کیا کیا
بیواسطہ شہید کیا اوس غریب کو	خط مین نے تجھکو لکھا تھا حامل نے کیا کیا

۳۲

کوکب مین اپنے خون مین خود مبتلا ہوا
کیون جان دی عبث دل غافل نے کیا کیا

۱۶

ہمسفر افسوس غربت مین نہ تھا — دوست کوئی بھی مصیبت مین نہ تھا

جز دل ناشاد کے ای جان جان — کوئی ہمدرد اپنا تربت مین نہ تھا

دفعتہً مجھکو یہ سودا ہو گیا — صبح تک کچھ تفرقہ صحت مین نہ تھا

تیری الفت کی قسم اے جان جان — جان کا ڈر مجھکو چاہت مین نہ تھا

دفن ہوتے تجھکو دیکھا تو کہا — یہ تو بسمل کی وصیت مین نہ تھا

آج ہی کرتا نہین فریاد کچھ — کب مین نالان تیری فرقت مین نہ تھا

جز ترے عشاق کے ای جان جان — غیر کوئی تیری صحبت مین نہ تھا

شوق بھی ظاہر تھا اس سے عشق بھی — کیا مری اس چشم حسرت مین نہ تھا

کسطرح بلبل تجھے ہوتا نصیب — وصل گل کا تیری قسمت مین نہ تھا

وصل بت حاصل جو ہوتا ای خدا — کیا یہ تیرے دست قدرت مین نہ تھا

مثل تیرے عاشقون کے دادخواہ — کوئی میدان قیامت مین نہ تھا

لطف جو تیری فقیری مین ملا — یہ مزا تو بادشاہت مین نہ تھا

کسطرح خاموش رہتا ہجر مین — یہ تو اے جان میری خلقت مین نہ تھا

تیرے فاقے مین سائل کو دیا — مثل حیدر کا سخاوت مین نہ تھا

بخش دینا ہم گنہگارون کو بھی — کیا خدا کی شان رحمت مین نہ تھا

بوسہ ہم لیتے تو لیتے وصل مین — منہ سے کہنا اوسکی عادت مین نہ تھا

چشم پوشی مجھسے اب کرتا ہے وہ — پہلے یہ اوس بے مروت مین نہ تھا

دوستو وہ کس طرح ملتا مجھے — وصل اوسکا میری قسمت مین نہ تھا

۳۶ کیا کہون کوکب مین اپنے حال کو
یاس رسوائی بھی وحشت مین نہ تھا ۱۰

یوسف رہا نہ مصر کا بازار رہگیا — لیکن جہان مین نام وفادار رہگیا

یان شب کو آتے آتے وہ دلدار رہگیا — امید وار وصل دلِ زار رہگیا

یادِ مژہ مین بادیہ پیما جو مین ہوا — تلوون مین ٹوٹ کر سرِ ہر خار رہگیا

رہی ہوی ہین طاقت و تاب و توان و صبر — ہان ساتھ اک فقط دلِ بیمار رہگیا

دیکھا کبھی جو غیر کو محفل مین یار کی — دلکو وصل کے طالب دیدار رہگیا

صبر و قرار و تاب و توان کوچ کر گئے — پہلو مین دل رہا بھی تو بیکار رہگیا

اک دن ہوا نہ بوسہ سیب ذقن نصیب — امید وصل مین دلِ بیمار رہگیا

غمزہ عبث ہے حسن دو روزہ پہ یار کو — دنیا مین کون کسکا خریدار رہگیا

نخچیر کی طرح جو تڑپتا ہون رات دن — ہے دل مین تیر ہجر کما ندار رہگیا

۳۴ — کوکب ہوا نہ وصل کبھی یار کا نصیب — تا عمر آرزو مین دلِ زار رہگیا — ۹

ہے مستعدِ قتل وہ بے پیر کرون کیا — اب جان بچانے کی مین تدبیر کرون کیا

کیا پوچھتا ہے آئنہ رو حال شبِ ہجر — سکتا ہے تجھے دیکھہ کے تقریر کرون کیا

بالین پہ مرے آکے مسیحا یہ پکارا — آزار ہے فرقت کا مین تدبیر کرون کیا

ناحق جو خفا ہوتا ہے اے غیرتِ یوسف — یہ بھی ہے مری خوبی تقدیر کرون کیا

کرتا ہون شبِ ہجر مین ہر روز مین نالے — دلبر تری ہوتی نہین تاثیر کرون کیا

پابندی مین ہون ظالم کی کہین جا نہین سکتا — بھاری ہی بہت پاؤن کی زنجیر کرون کیا

حاضر ہون رکھی ہاتھ پہ سر جان جہان مین — خود آپ کو ہے قتل مین تاخیر کرون کیا

جب قتل مجھے کر چکا کہتا ہے یہ قاتل — کافی ہے بس اتنا ہی مین تشہیر کرون کیا

۳۵ — کوکب ہے یقین سر پہ بلا آوے گی میرے — بل کھاتی ہے پھر زلف گرہ گیر کرون کیا — ۹

غم و الم سے نکیا پست حوصلہ دل کا — مگر ہوا نہ کبھی طور فیصلہ دل کا

رہا شباب مین باقی جو ولولہ دل کا
تو خاک نکلیگا پیری مین حوصلہ دل کا

طبیعت اک بت پرفن پہ ہوگئی مائل
ہوا ہی رشتۂ زنار سلسلہ دل کا

ہزار عشق کی کوچے مین گو قدم مارے
نہ طے ہوا کسیصورت سی مرحلہ دل کا

حرارت تپ فرقت سی جان بری ہی محال
لگی گی آگ جو ہوویگا آبلہ دل کا

خدا کے واسطے اک شب تو وصل ہو ایجان
کہ تمسے پہر نہ یہ باقی رہے گلہ دل کا

الٰہی دیکھیے دونون مین کون غالب ہو
کہ دیو ہجر سے ہے اب مجادلہ دل کا

جہان مین جو کہ ہے مشہور قاتل عالم
پڑا ہی اوس سے اب آکر مقابلہ دل کا

٣٦ — ٨
ہزار شکر ہے اوس بت سے اے کوکب
نگاہ لطف پہ ٹھہرا ہے فیصلہ دل کا

وہ اودہر پردہ نشین باہر نکلکر رہگیا
مین ادہر ہاتہون سی اپنا دل مسلکر رہگیا

کسطرح مین نے سنبھالا تیرہ سنبھلا کیا گردون
کوچۂ جانان مین طفل دل مچلکر رہگیا

ذبح کی لائق نہ تھا کیا مین بتا قاتل مجھے
کیون مری گردن پہ خنجر آج چلکر رہگیا

شومی قسمت نی رکھا قتل سی بھی بی نصیب
دیکھکر قاتل مجھے تیور بدلکر رہگیا

صبح دم جب ہو جائیگا ہوش مرے
ہچکیون سی جیسے کوئی دلکا دہلکر رہگیا

شوق پابوسی اسکو کہتی ہین کہ پہلو سی مرے
پیشوائی کو تمہارے دل نکلکر رہگیا

کیا کرین یارو بیان اوس بیوفا کی عشق مین
سنگ فرقت سے دل شیدا کچلکر رہگیا

٣٧ — ٩
آتش فرقت سے کوکب شعلہ رویون کی عبث
شمع کے مانند دل پہلو مین جلکر رہگیا

ظلم کرتی ہی ادہر زلف پریشان کیا کیا
دل ادہر کہتا ہے اپنا دل نالان کیا کیا

گالیان دیتا ہی ہر روز شہ خوبان کیا کیا
باتین سنواتا ہی مجکو دل نالان کیا کیا

آج سی یہ جو صاحب نے حنائی لالی
رنگ لائی شفق شام غریبان کیا کیا

تیر ترکش سے کی قسم کہاتا ہون پیاری شب بہر
ہجر مین دیکھتا ہون خواب پریشان کیا کیا

شب فرقت مین اگر تیر نگہ یاد آیا
مثل بسمل کے نہ تڑپا دل نالان کیا کیا

ہر سے سودا نہین جاتا ہے بتون کا سر سے
الفت زلف مین پہرتا ہون پریشان کیا کیا

رحم کر قاتل بے رحم نکر قتل ابہی
دل مین باقی ہے مری حسرت و ارمان کیا کیا

چشم انصاف سے تو دیکہہ دل عاشق پر
ظلم کرتی ہے تری زلف پریشان کیا کیا

زور وحشت مین سدا دست جنون سی کوکب
شکوہ کرتے ہین مرے جیب و گریبان کیا کیا

تیر مژگان کا نشانہ دل ہوا کیونکر ہوا
یہ تو پہلو مین ہی پہر بسمل ہوا کیونکر ہوا

دیکہکر پروانہ کو وہ شمع و کہتا ہے یہ
دل جلا یہ وارد محفل ہوا کیونکر ہوا

جان دینے مین تہا کیون ہچکچاتا ہی دلا
تہی تمنا جسکی وہ مشکل ہوا کیونکر ہوا

قتل کرنیکی عوض کی اوسنی جان بخشی دلا
مہربان تجہپر مرا قاتل ہوا کیونکر ہوا

کیا ترے نالون مین اے دل نہین باقی اثر
میری جانب سی وہ بت غافل ہوا کیونکر ہوا

رات بہر روتی گذرتی تہی تڑپتے صبح تک
درد دل کسطرح سے زائل ہوا کیونکر ہوا

عمر بہر حسرت رہی لیکن نہ دیکہا ایکبار
پہر جو اوس بت پر دلا مائل ہوا کیونکر ہوا

نجد مین مجنون یہ کہتا ہی تحیر سے مجہے
یہ مسافر وارد منزل ہوا کیونکر ہوا

وہ تو بانی ظلم کا ہے کسطرح باور کرون
لوگ کہتے ہین اوسی عادل ہوا کیونکر ہوا

کسطرح وہانتک پہونچ سکتی ہوئی اتری تبا
وصل کا اوس گل سی تو سائل ہوا کیونکر ہوا

دیکہکر مجنون یہ کہتا ہی نہ تہی مجہکو امید
ہان یہ وارد صاحب محمل ہوا کیونکر ہوا

یہ تعجب ہے خدا شاہد ہے اے ظالم مجہے
دعوی حق بہی مرا باطل ہوا کیونکر ہوا

مجہسے بہی اے دل بیان کر تو کچہہ اسکا ماجرا
کسلیے تیر عشق سے بسمل ہوا کیونکر ہوا

تو نے کچہہ کوکب کیا خلاف اوسکی کیا کہلتا نہین

۳۹ جان کا تیرے جو وہ قائل ہوا کیونکر ہوا ۱۲

کسطرح یہ کشتۂ تیر نظر جاتا رہا — دل مرا پہلو سے بتلاؤ کدھر جاتا رہا

روتے روتے پڑ گیا ناسور آنکھوں میں مرے — داغ دل کا جب کہ اے رشک قمر جاتا رہا

حال عاشق پر نظر کرتا نہیں وہ سنگدل — کیوں دلا فرقت میں نالوں کا اثر جاتا رہا

عمر بھر پھر دام گیسو میں نہ آؤنگا کبھی — سر سے سودا زلف کا ابکی اگر جاتا رہا

شکر ہے خالق نے اس آفت سے دی مجکو نجات — اب تمہارے عشق کا دل سے اثر جاتا رہا

اب نہ وہ نالے ہیں فرقت میں نہ وہ فریاد ہے — داغ دل کیا عاشق خستہ جگر جاتا رہا

رات دن رو رو کے کیا تو ڈھونڈھتا ہے دیدۂ تر — نقد دل کیا ہاتھ سے اے بے خبر جاتا رہا

کیوں نہ لایا تو جواب اس گل کا مجکو سچ بتا — راستے میں تجھسے خط کیا نامہ بر جاتا رہا

کیا جگر بھی خون ہو کر بہ گیا ہمراہ اشک — درد دل فرقت میں کیونکر تا سحر جاتا رہا

نوح کا طوفان عیاں کرتی نہیں وہ رو کے آہ — کیا ہوا تیرا اثر کیوں چشم تر جاتا رہا

اسقدر روئے شب غم میں کہ آخر اے صنم — [illegible] رفتہ رفتہ ہو گئی نور نظر جاتا رہا

۴۰ صبح ہونے دے گی رات کا [illegible] تجھکو ملال — خون کو کیسے کیا تجھ مرغ سحر جاتا رہا ۴

حوروں میں نہ دیکھا نہ پریزاد میں دیکھا — عالم جو ترے حسن خداداد میں دیکھا

عیب [illegible] میں دیکھا [illegible] میں دیکھا — جو وصف ترے عاشق برباد میں دیکھا

مرتا ہوں ولے گل کی [illegible] دستکش [illegible] — آزادہ یہ ستم خانۂ صیاد میں دیکھا

جسپر ہوا شفقت اسکا وہ بچتا نہیں ہرگز — جوہر یہ ترے خنجر فولاد میں دیکھا

دل پر ہے یہ نہ دیکھا ستم و جور و جفا سے — [illegible] یہ مژہ بس تری بیداد میں دیکھا

کچھ [illegible] نہ دیکھا بجز عشق بتاں میں — اک داغ [illegible] اس دل ناشاد میں دیکھا

کیا کرتا ہوں نالے شب تنہائی میں اے دل — ہرگز نہ اثر نالہ و فریاد میں دیکھا

لاکھوں ہی ہوئے قتل مگر اے دل نالان
رحم آسکے نہ ہرگز دل جلاد میں دیکھا

بے موت اجل آئیگی وحشت میں صد افسوس
بیٹھے کو اگر پنجۂ جلاد میں دیکھا

صحرا میں کبھی ہوں کبھی کہسار میں ہوں میں
کیا کیا نہ مزہ عشق کی افتاد میں دیکھا

اک بات میں سو عاشق مردہ کو جلایا
اعجاز مسیحا ترے ارشاد میں دیکھا

لاکھوں ستم و جور کیے اف نہ کبھی کی
یہ حوصلہ اپنے دل ناشاد میں دیکھا

یاد آگئی اپنی بھی اسیری مجھے کوکب
طائر جو کوئی پنجۂ صیاد میں دیکھا

مرض عشق مسیحا کا یہ بیمار ہوا   سخت آزار ہوا
کن بلاؤں میں دل زار گرفتار ہوا   جینا دشوار ہوا

وصل کے بعد جو یہ ہوگی جدائی اسکی   نہ جیوگا یہ کبھی
اس لیے دل کو فقط وصل کا انکار ہوا   گل بھی اک خار ہوا

ہمکو کہتے ہو نہ بر آئیگی امید کبھی   ان حسینوں سے کبھی
دام گیسو میں تو اے دل جو گرفتار ہوا   چھٹنا دشوار ہوا

کونسا امر خلاف اوسکی ہوا ہے مجھسے   کس طرح سے یہ کہوں
کیوں ستمگار مرا درپے آزار ہوا   کیا خطاوار ہوا

اشک ریزی نے مرے سرد جہنم کو کیا   اے مرے ستار خدا
در دوزخ پہ جو وارد یہ گنہگار ہوا   جلنا دشوار ہوا

دیکھکر حال پریشان مرا رحم آیا اسکو   جان دینی ہے مجھے
شکر صد شکر اوسی وصل کا اقرار ہوا   میں جو بیمار ہوا

آتش ہجر سے ہر روز جلا کرتا ہوں   حال کیا اسکا کہوں
کفر کی الفت میں حسینوں کا گنہگار ہوا   کیا یہ آزار ہوا

چپکے چپکے جو کہا سو یہ جواب اوسنے دیا   [illegible]
وصل کا کیوں دل ناشاد طلبگار ہوا   کون غمخوار ہوا

وحشت اسکی مجھے یاد [illegible] جو کیا   حال ابتر یہ ہوا
یار بن [illegible] ہوا   جینا دشوار ہوا

نقد جاں لیکے میں یہ کہو مسلماں کیسے   نہیں لیتا کوئی
کون اس بت کا جہاں میں نہ خریدار ہوا   کسکا وہ یار ہوا

کیا کہوں حال پریشان کو میں تمسے کوکب   جسکے ہوتا عجب
لینا کروٹ بھی مجھے ہجر میں دشوار ہوا   اسقدر زار ہوا

جم کو جم اور نہ سکندر کو سکندر سمجھا
قبر میں شاہ و گدا اکو وہ برابر سمجھا

جان بحق ہوتا ہوں اب تجھکو تو سمجھا
باز بیٹھے سے نہ تجھکو میں ستمگر سمجھا

صفت ابروی خمدار مین وحشی تیرا | مرغ جان کو بہی ہمیشہ تہ خنجر سمجہا
رایگان اس نے کیا وصل کی تدبیر و نکو | کچہ نہ محنت کو ہمارے یہ مقدر سمجہا
سوز فرقت سے جگر پہ جو مرے داغ پڑا | آتش عشق کا اک اسکو بہی اخگر سمجہا
اسقدر فرقت ساقی سے ہوا ہون مدہوش | مہ و خورشید کو بہی صورت ساغر سمجہا
پتیان گل کی جو پژمردہ چمن مین دیکہین | اوس گل اندام کا روندا ہوا بستر سمجہا
مرگ غربت مین جو وحشت نے گرفتار کیا | دامن دشت کو مین قبر کی چادر سمجہا
سر کاشانہ کو اک روز بہی روشن نکیا | اسکا باعث تو مجہے ای مہ انور سمجہا
پہول دیکہے ہین برابر جو کہلے گلشن مین | اوسکی قدرت کو شگوفے کا مین لشکر سمجہا
ہو چکا الفت گیسو مین پریشان جب خوب | عشق کے پیچ کو آخر دل مضطر سمجہا
پردہ در پہ گمان پردہ قدرت کا ہوا | بہیر دیکہی جو ترے در پہ تو محشر سمجہا
روح نکلی جو خط شوق کیا مین نے تمام | مرغ جان کو سبب نامہ بر کبوتر سمجہا
شاہ سے اوسنے کیا ہے جو گدا کیا نسبت | وہی اچہا ہے مرے حق مین جو بہتر سمجہا
شعلہ رخ سے جو بخوف جلاتا ہے مجہے | کیا وہ پروانہ دل میرا سمندر سمجہا
خلد اندار نے کانٹون مین گہسیٹا مجہکو | اک گل بلبل دل کے لیے نشتر سمجہا
کر سکیں دوش تجہی بہی اب لازم ہے | بار گردن ترا عاشق ہے اگر سر سمجہا
دیدہ ترکی ترقی نے اوٹہایا طوفان | قطرہ دریا کو تو قطرہ کو سمندر سمجہا
ما خبری اپنا طریق اسلئے کہتا مین نے | خاکساری کو شرافت کا مین جوہر سمجہا
ظلم پر ظلم کیے ایک نہ مانا اوسنے | لاکہ سمجہا یا مگر کچہ نہ ستمگر سمجہا

٣٤ ست گیا اوسکی اطاعت مین یہ کوکب ہر چند
ذرہ خاک نہ وہ مہر منور سمجہا ١٥

خون کیون کرتا ہے بیکار بہلا تو اپنا | خبر مکین سے ہوا ہو جو وہ گلہ دو اپنا

تمسے خالی جو نظر آیا ہے پہلو اپنا
نہ رہا دل پہ کسیطرح کا قابو اپنا

سانپ لہرایا کیے سینۂ عاشق پہ ڈلا
رات بھر وہ جو بنایا کیے گیسو اپنا

کیا عجب ہے جو عیان نوح کا طوفان ہو جائے
ایک دم آنکھ سے تھمتا نہیں آنسو اپنا

منہ کو آتا تھا کلیجہ جو شب ہجران مین
دونون ہاتھون سے دبائے رہا پہلو اپنا

کیا کرین اور جو دیکھین نہ حسینون کیطرف
دل مشتاق پہ ہرگز نہیں قابو اپنا

جان لی چشم فسون ساز کی گردش نے مری
کر چکے کام ترا اے نرگس جادو اپنا

سنکے پیغام مرا کہتے ہین یون قاصد سے
فیصلہ کیون نہیں کرتے ہین وہ بدخو اپنا

ہے یقین مجکو اسی تیغ سے اکدن ہے قضا
کام کر جائیگی وہ جنبش ابرو اپنا

سر ٹپک کر ابھی مرجاؤن گا اتو کہنا
سر کے نیچے سے جو سرکاؤ گے زانو اپنا

غش سے لائیگی مجھے ہوش مین کب نکہت زلف
کب اثر یار دکھائیگی یہ خوشبو اپنا

اب نہین بادۂ الفت کی بھی پینے خواہش
بھر لیا جام مئے عشق سے چلو اپنا

طعنہ زن شیخ بنا گوش صنم پر ہے سدا
رنگ دکھلاتی ہے گلشن مین یہ شبو اپنا

کسطرح صبر گوارا ہو شب فرقت مین
ہائے دل پر بھی تو پایا تا نہین قابو اپنا

۱۴ ۱۵
خون دل اشک کی ہمراہ بہیگا کوکب
اور جیدے سے جو تھمے گا نہ یہ آنسو اپنا

انکار ہ نہین زبان پہ لایا تو کیا ہوا
اتنا تمہارا ظلم اٹھایا تو کیا ہوا

ہرگز نہ میرے درد کی اسنے دوا ہوئی
زخم جگر بھی آج دکھایا تو کیا ہوا

ہرگز نہ انکو قدر ہوئی میرے ضبط کی
رنج شب فراق اٹھایا تو کیا ہوا

جب تک جہان مین عشق ہے عاشق کا نام ہے
اسنے نشان قبر مٹایا تو کیا ہوا

ہے میرے دل مین یاد تمہاری اے دلربا
تمنے جو مجکو دل سے بھلایا تو کیا ہوا

ہرگز نہ مجھسے ترک ہوئی الفت آپکی
اس درجہ میرے دل کو ستایا تو کیا ہوا

عاشق کا نام زندہ ہے تا حشر ای صنم
تمنے جو زیر خاک چھپایا تو کیا ہوا

دل مین خیال اوسکا ہمیشہ جاگزین
ظاہر مین وہ کبھی جو نہ آیا تو کیا ہوا

شرم و حیا سے بات وہ مجھسے نکرسکا
نامون نے اوسکے دل کو دکھایا تو کیا ہوا

ظلم و ستم اوٹھاتا ترے کون میری بعد
عاشق پہ تونے رحم جو کھایا تو کیا ہوا

دل مین بھی میرا دھیان نہ آیا تجھے کبھی
ناحق شباب اپنا گھٹایا تو کیا ہوا

جشمک سے مین بھی باز نہ آیا کسیطرح
آنکھون سے خون مجھکو رولایا تو کیا ہوا

اک دم تصور اوسکا نہ مجھسے جدا ہوا
پہلو مین یار میرے نہ آیا تو کیا ہوا

بے اختیار قلب نے آخر کو آہ کی
ہمنے جو راز عشق چھپایا تو کیا ہوا

۱۸ کوکب ملی نہ سوز تب ہجر سے نجات
دریا بھی آنسوون کا بہایا تو کیا ہوا ۱۹

دل تاب ضبط گریہ نہ لایا غضب کیا
طوفان آنسوون نے اوٹھایا غضب کیا

مرہم کے بدلے زخم لگایا غضب کیا
قاتل کو داغ دل کا دکھایا غضب کیا

[illegible] ترا خدا سے کرونگا مین ای صبا
تونے چراغ گور بجھایا غضب کیا

[illegible] فنا بھی مجھسے [illegible] سکو غبار تھا
آ کر نشان قبر مٹایا غضب کیا

دنیا اگر خلاف ہوئی تو ہوئی مگر
تمنے جو مجھکو دل سے بھلایا غضب کیا

تا صبح اسکے ہجر [illegible] سوز فراق
مانند شمع مجھکو گھلایا غضب کیا

سنکر ہمارے نالے وہ کہتا ہی [illegible]
رسوائی کا بھی پاس نہ آیا غضب کیا

تجھسے [illegible] ہوتے گے کیا غافل تھے ہم
اے دل تجھے جو ہمنے بچایا غضب کیا

[illegible] دیکھا زندگی [illegible] تک تھی [illegible]
مرنے پہ کوئی کام نہ آیا غضب کیا

غفلت [illegible] کہتا ہوا [illegible]
سوتو مین کسنے مجھکو جگایا غضب کیا

[illegible]
[illegible] غضب کیا

افسوس بھی نہ اوسنے مرے حال پر کیا | قصہ فراق کا جو سنا یا غضب کیا
نکلے کہین زبان سے نہ شکوہ یہی خیال | اوسنے ہمارے دل کو ستایا غضب کیا
دو چار ہی گھڑی مین تو قصہ تمام تھا | قاتل نے ادر ہاتھ لگایا غضب کیا
پہچانا نہ زندگی مین تو اسکا گلا نہین | تربت پہ بھی مرے نہ وہ آیا غضب کیا
اب کون اوسکے ظلم اوٹھائیگا آہ یار | اوٹھون سے ہمکو مفت گنوایا غضب کیا
اسوجہ سے ہوا اوسے لیجئے وصل یار سے | شکوہ زبان پر جو مین لایا غضب کیا
کشتی جسم زار تلاطم مین پڑ گئی | دریا جو آنسوؤن کا بہایا غضب کیا

۱۶
کوکب یقین ہے کہ وہ رہنے نہ دیگا اب
اوسکو نشان قبر بتایا غضب کیا
۱۵

سونس نہ تھا کوئی نہ کوئی غمگسار تھا | ہم سے تھی لحد مین یا کہ دل بیقرار تھا
وہ اضطرار تھا کہ مین بے اختیار تھا | فرقت کی شب یہ حال دل بیقرار تھا
بخشا چکا ہر ایک سے اپنا کہا سنا | بیمار کو حضور ہی کا انتظار تھا
تاریکیٔ لحد سے مجھے مخلصی ملی | ہر سو اوسکے نور سے روشن مزار تھا
چھوڑا نہ ساتھ بعد فنا جاے غور ہے | سایہ نہ تھا وہ آپکا میرا غبار تھا
گھر ہمنے اسلیے نہ بنایا تمام عمر | دنیا مین زندگی کا کسے اعتبار تھا
ارشاد کیون نہ کر دیا مجھسے حضور نے | فریاد و نالہ میرا اگر ناگوار تھا
اسکا تو آپ عشق سے یار خبیر ہے | دے سینے مین دل حسینون کو کیا اختیار تھا
گم گشتہ مین وہ ہوا کہ اسیر کبھی صنم | ثابت نہین کسکو کہان پر مزار تھا
خوف خزان سے رہ گئے گل تمنا مین | کب ہوے موسم بہار مین رنگ غبار تھا
کیا حال عشق شعلہ عارض بیان کرون | سیماب کیطرح سے یہ دل بیقرار تھا
او دیتا ما صر [illegible] مین شعلہ یار کو | پھر کبھی [illegible] چھپتا تھا

سہو بچانے بہر کے دست تہی مدفن تلک فقط
اسوقت مین کسی نے بہی آکر دیا نہ سات

کوئی نہ پہر سوا سے دل بیقرار رہتا
تنہا تہا جسم زار مرا یا مزار رہتا

۴۸

حل ہونگی مشکلین ابہی کوکب کی یا علی
آقا تری مدد کا یہ امیدوار رہتا

۱۴

ہجر مین جب ترا غنچہ سا دہن یاد آیا
بلبل زار کی سب ساختہ آنسو ٹپکے
کیا کرون حال بیان دربدری کا اپنی
دہیان اسوقت یہ تہا جلد ہو مشکل آسان
غنچۂ دل ہوا پژمردہ برنگ گل شمع
جال مین آنکے ہوتے ہین ہزارون پامال
اسقدر اس تن خاکی مین اوٹہائی ایذا
میری نظرون مین جہان تیرہ و تاریک ہوا
غوطہ زن بحر محبت مین نہ ہونا اے دل
یار نے جب سے سنگہائی ہے دو عنبرین گیسو
ہنستے ہنستے ہوے خاموش جو سوتے یکبار
ہجر مین گلشن و گل کی ہے یہ حال بلبل
دامن دشت کو رو رو کے بہگویا مین نے

بخدا پہر نہ کبہی مجکو چمن یاد آیا
عالم قید مین جسوقت چمن یاد آیا
بہولا ایسا کہ مجہے پہر نہ وطن یاد آیا
نزع کے وقت نہ تابوت و کفن یاد آیا
جب کبہی بلبل شیدا کو چمن یاد آیا
چرخ سے پہر کہا عالم کو ملین یاد آیا
روح کو بعد فنا پہر نہ بدن یاد آیا
جب کبہی جلسۂ احباب وطن یاد آیا
ڈوب جائیگا اگر چاہ ذقن یاد آیا
پہر نہ اوسدن سے مجہے مشک ختن یاد آیا
کیا کوئی عاشق آوارہ وطن یاد آیا
رنگ چہرہ سے اوڑا جب کہ چمن یاد آیا
جب کبہی عالم غربت مین وطن یاد آیا

۴۹

ہو گئی عقدہ کشائی رہین فوراً کوکب
غم مین جب نام شہنشاہ زمن یاد آیا

۱۷

اے پری مجکو ترے دل پہ جو قابو ہوتا
آتش عشق بجہا دیتی جو اشکون کی جہڑی

کارگر پہر نہ کبہی عشق کا جادو ہوتا
آگ لگ جاتی مرے خشک جو آنسو ہوتا

سر کے دینے کے لیے جب کہ جو ہوتا ارشاد
حکم میں فرق نہ واللہ سر مو ہوتا

آپ لیلیٰ کی طرح خلق میں رسوا ہوتے
قیس کی طرح جو چرچا مرا ہر سو ہوتا

عمر بھر میں نہ کبھی کرتا کسی سے الفت
جان جان اس دل نالان پہ جو قابو ہوتا

وصل کے اندوہ سے فرقت میں یہ رہتا ہی بچا
چین پڑتا مجھے ایسا کوئی پہلو ہوتا

پاسداری ہے مجھے عشق میں منظور نظر
پھوڑ ہی ڈالتا آنکھوں میں جو آنسو ہوتا

تجھ سا ہجر کی شب رہتا ہے مجھ کو یہ خیال
کاش تکیے کی عوض آپ کا زانو ہوتا

چشم بد دور تری آنکھوں سے کیا نسبت ہے
قہر ہو جاتا جو اس چشم کا آہو ہوتا

وہ قدم رنجہ ہو کرتے تو مرادیں آتیں
جگمگاتا آج ڈلا جس کے لب جو ہوتا

انکھڑیاں آپ کی بیمثل نہ ہوتیں جو صنم
نام کا ہیکو بھلا نرگس جادو ہوتا

ہم نہ ہوتے تو کوئی چیز نہ ہوتی پیدا
نہ تو یہ درد نہ دل اور نہ پہلو ہوتا

مدرسہ عشق کا خالق نے وہ ایجاد کیا
طفل مکتب تھا بیان پر جو ارسطو ہوتا

آرزو اس دل ناشاد کی پوری ہوتی
امتحان میری محبت کا جو بر رو ہوتا

وصل میں ہجر کا ہرگز نہ تصور لاتا
فکر بیکار تھی پہلو میں اگر تو ہوتا

عشق بازی کی نہ ادھر رہتی کوئی کیفیت
ساغر دل مے عرفان سے جو مملو ہوتا

۴۹ — دم نکلنے کی نہ ہوتی سبب مجھے ایذا کوکب
نزع کے وقت سرہانے جو وہ زانو ہوتا — ۱۹

جنون میں جا کے اب تک تو کہیں کا میں ہوتا
اگر اے آسمان حائل نہ تو گرد زمین ہوتا

کہوں کس سے تری فرقت میں جو جو مجھ پہ گذرتی ہے
بیان درد دل کرتا جو کوئی ہمنشین ہوتا

ہوا ہے ہجر حاصل وصل کی خواہش جو کی میں نے
مقدر کا سبب جو چاہتا ہوں وہ نہیں ہوتا

کسی کے دل نہ ہوتا درد کی ایذا وہ قاتل کو
اگر اس شوخ کو میری محبت کا یقین ہوتا

خدا شاہد ہے ہم وہ بانی ہیں دنیا محبت کے
اگر وہ بیوفا [illegible] میں ہوتا

بزرگی روح کی باعث فقط اس تن نے پائی ہے
شرف ایجان کا حاصل مکان کو بھی مکین ہوتا

بہت ڈھونڈا اگر ہمنے نپایا آجتک اے دل
ہم اپنی جان دے دیتے جو کوئی نازنین ہوتا

شب فرقت زمین و آسمان تاریک ہو جاتے
اگر دود جگر ہمراہ آہ آتشین ہوتا

اگر میں فرقت جانان میں جان اپنی نہ دیدیتا
کسیکو بھی نہ میرے عشق کا ہرگز یقین ہوتا

خدا جانے خوشی سے حال کیا اوسوقت ہو جاتا
جو تو پیش نظر مجنون کی اے محمل نشین ہوتا

تمہارے صاف رخساروں کی اوسدم کھلتی کیفیت
مقابل مصحف رخ کے جو قرآن مبین ہوتا

کسی گلشن میں ہوتا یا کسی ویرانہ میں جاتا
ترا بندہ تہا سو دل سے مری جان میں کہین ہوتا

اسی مردان قیامت تا قیامت کرتا نالون سے
نہ سوتا چین سے کوئی جو میں زیر زمین ہوتا

بہلا کیونکر نہیں مونس ہتیار ربرو آکے
جو کرتا ظلم کا شکوہ تو وہ گل شرمگین ہوتا

نہیں معلوم کیا اوسوقت ہوتی اوکی کیفیت
مری پہلو میں گر اے جان تجہسا حسین ہوتا

تجہے بہی رنج ہوتا دیکہکر افسردگی میری
تری محفل میں اگر میں جو غمگین و حزین ہوتا

خدا شاہد ہے مرجاتا کبھی الفت نکرتا میں
تمہاری بیوفائی کا اگر مجھکو یقین ہوتا

قیامت اسنے کر رکھی ہے پہلو میں خدا شاہد
میں اپنے دل کو دیدیتا جو کوئی مہ جبین ہوتا

١٩

نہو آتی نزع کی تکلیف ہرگز مجھکو اے کوکب
مسیحا میرے بالین پر جو وقت واپسین ہوتا

الفت کا مزا دل سے بہلایا نہیں جاتا
یہ داغ وہ ہے جسکو مٹایا نہیں جاتا

آتا ہے کلیجہ مرے منہ کو دم اظہار
قصہ شب فرقت کا سنایا نہیں جاتا

اس جینے سے ہے اب تو مجھے موت گوارا
بار الم ہجر اوٹھایا نہیں جاتا

اب تو وہ منفعل جور و ستم ہوتے
زخم دل اونہیں اس سے دکھایا نہیں جاتا

آئندہ سے مجہے ہو گئی کیا اور توقع
ہیں نزع میں ہم آپ سے آیا نہیں جاتا

اب تو ہے پہر نوح کا طوفان عصیان ہو
دریا بہی تو اشکون کا بہایا نہیں جاتا

اسد رحم کیا زار ہے تب ہجر صنم سے
افسوس قدم مجھسے اوٹھایا نہین جاتا

ہم جان دین پروانہو کچھ شمع رخون کو
پروانہ صفت دلکو جلایا نہین جاتا

اس رنج مین راحت کا مزا ملتا ہی مجکو
داغ غم الفت کو مٹایا نہین جاتا

جس طرح فراموش کیا آپ نے مجکو
یون مجھسے تو ایجان بہلایا نہین جاتا

ہر چند کہ اشکون سے فرو کرتا ہون لیکن
اس آتش الفت کو بجھایا نہین جاتا

واللہ یہ امید نہ تھی آپ سے مجکو
مردہ بہی مرا آکے اوٹھایا نہین جاتا

کیا جانیے کیا حال کرین سنگے ہمارا
اسواسطے عشق اونکو جتایا نہین جاتا

کیونکر کہین اونسے نکرینگے کبہی اظہار
معشوق سے الفت کو چھپایا نہین جاتا

افسوس کہ ایذا مری کی تونے گوارا
پہلو سے جو غیرون کو ہٹایا نہین جاتا

مرجاؤنگا کسطرح کرون ترک محبت
زندہ دہن گور مین جایا نہین جاتا

منت کو وہ طاقت ہے کہ بنتے ہوہین تسخیر
تابو مین مگر آپکو لایا نہین جاتا

ہر روز ستم سہتا ہون تیری نگہ کے سبب
دل اور سے واللہ لگایا نہین جاتا

مرجاؤن جو کوکب تو مری زیست ہو گویا
صدمہ شب فرقت کا اوٹھایا نہین جاتا

قیس کی طرح سے ہر سو مرا شہرا ہوگا
رفتہ رفتہ مجھے اس عشق مین سودا ہوگا

بس مرون جو گذر رشک پری کا ہوگا
حشر اک تازہ لحد پر مری برپا ہوگا

مرہم وصل سوا کچھ نہ پذیرا ہوگا
دل کا ناسور بجز اسکے نہ اچھا ہوگا

دل تو وہ لیگیا پر خاک مین رہا ہوگا
مجکو برباد کریگا تو نہ برپا ہوگا

گوشہ قبر مین تنہا دل شیدا ہوگا
نہ عزیز اور نہ یہ انبوہ احبا ہوگا

تو بہی لیلی کی طرح خلق مین رسوا ہوگا
مثل مجنون جو مرے عشق کا چرچا ہوگا

نہین کچھ خوف جو خالق مرا ملجا ہوگا
کیا کریگا فلک پیر جو بگڑا ہوگا

دیکھیے ہوگا جنون یا مجھے وحشت ہوگی
دل کے باعث نہین معلوم ہے کیا کیا ہوگا

بعد از آپ بھی رسوا ہے خلائق ہونگے
کو بکو میری محبت کا جو چرچا ہوگا

مجھکو ثابت ہوا ناوک فگنی سے تیرے
نوک پر تیر مژہ کے یہ کلیجا ہوگا

وہ پریزاد ہے جب تک کہ نظر آتا ہی
جب کہ نظرون سے نہان ہوگا تو عنقا ہوگا

کہتا ہے قصد فغان پر یہ مرا دل مجھسے
چپ رہو چپ رہو معشوق بھی رسوا ہوگا

چین پڑتا نہین اکدم جو نہین دیکھتا ہون
کس طرح ہجر ترا مجھسے گوارا ہوگا

وصل ہوگا کہ نہوگا مجھے اوس بے مگر دسے
دیکھیے کیا تپ ہجران کا مداوا ہوگا

غرق ہوجائیگی گردون پہ ابھی کشتی مہر
آنسوؤن کا جو روان آنکھون سے دریا ہوگا

مین نے پوچھا کہ مرا دل ہے کہان بولا وہ ترک
دیکھ لے تو کسی گوشے مین تڑپتا ہوگا

گو کہ مٹ جائیگی پر سے گی وہ مرے ماتم مین
دور تش حسرت سے یہ تربت کشتہ کا لاشا ہوگا

یاد کر کر کے غم فرقت کی کہانی تو بھی
قصۂ ہجر دلا وصل مین کہنا ہوگا

تجھسے پوچھا جو کسی نے یہ پتا بتلایا
کوچۂ زلف مین دل میرا بھٹکتا ہوگا

رعد یا کی شب جو مجھے خواب سے بیدار کیا
یہ نسیم سحری کا کوئی جھونکا ہوگا

دیر مین یا کسی صحرا مین و یا کعبے مین
مجھسے برباد کا کس جا پہ ٹھکانا ہوگا

دم نکلنے کا مجھے رنج ہو کیونکر کوکب
میرے بالین پہ دم نزع مسیحا ہوگا

خدا کو رہ نہ سمجھے اودہر اودہر دیکھا
قلق رہا سو سے دروازہ رات بہر دیکھا

نہ دیکھا خواب تغافل سوا جدہر دیکھا
کھلی جو آنکھ زمانے کو بے خبر دیکھا

کسی کے کہنے سے یا خود بخود ادہر دیکھا
کسی طرح سے ہوا وسنے مجھی نگر دیکھا

جواب کیا ہے کہون کیا وہ پوچھتے ہین یہ بات
شب فراق مین کیونکر رخ سحر دیکھا

اشارہ غیرون سے کر کر ہوا در کنار
تمہارے جاتے ہی جانے والے نے بستر دیکھا

پھنسا جو پیچ میں اکر وہ مرغ چھٹتا ہے — کسیکے دل کو نہ اوس راہ سے مفر دیکھا
بغیر دیکھے ہو سے چاک اوسنے کرڈالا — جواب خط کو مرے تو نے نامہ بر دیکھا
اب اوسکو رحم مرے حال زار پر آیا — چھدا جو تیر نظر میں دل و جگر دیکھا
عجیب شان کریمی ہے تیری اے خالق — زیادہ رزق دیا جسکو بے ہنر دیکھا
عبث یہ جوش ہے طوفان نہ آشکار ہوا — ترے اثر کو نہ کچھ ہمنے چشم تر دیکھا
نہال سرو ہی بے نصیب عاشق زار — کبھی نہال محبت نہ بارور دیکھا
چمن میں حیف ہے صیاد تیری بدعت سے — کسی جگہ پہ نہ بلبل کا ایک پر دیکھا
نہ ضبط ہو سکا آخر کو خود چلے آئے — ہماری آہ کا اسے جان جان اثر دیکھا
نہیں تباؤ کیا مجھہ پہ کیا بڑا احسان — تمام عمر میں مجکو جو اک نظر دیکھا
کمال اونکو تاسف ہوا خدا شاہد — جو میرے حال پریشان کو بسر دیکھا
علی کو جسنے کیا خلق تو ڈرا سے خالق — بجز بہنر جہان میں کوئی بشر دیکھا
ہٹا نہ معرکہ امتحان سے میرا قدم — ہمیشہ آپ نے سینہ مرا سپر دیکھا
نہیں ہے اب ہمیں امید زیست فرقت میں — تمام ہو گئے جب ہم تو کیا ادھر دیکھا
کوئی تو چاک گریبان ہے کوئی خاک بسر — کسیکو ظلم فلک سے نہ بیخطر دیکھا
جہان میں دیکھے ہیں معشوق سیکڑون غافل — مگر نہ تیری طرح کوئی بے خبر دیکھا

۵۳ سوا سے قطرہ خون اور کچھ نہ تھا کوکب — جو چاک کر کے ہمارا دل و جگر دیکھا ۲۴

جہان ملک نظر آئی نہ اک بشر دیکھا — وہان پہ آپکا اے جان جان گذر دیکھا
چمن میں جا کے نہ ہمنے ادہر اودہر دیکھا — نشیمن اپنا جہان تھا وہی شجر دیکھا
کسیکو راہ وفا میں نہ بیخطر دیکھا — خضر کو بھی اسی وادی میں پر حذر دیکھا
جو ہم پہنچے قبر کی منزل میں ہم تو یہ سمجھے — تمام عمر کے چھوٹے تھے آج گھر دیکھا

کہا یہ سب نے کہ قریب اسکو بعد قتل ہوا
بندھا ہوا ترے فتراک مین جو سر دیکھا

نہ چین پایا کبھی ہمنے جب سے عشق کیا
فراق یار مین دامن ہمیشہ تر دیکھا

کسی کے نالہ و فریاد کو کبھی نہ سنا
نہ تم سا ہمنے زمانے مین بیخبر دیکھا

ہزار بار صدا دی پکارا یہ بسمل
مگر نہ آپ نے مڑ کر ذرا ادھر دیکھا

یقین ہے کہ یہ دل خون ہو کے بہ جائے
نگاہ غیظ سے تمنے جسے اگر دیکھا

جنون کی جوش مین ہم دشت عشق مین جو گئے
نہ رہگذر کوئی دیکھا نہ راہ بر دیکھا

قسم خدا کی یہ سچ سچ بیان کرتا ہون
بتون سے کچھ بھی نہ ہمنے بغیر شر دیکھا

بتاؤ اب تو مرے عشق کا یقین ہوا
حضور نے مرا داغ دل و جگر دیکھا

جہان یہ حکم نہ تھا نام غم کے لینے کا
ہزار حیف کہ ماتم سرا وہ گھر دیکھا

غضب کیا مجھے تجھپر بھی رشک آتا ہے
نگاہ بھر کے ادھر سے تو نے نامہ بر دیکھا

خدا گواہ کہ فوراً تمھین جتایا ہے
تمہارے واسطے جس بات مین ضرر دیکھا

ہوس ہی دل مین رہی میرے اے بت پرفن
کبھی نہ بھول کے بھی تو نے اک نظر دیکھا

جو بخشدے ہی تو رحیمی کی شان ہے ورنہ
گناہ سے نہین خالی کوئی بشر دیکھا

کرینگے اب نہ کبھی آہ و نالہ و فریاد
فراق یار مین ہر شے کو بے اثر دیکھا

خلاف وضع ہے یہ امتحان مین ایدل
اوٹھا کے آنکھ اگر جانب سپر دیکھا

ارادہ تھا کہ نہ الفت کرون کسی سے کبھی
مگر جو تم ہوے درپے نہ کچھ مفر دیکھا

خدا گواہ احبا نے چشم پوشی کی
ہمین جو عالم غربت مین دربدر دیکھا

مرے بغیر کبھی آپ کو نہ چین پڑا
حضور نالۂ شبگیر کا اثر دیکھا

جہان مین دیکھے ان آنکھون سے لاکھون ہی مہر
مگر نہ تجھسا زمانے مین اے قمر دیکھا

۵۴

بہت ہی سخت ہے منزل عدم کی ای کوکب
یہ راہ وہ ہے کہ جسمین نہ ہمسفر دیکھا

۱۳

ہلاک میں جو خدنگ نگاہ سے ہوتا
شہید ہو کے میں بیراگناہ سے ہوتا

قضا کو حکم جو ہوتا کہ قبض روح کرے
تو کچھ نہ دولت و ملک و سپاہ سے ہوتا

پھڑکتا کوئی تو بسمل سا لوٹتا کوئی
یہ حال آپ کی ترچھی نگاہ سے ہوتا

تپاں تو میں ترے کوچے میں کیوں پڑا رہتا
نہ عشق مجھکو اگر تیری راہ سے ہوتا

نہ ہم تباہ تے اگر رسم و راہ الفت کو
وہ بےخبر نہ خبردار چاہ سے ہوتا

ہزار اپنے عمل کو چھپائے رکھتا میں
نشان گناہ کا روسے سیاہ سے ہوتا

خدا گواہ اوسے دم پھڑک کے مرجاتا
جو التفات اونہیں ترچھی نگاہ سے ہوتا

فرشتے مجھکو سزا دیتے کیا خدا جانے
بلند نالہ جو اس داد خواہ سے ہوتا

عبث عبث تھی شب ہجر یار میں نالے
جگر کا درد نہ کم آہ آہ سے ہوتا

امیدوار نہ ہوتا کبھی میں بخشش کا
جو منکر اشہد ان لا الہ سے ہوتا

شب فراق میں کرتا جو نالہ و فریاد
دل فلک بھی چھیدا تیر آہ سے ہوتا

نہیں ہے اصل زمرد کی روبرو اوسکی
وہ چاہتا تو یہ پیدا گیاہ سے ہوتا

۵۵

نہ ہوتا دل متحمل فراق کا کوکب
مجھے جو عشق کسی کجکلاہ سے ہوتا

۱۶

عجیب اونکی تلون کا حال ہے کوکب
خفا ہو نہیں بھی جو ایسا ملال ہے کوکب

کوئی خطا نہیں مجھسے ہوئی ہے دانستہ
عبث عبث اونہیں ہمارا ملال ہے کوکب

غم فراق کا شکوہ جو ہم نہیں کرتے
فقط ملال کا اونکے خیال ہے کوکب

خزاں کا دور ہوا چاہتا ہے سنتا ہوں
ہزار حیف گلوں کو زوال ہے کوکب

کرینگے قتل نہ وہ سنگے جو وصل پر راضی
خدا نے چاہا تو آج انفصال ہے کوکب

ہزار حیف اوٹھائیگا کون ظلم اونکے
جہان سے اپنا تو اب انتقال ہے کوکب

جو وصل پہ نہیں راضی تو جان ہی لیلو
فقط یہ اونسے ہمارا سوال ہے کوکب

گناہگار محبت سے وہ یہ کہتے ہین — تمہارا خون بہانا حلال ہے کوکب

بنایا غیرت فرہاد جس سے باتین کین — عجب طرح کا وہ شیرین مقال ہی کوکب

تو اونکو پوچھتا ہے بار بار کیون کل سے — بتا تو اس سے ترا کیا مآل ہی کوکب

یہ حسن ہمنے نہ دیکھا جہان مین ایک کا بھی — عجب طرح کا وہ صاحب جمال ہی کوکب

اگر دریغ کرون اوس سے مین تو کافر ہون — نثار یار یہ سب جان و مال ہے کوکب

وہ رحم کہاتے ہین کس روز دیکھیے ہمپر — یہان تو ہجر سے اپنا وصال ہے کوکب

کبھی نہ ہجر کا شکوہ کیا نہ کی فریاد — ہمین بھی عشق مین کیا کیا کمال ہی کوکب

کسیطرح سے نہ اوسپر گذر گی آج کی رات — مریض عشق تو کل سے نڈھال ہی کوکب

خدا گواہ ہے دیکھونگا مین نہ روی سحر
تجہے فراق مین جینا محال ہے کوکب

باندہی کمر ہے ظلم پہ صیاد بے سبب — نالہ مرا فضول ہے فریاد بے سبب

شائد ہے اوسکو آنیکا اوس گل کی انتظار — تن تن کے کیون اکڑتا ہی شمشاد بی سبب

نالہ ترا نہ پہونچیگا اوس گل کی کان مین — کرتی ہی عندلیب تو فریاد بی سبب

مین نے تو کوئی بہی نہین تقصیر کی تری — مجھسے خفا ہے تو ستم ایجاد بی سبب

کچہ بھی نہین ہے رحم تجہے او ستم شعار — کرتا ہی مجہ اسیر پہ بیداد بے سبب

فریاد تیرے ظلم سے ای چرخ کینہ ور — کرتا ہے کیون غریب کو برباد بی سبب

اب کسطرح بچیگی مری جان کیا کرون — درپے ہوا ہے قتل کا جلاد بی سبب

کسطرح بر صفائی کی تدبیر مین کرون — آزردہ مجھسے ہو گیا صیاد بے سبب

پروا بھی اوسکو کچہ نہوئی کون مر گیا — دی جان تو نے ای دل ناشاد بی سبب

شیرین کا وصل تیری مقدر ہی مین نہین — کیون سختیان اوٹھاتا ہی فرہاد بی سبب

کوکب ہمارا اختر طالع ہے اوج پر

۵۷ — ۱۲

تابع نہین جہان کے یہ بزادب کے سبب

ایک مدت سے نہین سنتی صداے عندلیب
آشیانی زاغ کے اب ہین بجاے عندلیب

بلکہ مسکن بوم کا ہوئی بجاے عندلیب
پہر نہ کیون صحرا الصحرا خاک اوڑاے عندلیب

ہاے صد افسوس ظلم و جور سے صیاد کے
اب تو گلشن مین نہین ٹکتی ہین پاے عندلیب

دانۂ الفت بچھاے بوی گل سے جا بسو
دام الفت سے خدا تجھکو بچاے عندلیب

دیکھتے ہین اسقدر ہم منقلب رنگ جہان
آشیانی زاغ کر اب ہین بجاے عندلیب

فصل گل مین بہی وہ ارانے ہے خزان کی خوف سے
غور سے دیکھی تو ثابت ہو وفاے عندلیب

کس ستم سی حیف ہے گلچین نی اور صیاد نے
نوچ ڈالی توڑ ڈالے بال و پاے عندلیب

گل خموشی کے سوا دیتی نہین ہرگز جواب
خاک راز دل او نہین اپنا سنائی عندلیب

ہے ہوا ٹھنڈا کلیجہ اتنا اسے گلچین ترا
کان مین کو سون نہین آتی صداے عندلیب

آج کل تو فصل گل ہے خوب زور و شور پر
کوئی سننے کا نہین آہ و بکاے عندلیب

عشق گل مین کچہ نہین حاصل سواے شور و شین
سیکڑون اپنے جگر پر داغ کہاے عندلیب

۵۸ — ۹

ہو گئے ہمدرد اسپنے راہی ملک عدم
اب کوئی باقی نہین کوکب سواے عندلیب

بیابان نوردی بیابان سے ہے مطلب
نہین کچہ بسر سلیمان سے مطلب

ہے جمعیت دل اوسیکے لیے بس
جسے ہو سے زلف پریشان سے مطلب

ہو پہونچتا نہین ہاتہ ڈالے جو اسپر
جنون تجھکو میرے گریبان سے مطلب

نہین دل کو پرواے دنیا و عقبے
ہمین ہے فقط کوے جانان سے مطلب

ہمین جوش وحشت مین رہتا ہے پیارے
غم و نالہ و آہ و افغان سے مطلب

ہمیشہ ترے ہجر مین اے گل تر
مرے آنسوؤن کو ہے دامان سے مطلب

عنایت جنون کی یہ مجہپر ہوئی ہے
کہ ہے وحشت بطیر د بیابان سے مطلب

گئی جب کہ دریا مین کشتی ہماری | تو پھر کیا رہا ہمکو طوفان سے مطلب

۵۹ مرے ہاتھ کو جوش وحشت مین کوکب
ہمیشہ ہے اپنے گریبان سے مطلب ۱۶

بانئ ظلم و پر جفا ہین آپ | بخدا کتنے بیوفا ہین آپ
جان لی جسکو اک نظر دیکھا | سچ ہے عشاق کی قضا ہین آپ
طلب بوسہ پر وہ کہتے ہین | بخدا قابل سزا ہین آپ
تم سے مردے جو کرتے ہین زندہ | یا مسیحا ہین یا خدا ہین آپ
شربت دید سے ہوا اچھا | مرض عشق کی دوا ہین آپ
اس طرف بھی نگاہ لطف رہے | مجھسے بھی صورت آشنا ہین آپ
کچھ خوشامد سے مین نہین کہتا | بخدا لائق ثنا ہین آپ
کشتہ کرکے نہ آئے تربت پر | کتنے پر ستم و پر جفا ہین آپ
کیا خطا ایسی ہو گئی سرزد | بے سبب مجھسے کیون خفا ہین آپ
مین نے خود جان دی کسیکا کیا | سچ تو یہ ہے کہ بیخطا ہین آپ
قتل کرکے نہ دیکھا عاشق کو | کس قیامت کے کج ادا ہین آپ
طرز تقریر سے ہوا ثابت | آج بندے سے کچھ خفا ہین آپ
مجھسے اس حسن کو کوئی پوچھے | حور اندام مہ لقا ہین آپ
اک نظر بھی نہ دیکھا عاشق کو | واہ پابند صد حیا ہین آپ
قدردان جان کر دیا تھا دل | ہم نہ سمجھے تھے بیوفا ہین آپ

۶۰ سچ ہے کوکب کا قول یہ اے بت
سنگدل بانئ جفا ہین آپ ۱۵

دیکھین وحشت مین آوارہ پھرائی غربت | در بدر ٹھوکرین کسکو کھلائی غربت

پیر وہ رہ جائے جو مٹی میں ملائے غربت | آنکھ یاران وطن کو نہ دکھائے غربت
لیلو بازار محبت سے جنون کا سودا | چاہیے توشۂ رہ کچھ تو برائے غربت
اب تو جاتے ہین لیے عشق کا سودا سر مین | دیکھیے تا بہ کجا ہمکو پھرائے غربت
کہیا کرون حال بیان ظلم و ستم کا تیرے | سیکڑون خاک مین ہین تو نے ملائے غربت
پھر بہار آئی ہوا جوش جنون پھر مجکو | دیکھیے کیا مجھے صحرا مین دکھائے غربت
جان کا بچنا بھی ہو جائیگا مشکل مجکو | آفت دشت نوردی نہ دکھائے غربت
زیر سر سنگ ہے اور فرش کی جا کانٹے ہین | کسقدر مین بھی اوٹھاتا ہون جفائے غربت
مر بھی جاؤن تو خبر جا کے نہ لے پھر کوئی | ہے یقین روز سیہ اب وہ دکھائے غربت
قیس نے بھاگ کر لی راہ عدم کی جسدم | مین ہوا آکے گرفتار بلائے غربت
جو یہان آیا تہ خاک چھپایا تو نے | حال کیا اپنا کوئی تجکو سنائے غربت
عاشقون مین بھی ہجاتی ہے عزت میری | تو اگر مجکو تہ خاک چھپائے غربت
تیز رفتار ہون طاقت سے جنون کی ایسا | ہمرہی سے مری شل ہوتے ہین پائے غربت
تیرے احسان کا ممنون ہونگا تا عمر | دشت گردی سے جو تو مجکو بچائے غربت

۶۱ | مین وہ حسرت زدہ ہون باغ جہان مین کوکب
رونے والا نہین رکھتا ہون سوائے غربت | ۱۵

محو جمال یار رہا دل تمام رات | مہمان تھا جو وہ مہ کامل تمام رات
خالی نظر پڑا مجھے پہلو جو یار سے | تڑپا مثال طائر بسمل تمام رات
ظالم کی نیند اوڑ گئی مجکو کیا جو قتل | رویا ہے خوب سا مرا قاتل تمام رات
جھپکے نہ آنکھ صبح شہادت کی ذوق مین | دل کو رہا تصور قاتل تمام رات
دریا یہ لیگیا جو مجھے عشق زلف یار | رویا ہون بیٹھ کر سر ساحل تمام رات
یاد آئی جب وہ خنجر ابرو شب فراق | تڑپا کیا ہون صورت بسمل تمام رات

جاگی ہین بخت خفتہ مری شکر ای خدا
سویا ہے پاس وہ مہ کامل تمام رات

ہرگز نہ تھی امید سحر وہ مریض ہون
گذری ہے ای مسیح بہ مشکل تمام رات

بچنا ہماری جان کا ہو جائیگا محال
درد جگر نہوگا جو زائل تمام رات

امید زیست تھی نہ شب ہجر یار مین
پیش نظر تھی قبر کی منزل تمام رات

پوچھو نہ حال مجھسے شب ہجر یار کا
اشکون مین خون ٹپکے بہا دل تمام رات

ہرگز ملا جواب نہ مجکو شب وصال
بوسے کا اوس سے ہی مین رہا سائل تمام رات

اوسنے یہ کیفیت ہی شب ہجر یار کی
بیجان رہا ہے عاشق بیدل تمام رات

آیا خیال اپنی فنا کا جو شمع کو
روئی ہے خوب سا سر محفل تمام رات

۶۲ کوکب سنا جو وصل کا انکار یار سے
قابو مین پھر رہا نہ مرا دل تمام رات ۱۳

سوئے گلے مین ہاتھ وہ ڈالی تمام رات
ارمان ہمنے خوب نکالے تمام رات

عاجز کیا ہی ایسا دل زار نے مجھے
کرتا ہی ہجر یار مین نالے تمام رات

بوسے لیے ملائین کبھی لین شب وصال
ارمان اس طرح سے نکالے تمام رات

دن بھر تلاش یار مین پھرتا ہون کو بکو
تلوون کی توڑتا ہون مین چھالے تمام رات

پھر دیکھیے وصال صنم کب نصیب ہو
ای دل مزے تو آج اوڑالے تمام رات

درد جگر تھا نہ شب ہجر مین صنم
رو رو کے زخم دل کے کیے آلے تمام رات

گھبرا کے باغ مین جو گیا ہون مین شام کو
رو رو دہرے ہین اشکون سے تھالے تمام رات

یاد مژہ رہی شب فرقت جو ای صنم
دل پر چلا کیے مرے بھالے تمام رات

مر مر کے مین نے دیکھا ہی روئے سحر صنم
فرقت کی شب تھی جان کی لالے تمام رات

مجھسے شب وصال وہ کہتے ہین ناز سے
لے آج درد دل تو سنالے تمام رات

گیسو کے دہیان مین جو مری آنکھ لگ گئی
دیکھی ہین مینے خواب مین کالی تمام رات

درد شب فراق صنم کیا بیان کرون
لیٹا رہا ہون دل کو سنبھالی تمام رات

۶۴
کوکب نصیب ہوتا ہے کسدن وصال یار
فرقت مین اپنو کرتے ہین نالے تمام رات
۱۵

گل توڑکر بہار چمن باغبان نہ لوٹ
لازم ہے رحم تجکو مرا آشیان نہ لوٹ

شکوہ مری زبان سے نہ نکلا کہین ترا
ظالم ستا کے صبر دل ناتوان نہ لوٹ

نالان ہے عندلیب صبا خاک اوڑاتی ہے
بس بس بہار گل کو تو اے باغبان نہ لوٹ

صیاد تجکو رحم بھی آتا نہین ذرا
بلبل کا فصل گل مین تو یون آشیان نہ لوٹ

ترسا رہا ہے تو جو شہادت کے واسطے
قاتل متاع صبر دم امتحان نہ لوٹ

غربت مین مبتلا ہون تجھے رحم چاہیے
بے خانمان ہون مجکو تو اے آسمان نہ لوٹ

نشتر سے کم نہین ہے تری گفتگو صنم
باتین سنا کے صبر مرا بدزبان نہ لوٹ

صیاد تجکو خوف خدا بھی ضرور ہے
فصل بہار مین تو مرا آشیان نہ لوٹ

احسان کمال ہوگا ترا عندلیب پر
اگلی برس بہار چمن اے خزان نہ لوٹ

مرجائیگا جوان کرونگا جو بد دعا
صیاد فصل گل مین مرا آشیان نہ لوٹ

کیا ہاتھ آئیگا تجھے میرے ستائے سے
برباد خود ہون مجکو تو اے آسمان نہ لوٹ

ہے خوب نکہت گل تر زور شور پر
صیاد آج کل تو مرا آشیان نہ لوٹ

دیدے گی جان صدمۂ فرقت مین عندلیب
باد خزان بہار گل بوستان نہ لوٹ

پیدا نہو گا پھر جو گیا اس جہان سے
اے موت باغ زندگی نوجوان نہ لوٹ

۶۴
اے چرخ اسقدر تو نہ کوکب کو تو ستا
پھر سر پر خاک اوڑائیگا یہ کاروان نہ لوٹ
۱۱

فنا ہے خلق مین ہے گردش جہان باعث
سوا مکین کی خرابی کا یہ مکان باعث

سکتا چھوڑا جو قاتل تو کیا سب اسکا
بتا کہ یون جیتے ہین تیری ہیجان باعث

تمہارے کشتہ کی مرقد سے آتی ہی یہ صدا
ہوا ہی قتل کا الفت ہین امتحان باعث

جبیں ہی جو رہتی ہی تیوری تمہاری آٹھ پہر
تپاؤ غصہ کا ہے یہ تو مہربان باعث

قصور کیا مرا دیتا ہے گالیان جو مجھے
بھلا بیان تو کرے پہلے بدزبان باعث

رہا نہ جب کہ مین عاشق حضور کا پھر کیون
اوٹھاؤن آپکی مین ٹھنڈی گرمیان باعث

مری بیان شب ہجر پر خفا ہین وہ
ہوئی ملال کی اونکے یہ داستان باعث

نہ مسکراتے بھی دیکھا بشکل غنچہ تمہین
ہمارے تنگیے دل کا ہے یہ دہان باعث

قصور کیا مرا ثابت کیا بیان تو کرو
حضور کیون مجھے دیتے ہین گالیان باعث

سمجھ سے خوب نشانی ہو تیر مفت و فکا
نہونا میرے ہٹانے کا آسمان باعث

جلے ہین آہ سے فرقت مین شمع سان کوکب
ہمارے آتش دل کا ہے یہ دہوان باعث

نہین سنتا وہ عبث ہی مری فریاد عبث
شکوہ ہجر سے اوس کے دل ناشاد عبث

کوئی ذرہ بھی گلی مین ترے اوڑکر نہ گیا
خاک بھی بعد فنا ہے مری برباد عبث

مین تمہین جو دہان دی بیٹھا ہون فرقت مین ترے
قتل کرنے کی تجہے فکر ہے جلاد عبث

اوسکے دل پہ کبھی کچھ تاثیر نہین ہونے کی
ہجر مین کرتا ہے نالے دل ناشاد عبث

کچھ خطا بھی تو نہین ایسی ہوئی ہے مجھسے
کردیا چرخ نے اے دل مجھے برباد عبث

موج بوئے گل تر مین تو مسلسل ہون مین
فکر کرتا ہے مری قید کی صیاد عبث

تو نے کیا اوسکا بگاڑا تھا بتا دے اے دل
ہوگیا تجھسے خفا کیون وہ پریزاد عبث

قید ہی مین ہمین رہنے دے تو صیاد اپنے
توڑ کر بازوون کو کرتا ہے آزاد عبث

دل جلانے سے مری کیا تجھے حاصل ہوگا
کیون ستاتا ہی مجھے اے ستم ایجاد عبث

قید ہی مین ترے صیاد رہون گا تا عمر
خود بچاؤن گا مری کرتا ہے صیاد عبث

شکوہ ظلم و ستم اوس سے جو کوکب نے کیا

٦٦ — اور بے رحم ہوا در پے بیداد محبت — ١۴

ساقی سمجھ کے دیجیو مجھکو شراب آج
شورش یہ ہے مرا دلِ خانہ خراب آج

ساقی شبِ وصال ہے لا میرے سامنے
مطرب شراب شیشہ و ساغر کباب آج

موقوف آہ آہ کی آواز کیون ہوئی
پہلو مین کیا نہین دلِ خانہ خراب آج

آنیکا انتظار ہے کس شوخ چشم کے
آنکھون مین جو نہین مری آتا ہی خواب آج

پہلو مین ہے وہ ماہ نہین خوف حشر کا
کیا ہجیطر ہے گردشِ جامِ شراب آج

آیا خیال کشتۂ ناز و ادا اوسے
تربت پہ میرے آکے جو چھڑکا گلاب آج

خط یار کو لکھا ہے امیدِ وصال مین
کیا ہے لیکے آئے دیکھیے قاصد جواب آج

مدت کے بعد آیا ہے پہلو مین شوخ چشم
دے ساقیا شراب و گزک بیحساب آج

بدلا ملیگا حشر مین دنیا کا دوستو
وان بھی ہی اوٹھائیگا جو یان عذاب آج

کل تھی پڑے ہوے مری گردن مین دستِ شوق
قدرت خدا کی ہے تمہین شرم و حجاب آج

سنکر پیام وصل بہ صد ٹال دیتے ہین
حاصل کرینگے لوگ کیا اونسے جواب آج

ہوتے ہو بات بات مین چین بر جبین جو تم
کیا وجہ کیون سوا ہی تمہارا عتاب آج

تدبیر ہے کسی دلِ عاشق کی ڈسنے کی
بیطرح زلف کھاتی ہے پیچ و تاب آج

٦٧ — کوکب شب وصال ہی موجود ہون یہ سب / چنگ و دف و مغنّی و ساقی رباب آج — ٩

ہوگا یہ مکان غیرتِ فردوس برین آج
آتی ہے سواری بت پردہ نشین آج

پہر ظلم و ستم پر ہے بت زہرہ جبین آج
بچتے نظر آتی نہین یہ جان حزین آج

باعث تو بتاؤ مجھے اپنی خفگی کا
کیون چین بہ جبین تم ہو بت زہرہ جبین آج

افسوس صد افسوس جو کل تخت نشین تھے
سوتے ہین کفن پہنے ہوے زیر زمین آج

اے جان جہان رشک ... کی تھی جہان کل
لیجائیے تشریف آپ وہین آج

پہلی شب فرقت ہی بت پردہ نشین آج
تھہرائیگا نالہ سی مری عرش برین آج

افسوس خبر تجکو نہین عیسی دوران
بیمار کا تیرے سے ہی دم بازپسین آج

پہلو مین ہے جا اوس بت بلقیس حشم کی
ہی ملک سلیمان کا مرے زیر نگین آج

۶۶ — ۹

خاموش فقط اسلیے فرقت مین ہون کوکب
فریاد کرون مین تو گرے عرش برین آج

ہمراہ مرے ہوگا دل باوفا کا کوچ
دنیا سے مین کرونگا جو ملک بقا کا کوچ

پژمردہ ہونگے گل نہ شگوفہ کھلیگا پہر
گلشن سے عندلیب جو ہوگا صبا کا کوچ

کیون آج سر برہنہ حسینان دہر ہین
دنیا سے ہوگیا ہی یہ کس باوفا کا کوچ

دیکہا جو میرے خون کو قاتل کے ہاتہ پر
شرمندگی سے ہوگیا رنگ حنا کا کوچ

تڑپائیگی لحد مین بہی امید وصل کی
فرقت مین ہوگیا جو دل نارسا کا کوچ

منزل عدم کی سخت ہے آسان کرے خدا
درپیش روح کو ہے مری کس بلا کا کوچ

تہراتی ہی زمین بہی فلک بہی ہی اشکبار
دنیا سے ہوگیا ہے یہ کس بیخطا کا کوچ

گور و کفن بہی ہوگا میسر نہ بعد مرگ
ہوگا جو اس جہان سی مجہ بینوا کا کوچ

۶۹ — ۱۴

اوسدم سزا ملی کی مرے قبض روح کی
ملک عدم کو ہوگا جو کوکب قضا کا کوچ

ہونٹا نہ تیر مژگان کا پہونچ ای دل پہونچ
صید ہونے کی تمنا ہی تو ای بسمل پہونچ

کب تلک طوفان دیکہون آہ بحر عشق مین
رحم کہا کشتئی تن تیر تا ساحل پہونچ

کیون مجہے تڑپا رہا ہے تو شہادت کی لیے
جان بلب ہون اشتیاق ذبح ہی قاتل پہونچ

ناحق آوارہ ہی تو زلف پریشان مین الجہہ
ہان کوئی تدبیر کر ای دل سر منزل پہونچ

اونپہ بہی ظاہر ہو میری اشتیاق دل کا حال
خط کو لیکر جلد اونکے پاس اے حامل پہونچ

اونکے در پر تو فرشتون کا گذر ہوتا نہین
کس طرح اون تک مین پہونچون ہی بہت مشکل پہونچ

چہ

شمع ساں میں آتش فرقت سے جلتا ہوں مدام
میری سوز دل تلک اے پروانہ محفل پہونچ

شرم دامنگیر ہے کیوں کر کہوں میں صاف صاف
بس اشارہ سے مری مطلب کو اے عاقل پہونچ

لی مراد اپنی تجھے قاتل کریگا آج قتل
پر لگا کر جان دینے کے لیے اے دل پہونچ

نزع میں بھی یہ تمنا ہے کہ صورت دیکھ لوں
جان باقی ہے ابھی کچھ تن میں اے قاتل پہونچ

کیا عجب ہے تیرا مطلب بھی نکل آئے مگر
بادشاہ حسن کے در تک تو اے سائل پہونچ

ہے ترقی سوزش داغ جگر کے ہجر میں
اف رے حدت جل رہا ہوں آہ کامل پہونچ

کیا عجب ہے وصل لیلی کی بہی صورت ہو کوئی
قیس کی ہونے لگی ہے تا سر محفل پہونچ

۷ بیٹھا ان ظالموں نے جان لی کوکب کی آہ
جلد اوسکی داد کو اے خالق عادل پہونچ ۸

ہر دم تڑپ رہا ہے دل زار بے طرح
کاری لگی ہے عشق کی تلوار بے طرح

تیور کا نے سے رقیبوں کے تیوری بدل گئی
پڑتی ہے مجھپہ اب نگہہ یار بے طرح

ہوتا ہے کون کون تہ تیغ دیکھیے
باندہی ہے اب تو یار نے تلوار بے طرح

صیاد نے اسیر قفس بیگنہ کیا
کرتے ہیں آہ و نالہ گرفتار بے طرح

روتا ہے بہوٹ بہوٹ کے فرقت میں روز و شب
پیچھے مرے پڑا ہے دل زار بے طرح

بیمار تپ فراق بت بیوفا ہے آج
نکلے گی دل سے آہ شرربار بے طرح

جام شراب ہاتھ میں شیشہ بغل میں ہے
پہرتے ہیں اینڈتے ہوئے میخوار بے طرح

۱۰ کوکب کی جان دیکھیے کیونکر بچے گی آج
تلوار تانتا ہے وہ خونخوار بے طرح ۹

او دیکھیے ادھر بھی مری جان کسی طرح
نکلیں ہمارے دل کے بھی ارمان کسی طرح

مٹی میں اس فلک نے ملایا مجھے مگر
ہرگز نہ چھوٹا کوچہ جانان کسی طرح

اوسکو شب وصال بھی مجھسے رہا حجاب
نکلی نہ دل کی حسرت و ارمان کسی طرح

خون ہو کے دل بھی اشک کی ہمراہ بہ گیا — لیکن کھلا نہ صدمہ پنہان کسیطرح
بحر فنا مین غرق کیا موج اشک نے — لیکن تھما نہ چشم کا طوفان کسیطرح
شمع و چراغ لاکھون ہی ہر شب جلے مگر — روشن ہوئی نہ گور غریبان کسیطرح
دشمن کو بھی بہار مین یارب داغ دے — پھولا پھلا نہ باغ ہو ویران کسیطرح
کیا کیا شب وصال ہین کین مین نکلی فقتیز — بوسے نہ منہ سے وہ کسی عنوان کسیطرح

۷۲

بوسہ اگر نہین ہے تو کوکب نہین سہی
گالی ہی کاش دے لب خندان کسیطرح

۹

دیکھو ادھر بھی رشک سلیمان کسیطرح — راحت نصیب ہے دل نالان کسیطرح
بیمار ہجر ہوتا ہے اچھا ابھی ابھی — سونگھے اگر وہ سیب زنخدان کسیطرح
ممنون کس طرح سے نہ دست جنون کا ہون — چھوڑا نہ ایک تار گریبان کسیطرح
سو جا سے وصل یار الٰہی اسے نصیب — پورے ہون میرے دل کے بھی ارمان کسیطرح
بل اور بھی وہ کرتی ہے عاشق کو دیکھکر — سیدھی ہوئی نہ کاکل پیچان کسیطرح
کیا کیا مصیبتین نہ پڑین اسکے ہجر مین — لیکن نہ چپ ہوا دل نالان کسیطرح
اچھا مریض عشق نہو گا بغیر وصل — عاشق کے دل کا ہوگا نہ درمان کسیطرح
رونے سے بھی حرارت دل کم نہین ذرا — بجھتی نہین یہ آتش سوزان کسیطرح

۷۳

کوکب نکل ہی جائیگا نالہ زبان سے
پنہان نہو گا صدمہ ہجران کسیطرح

۸

غصہ سے منہ ترا نظر آیا جو یار سرخ — نکلے ہین اشک آنکھون سے ای گلعذار سرخ
وہ ناتوان ہون جنبش ابرو نے جان لی — خون سے ہوئی نہ خنجر قاتل کی دھار سرخ
یہ حال کر دیا تری فرقت نے ای حسین — ہر اشک خون سے دیدہ پر انتظار سرخ
پہونچا غبار تیرے شہیدان کا بیگمان — یہ ہے سبب نہین فلک کجمدار سرخ

آیا نہ التیام یہ زخم جگر کبھی
دامان دل ہے خون سے لیل و نہار سرخ

اے شوخ چشم رنگ شفق کا سبب یہ ہے
عاشق کے خون سے ہی فلک کجدار سرخ

نالان ہے مثل بلبل بیدل فراق مین
ہو کس طرح نہ بہلا نہ مری چشم زار سرخ

۴۷ ۱۳

کوکب کیا ہے خون کسی بیگناہ کا
بیٹھا ہے جب سے آج یہ فلک کجدار سرخ

مدعی کوئی محبت کا نہ تھا میرے بعد
حسن بے عزت و توقیر ہوا میرے بعد

خار صحرا سے جنون پیاس بجھا لین اپنی
پھر نہ آئیگا کوئی آبلہ پا میرے بعد

اپنے برباد مجھے کرتے ہو یون ہاتھون سے
کف افسوس ملو گے بخدا میرے بعد

سچ بتا دے تجھے سوگند جفا کی ظالم
ہوگا پھر کون گرفتار بلا میرے بعد

ہون وہ حسرت زدہ دشت کہ غربت کے سوا
رونے والا نہ جنازے پہ رہا میرے بعد

عشق مین اور سہا درد سری کس کو ہے
نقد جان بیچ کے جو لے یہ بلا میرے بعد

اب یہ سمجھا ہے کہ یون کون اوٹھائیگا ستم
رنج اسکا ہے کہ قاتل کو ہوا میرے بعد

ایسا ناشاد سفر کرتا ہون مین دنیا سے
قبر پر روئیگی حسرت بخدا میرے بعد

کوئی شیر ستم اوسکا نہ کبھی روسکے گا
کون دیکھون تو اوٹھاتا ہے جفا میرے بعد

نہیں سنتے ہو عبث کرتے ہو برباد مجھے
دیکھیو چکھوگے مری جان مزا میرے بعد

شکر صد شکر مرے عشق نے تاثیر یہ کی
میری تربت سے اونہیں انس ہوا میرے بعد

ہے جو منظور بچانا تو خبر دے جیسے
کارگر ہوگی دعا پھر نہ دوا میرے بعد

۷۵ ۱۱

زخم پیکان مژہ کا جو لگا تھا کوکب
قبر مین دل سے مرے خون بہا میرے بعد

زیادہ رنج نہ دے روک اب زبان صیاد
جگر سے میرے بھی اوٹھنے لگا دھوان صیاد

مجھے تو وادی سے تیری گلی بھی راحت
تجھے مین چھوڑ کے اب جاؤنگا کہان صیاد

بہار گل مین ستاتا ہے مجکو او ظالم
خدا کرے تجھے بے نام و نشان صیاد

کبھی زبان سے شکوہ نہ تیرا نکلیگا
ہوا نہ میری طرف سے تو بدگمان صیاد

ہمارے رہنے کا تجکو اگر قفس مین نہو
تو کھول باب قفس ہے امتحان صیاد

اسیر کرکے مری خوب قدردانی کی
خدا جہان مین رکھے ترا نشان صیاد

اگر کریگا گرفتار عندلیبون کو
بہار باغ مین ہوجائیگی خزان صیاد

تمام عمر رہائی نہ قید سے ہوگی
کبھی سنیگا نہ فریاد اور فغان صیاد

پہنچے ہین عالم طفلی سے قید مین تیرے
ہمین تو یاد نہین کیسا آشیان صیاد

عبث عبث ہے یہ قید شدید کی تجویز
ہے بوے گل مری قدمون کی ستریان صیاد

اگر لکھی ہو اسیری نصیب مین کوکب
خدا کرے کہ ملے مجکو قدردان صیاد

جائیگا یار ہوکے سحر دو گھڑی کے بعد
ای دل جہان سے ہی سفر دو گھڑی کی بعد

جانے کو ہے وہ رشک قمر دو گھڑی کی بعد
طوفان کرینگے دیدۂ تر دو گھڑی کے بعد

شور و بکا رہا جو یونہین میری نعش پر
ہوجائیگی اونہین بہی خبر دو گھڑی کی بعد

رخصت کا وقت یار سے آیا بہت قریب
افسوس ہی کہ ہوگی سحر دو گھڑی کے بعد

سنتا ہون قتل عام پہ باندہین گے وہ کمر
ہوگا زمانہ زیر و زبر دو گھڑی کے بعد

افسوس ہی کہ ہونگے مخاطب وہ سوے غیر
دل پر پڑینگے تیر نظر دو گھڑی کے بعد

دل آب ہوکے اشک کی ہمراہ بہ گیا
رہ جائیگی یہ چشم ہو ان جگر دو گھڑی کے بعد

بیتاب جان ہے کہ آئینگے وہ ہے مجھے یقین
دکھلائیگی یہ آہ اثر دو گھڑی کے بعد

تجکو یقین کب ہے تمہارے کلام کا
ہرگز نہ یہ رہیگی [illegible] دو گھڑی کے بعد

افسوس ہم نہ دیتے تمہے زندہ پائینگے
آئینگے دیکھنے وہ اگر دو گھڑی کے بعد

گھبرا رہے تو وہ آتے ہین سامان وصل کر
ہوگا دل جہان بہی گذر دو گھڑی کے بعد

سینے کو [illegible] کھینچے تیغ نگاہ سے
حاضر ہے دل بھی ہوگا سپر دو گھڑی کے بعد

بے شبہ ہے کہ نزع مین آتی وہ دیکھنے
ہوتی اگر نہ انکو خبر دو گھڑی کے بعد

پہلو سے میرے اوٹھکے وہ جائینگے اپنے گھر
اب ہوگی آنکھ جانب در دو گھڑی کے بعد

آکر خزان کریگی گلستان کا بندوبست
بلبل تو کیا ملینگے نہ پر دو گھڑی کے بعد

خوش خوش ہماری قتل سے پہرتے تو ہونگے
ہاتھون سے تھام لوگے جگر دو گھڑی کے بعد

کسکو خیال نزع مین تاج و کلاہ کا
اب ہوگا خاک پر مرا سر دو گھڑی کے بعد

دیتے ہین میرے قتل کا جلاد کو وہ حکم
دکھلائی بھی نہ دیگا یہ سر دو گھڑی کے بعد

عشاق قتل ہو چکے قصہ ہوا تمام
کھلتی ہے اونکی تیغ کمر دو گھڑی کے بعد

پہلو سے اوٹھکے جاتا ہے وہ شب کی تمام
سہتا ہے دل کو داغ جگر دو گھڑی کے بعد

کسکو ہمارے وعدہ وفائی کا ہے یقین
دو سال ہون کہو تم اگر دو گھڑی کے بعد

کوکب کا دل فراق مین سبھلے کا کس طرح
بسمل کریگا درد جگر دو گھڑی کے بعد

گر شیخ کو ہے سبحہ و دستار پر گھمنڈ
کافر کو بھی ہے رشتۂ زنار پر گھمنڈ

ہے تجکو عندلیب جو گلزار پر گھمنڈ
عشاق کو بھی ہے گل رخسار پر گھمنڈ

رتا ہے یہ بھی ساتھ جو روتا ہون ہجر مین
کیونکر مجھے نہو دل بیمار پر گھمنڈ

ہو جائیگی بہار ہوا آئی جب خزان
بیکار عندلیب ہے گلزار پر گھمنڈ

کھلجائیگا یہ حال بھی جب ہوگا امتحان
ناحق تمھین ہے مجمع اغیار پر گھمنڈ

رسوا کیا خراب کیا کوے یار مین
کیا خاک ہم کرین دل بیمار پر گھمنڈ

جاتی ہین بوے گل کی طرح دن بہار کے
بلبل عبث ہے رونق گلزار پر گھمنڈ

لب تک بھی ضعف سے نہین آتی ہماری آہ
پھر کیا کرینگے ہم دل بیمار پر گھمنڈ

دیکھین تو کیسا کاٹ ہے اک [illegible]
کرتے ہو بار بار جو تلوار پر گھمنڈ

۷۸ کوکب بجا ہے منہ جو لگاتے نہیں ہیں وہ
کرتے ہیں سب مدام خرید ار یہ گمنڈ ۱۱

گلون نے کی ہے خموشی مرے نگار سے اخذ
یہ ہے وہ رنگ ہوا ہے جو اس بہار سے اخذ

خدا گواہ کہ اے گل یہ نالہ و فریاد
کیا ہے بلبل نالان نے جان نثار سے اخذ

نہین قرار جو سیماب کو سبب یہ ہے
کیا ہے طرز یہ عشاق بیقرار سے اخذ

ہوا ہے خاک جو پروانہ شمع پر جلکر
مگر کیا ہے یہ انداز جان نثار سے اخذ

شب فراق لب ہوگی وصل بھی ہوگا
کریگا رنگ چمن تازگی بہار سے اخذ

ہے عکس عارض عاشق سے مہر کو یرقان
قمر نے داغ کیا تیرے دل فگار سے اخذ

تلاش مین ترے سرگرم ہے جو شام و سحر
فلک نے کی ہے یہ گردش مری غبار سے اخذ

شب فراق کی ظلمت سے کھل گیا مجھپر
کیا ہے رنگ یہ تاریکی مزار سے اخذ

خلش ہوئی مرے دل مین تو ہوگیا ظاہر
کیا ہے طرز مژہ نے یہ نوک خار سے اخذ

نہ بعد مرگ ہوے بند دیدۂ عاشق
ہوئی یہ بات مجھے فرط انتظار سے اخذ

۷۹ لحد مین چین سے سوئے ہین آکر اے کوکب
مزا وصال صنم کا ہوا فشار سے اخذ ۱۱

خاموشی مین غنچون کو ہے اوس گل سے تلمذ
مجکو بھی ہے فریاد مین بلبل سے تلمذ

رہ رہ کے ابھی پیچ نہو کسلیے اے گل
دل کو مرے اولجھن مین ہے سنبل سے تلمذ

ہرگز نہ جواب اوسنے دیا چپ کے سوا کچھ
یہ طرز کیا مین مرے تحمل سے تلمذ

کس واسطے رو رو کے نہ دون حال شب ہجر
ہچکی کو صراحی کی ہے قلقل سے تلمذ

بیہوش صفین ہوگئین جس سمت کو دیکھا
ہے چشم سخنگو کو تری مُل سے تلمذ

شاگرد تو اوستاد ہے استاد ہے شاگرد
کر علم تعشق مین دلا گل سے تلمذ

نالون سے اوڑا دی ہے جو نیند گلون کی
ہے بلبل شیدا کو مرے غل سے تلمذ

شاخ گل تر مین جو لپٹے جاتا ہے ڈھکر | سنبل کو ہے شاید ترے کاکل سے تلمذ
یہ رنگ یہ شوخی ہی نہین حاصل ہے بلبل | ہر طفل دبستان کو ہوا اوس گل سے تلمذ
ہر موجۂ زنجیر سے آتی ہے یہ آواز | ہمکو بھی ہے اشکون کی تسلسل سے تلمذ

٨٠ سودے مین جو اوس زلف کے بیہوش ہے کوکب
رہتا ہے سدا اہل تغافل سے تلمذ ٧

اگر ناراض ہو تم پیار سے جفا پر | تو غزہ ہے سمجھے اپنی وفا پر
غرور حسن بیجا ہے یہ اے گل | رہے گا تا بکے گلشن ہوا پر
سزا دے شوق سے اے رشک یوسف | اگر نادم نہون اپنی خطا پر
نہین پروا جو چھوٹا قافلے سے | چلا جاونگا آواز درا پر
مری جانب نہین خود دیکھتے ہو | بہانہ رکھتے ہو شرم و حیا پر
کسی سے التجا ہرگز نہین کی | فقیرون کو رہا تکیہ خدا پر

٨١ تمنا دل مین کوکب کے یہی ہے
تصدق ہو شہید کربلا پر ١٥

بوسہ دیا رخ کا مجھے بیمار سمجھکر | رحم آیا اوسے طالب دیدار سمجھکر
اگر مرے بالین پہ مسیحای زمان نے | دیکھا نگہہ رحم سے بیمار سمجھکر
فرقت مین مسیحا کی مری جان حزین نے | چھوڑا تن لاغر کو بھی بیمار سمجھکر
طاؤس کے مانند جگر ہے مرا پر داغ | آ دیکھ کبھی سیر کو گلزار سمجھکر
مجرم جو مین ٹھہرا تو ہی شان کریمی | رحم آگیا خالق کو گنہگار سمجھکر
بدخواب کہین گل نہون گستاخی مجکو | فریاد کر اے بلبل گلزار سمجھکر
صیاد سنے گا تو قیامت ہی کریگا | فریاد کر اے مرغ گرفتار سمجھکر
بخشش کا نہ سائل ہوا عصیان تھی جو بیحد | چپ ہو رہا دل مین یہ گنہگار سمجھکر

شکوہ نہیں عاشق سے اگر کسی دن پردہ
قیمت وہ بڑھاتے ہیں خریدار سمجھکر

صیاد کو آباد رکھے جہان مین
آزاد کیا مجھکو گرفتار سمجھکر

کیا حال کہون اپنی مین شوریدہ سری کا
کعبہ مین رہا کوچۂ دلدار سمجھکر

مشہور جہان مین ہے دغاباز وہ گلرو
دل دے کوئی اوسکو تو خریدار سمجھکر

ایسا نہوا افشا ہو کہین راز محبت
ہان روئیو اے چشم گہربار سمجھکر

یہ مجکو جنون تھا جو گیا سوے گلستان
بوسہ لیا ہر گل کا رخ یار سمجھکر

۵ ۸۶

یہ کوچۂ الفت مین ہے کوکب کی نصیحت
رکھیو تو قدم اے دل ہشیار سمجھکر

تمنے پوچھی نہ خبر یار مسیحا ہوکر
زخم دل پھر ہوا تازہ ہرا بھرا ہوکر

رہگیا مین بخدا ہجر مین مردہ ہوکر
جان لی اوس بت کافر نے مسیحا ہوکر

صحبت ایسی تو نہ غیرون کو میسر ہوگی
ہمنے خلوت مین مزے لوٹے ہین تنہا ہوکر

خاک ہوکے بھی گوارا نہوا ہجر مجھے
گھر کیا آنکھ مین اوس شوخ کے سرما ہوکر

نہ چھڑانے سے چھٹا داغ ہمارے خون کا
رہگیا خنجر سفاک پہ دھبا لا ہوکر

اتنا پردہ نہیں لازم ہے تمہین عاشق سے
منہ چھپاتی ہو مری جان مسیحا ہوکر

دیکھتا بھی نہیں بیمار تپ فرقت کو
چشم پوشی تو نکر یار مسیحا ہوکر

کیا کہون حال دل زار مسیحا تجسے
پھر گرفتار مصیبت ہوا اچھا ہوکر

ہین جو پاکیزہ کدورت سے بری ہوتے ہین
جامہ ہستی کا نہ اوترا کبھی میلا ہوکر

لاکھ چاہا کہ نہو مجکو محبت لیکن
الفت زلف رہی دل مین سویدا ہوکر

دیکھا آئینہ جو اوس گلرو نے تو حیرت یہ ہوئی
خود فراموش ہوا محو تماشا ہوکر

گردش چشم فسون ساز کا ہون دیوانہ
کیا کریگی مرا دنیا تہ و بالا ہوکر

مجکو پیری مین نہین حاجت خضاب یارو
کیا کریگا فلک پیر کشیدا ہوکر

روح نے بھی مجھے چھوڑا دم آخر لیکن — قبر تک دلمین رہا داغ سویدا ہوکر

٨٣

حیف کی جا ہے وہ کوکب سے یہ فرماتے ہین
خوب بدنام کیا مجکو بھی رسوا ہوکر

١٤

شادان وہ مجھے کرتے ہین ناشاد سمجھکر — رحم آیا و نہین شکر ہے برباد سمجھکر

خودخواہش گل پاؤن کی زنجیر ہے صیاد — کیون قید مجھے کرتا ہے آزاد سمجھکر

کردیتا ہے وہ خاک نشین تخت نشین کو — کمرتبہ نہ جانو مجھے برباد سمجھکر

پھر ہاتھ نہ آئیگا کوئی دوسرا مجھسا — گر کیجیو آزاد تو صیاد سمجھکر

افسوس ہے اے چرخ کہن ظلم یہ تیرے — برباد مجھے کرتا ہے برباد سمجھکر

کیا پاس ہے عاشق کو ترا اے بت پرفن — نالہ نہین کرتا تری فریاد سمجھکر

پچھتائیگا روئیگا بہت یاد کریگا — برباد مجھے کر ستم ایجاد سمجھکر

الفت نہ کبھی کرتا جو ایسا مین سمجھتا — دیوانہ ہوا تھا مین پریزاد سمجھکر

جان اپنی یہ دیگا جو اسے روکیگا کوئی — عاشق کو جو کچھ کیجیو ارشاد سمجھکر

مرنے کا الم ہو نہ تجھے غم ہے یہ مجکو — کرتا ہے اگر قتل تو جلاد سمجھکر

گل ہوے گلستان جو گیا جوش جنون مین — شمشاد سے لپٹا قد آزاد سمجھکر

بندہ بھی مقرر ہو تری شیرین دہنی کا — اک بوسہ جو دے تو مجھے فرہاد سمجھکر

ہے اب کی برس جوش جنون سب سے زیادہ — زنجیر کی ہو فکر تو حداد سمجھکر

٨٤

ہے بندہ یہ کوکب کی رہ مہر و وفا مین
رکھنا تو قدم اے دل ناشاد سمجھکر

١٠

دل پہ کیون یار لگاتا ہی بھلا تو نشتر — پھیر بھی دے جو کہین سینہ ناسور پہ خنجر

تذکرہ بزم گذشتہ کا جو یارون نے کیا — زخم دل پر مرے اک اور لگایا خنجر

کچھ نہ پوچھو دل بیتاب کی کیفیت کو — شب فرقت مین کیا کرتا ہون نالے اکثر

کس غضب سی مری جان نکلی تن سی او ستمگر
جب چلے گا مری گردن پہ تمہارا خنجر

دیر بھی اسکو سمجھتا ہون مین کعبہ بھی اسے
کسطرح گرچہ جانان سے اوٹھاؤن بستر

مین نے پالا تھا بڑے ناز و نعم سی اسکو
اتنا بھی ظلم و ستم کر نہ ستمگر دل پر

مرغ جان کردی ستمگر قفس تن سی رہا
پھیر بھی دی مری گردن پہ مری جان خنجر

شب فرقت مین یہی شغل ہے ای جان مجھے
تذکرہ کرتا ہون مین دل مین تمہارا اکثر

باغبان سے یہی بلبل نے وصیت کی تھی
باغ سے بھیجو برباد نہ تو میرے پر

٨٥

ای فلک تو نے یہ کوکب پہ غضب ڈہایا ہے
کرکے آوارہ وطن آہ پھرایا در در

١٥

یاد گیسو شب فرقت مین بہلائے کیونکر
صدمہ ہجر دل زار اوٹھائے کیونکر

دل مرا تاب تری ہجر کی لائے کیونکر
سوز داغ غم فرقت کو مٹائے کیونکر

شغل فریاد نہ رکھے دل ناشاد اگر
جان [illegible] شب فرقت مین بچائے کیونکر

راز الفت کہین افشا نہو اسکا ہے لحاظ
اشک آنکھون سے یہ جانباز بہائے کیونکر

گل سے شرم آتی ہے اظہار محبت کرتے
راز دل بلبل جانباز سنائے کیونکر

جان جائے گی تب غم سی تری عاشق کی
داغ فرقت یہ کلیجے پہ اوٹھائے کیونکر

جانکر غیر ہے تو کرتا ہے یہ ظلم و ستم
اپنا سا دل جو وہ سمجھے تو دکھائے کیونکر

دانۂ خال سے ہوتا ہے گرفتار قفس
مرغ دل دام مین گیسو کے بچائے کیونکر

منہ مین آتا نہین عشاق کی باتون کا یقین
داغ دل کوئی حسینون کو دکھائے کیونکر

آتش ہجر نے سینہ کو بنایا مجمر
سوز فرقت کو دل زار چھپائے کیونکر

پا بہ زنجیر ہوا ہون مین الفت گیسو مین صنم
سر مین سودا جو سمایا ہے یہ جائے کیونکر

دل مرا دیکھ سکے او مہ شمع تجلی نے کہا
جو جلا نے سکے جو قابل نہ جلائے کیونکر

خوف ہے یہ راز محبت نہ کہین افشا ہو
خون آنکھون سے دل زار بہائے کیونکر

تو ہی انصاف سے اس بات کو ای دل کہدے
آتش ہجر کوئی آہ بجہا سکتے کیونکر

۸٦ — ۱۷

گل تو کیا بو کو بھی کچھ دخل نہین ای کوکب
قید صیاد سے بلبل کو بچا سکئے کیونکر

بسمل بھی ہو کے تڑپا نہ قاتل کو دیکھکر
قاتل کے ہوش اوڑ گئے بسمل کو دیکھکر

دشمن کو رحم آگیا بس انتہا یہ ہے
وہ خود بھی رو دیے ہین مرے دل کو دیکھکر

لیلی سے کچھ نہ حال پریشان بیان کیا
مجنون کے ہوش اوڑ گئے محمل کو دیکھکر

ہمدرد اپنا پا کے ہوا اونکا مین شریک
رویا ہون خوب حال عنادل کو دیکھکر

ہٹ دھرمی اسقدر نہین لازم ہے آپ کو
انصاف کیجیے حق و باطل کو دیکھکر

تڑپے گا بعد قتل جو یہ جسم خاک پر
کیونکر نہ رحم آئیگا قاتل کو دیکھکر

محشر مین جو کہ حق تھا وہ ظالم نے کہدیا
منکر ہوا نہ خوف سے عادل کو دیکھکر

تاثیر اسکو کہتے ہین نالون کی ای گلو
صیاد رو دیے شکل عنادل کو دیکھکر

اے دل سوال بوسہ کرینگے نہ رو کبھی
شرم آہی جائیگی انہین سائل کو دیکھکر

دل مین جو تھا خیال شہادت حصول ہو
کیسی خوشی ہوئی مجھے قاتل کو دیکھکر

قاتل نے خون بہتے جو دیکھا نہ تھا کبھی
نادان دہل کے رہگیا بسمل کو دیکھکر

داغون سے دل بھرا ہے مرا کیون عجب نہو
ای کشت عشق تیرے محاصل کو دیکھکر

نزدیک آ کے ہوگئی کشتی مری تباہ
امید زیست تھی مجھے ساحل کو دیکھکر

کیونکر کٹے گی راہ عدم کی بہت ہے سخت
جی چھوٹتا ہے قبر کی منزل کو دیکھکر

دل کو حضور کی جو تعلق نہین تو پھر
کیون آپ روئے عاشق بیدل کو دیکھکر

افسوس غیر تو ہون ترے پاس ہم نہون
روتی ہے چشم یاس سے محفل کو دیکھکر

۸۵ — ۱٦

کوکب شب فراق مین رویا ہون اسقدر
حیران ہو گئے وہ مرے دل کو دیکھکر

لبالب تھین ہواے الفت تری کار نمایان پر
نگین عشق رکھا خاتم فکر سلیمان پر

دل وحشی ہو پروانہ تہا شمع روی تابان پر
چراغان کا مجھے دہوکا ہوا غول بیابان پر

عجب کیا ہی جو گلدستہ کا شک ہو میری دیوان پر
نظر تہی وقت فکر شعر رنگین روی خندان پر

ادمی نے تو بنایا اشرف المخلوق دنیا مین
خدا کی بندگی کیونکر نہین ہی فرض انسان پر

بہار گل مین بہی ہمتو وہ سرسبزی نہین پاتے
خزان کی خوف سی رونق نہین ہی اوس گلستان پر

یہ ہر موسم مین موتی ہین وہ اپنی فصل پر گوہر
مری اشکون کو ہی ترجیح اس سے آب نیسان پر

جلایا دل مرا پروانہ سان رخسار روشن سے
گمان برق سوزان ہی جمال شمع رویان پر

سرکشیدہ وہ اسقدر ہین وہ گنہگاران الفت سے
نہ بہر فاتحہ آئے کبہی گور غریبان پر

جلا کر خاک کر ڈالا ہی مین نی خرمن دل کو
نہ کی سبقت کبہی بجلی نے میری آہ سوزان پر

مقابل مین تری رخ کی نہ ٹہرا یہ کسی صورت
اسی سے داغ حسرت کا ہی قلب ماہ تابان پر

نکالا روح کو جبرا فرشتون نی قیامت ہی
نئی آفت پڑی اس خانہ خاکی کے مہمان پر

کسیکے سامنے قاتل نہ تو گہبرا کے یون جانا
ہمارے خون کی چہینٹین پڑی ہین جیب و دامان پر

لب سوفار کی صورت لب اوسکی بہی کشادہ ہین
تبسم کا گمان بیجا نہین ہی زخم خندان پر

کہین پیر دل نہین لگتا جہان جاتے ہین وحشت مین
ہمین جنت کا شک کیونکر نہ گذرے کوی جانان پر

نہین کچہ خوف محشر ہی کہ تم پیر دوست ہو گا
مری اعمال رکہی جائینگے جب وقت میزان پر

٨٨

خوشا قسمت مری ایسا ملا آقا مجہکو جب
تصدق جان و دل دونون مری شاہ خراسان پر

٩

خاموش رہ دلا کہ نہ ہو یار سے بگاڑ
یہ قاعدہ ہے بڑہتا ہے تکرار سے بگاڑ

یہ سلسلہ نہ ٹوٹ سکے ہوگا درست پہر
اسے برہمن نہ چاہیے زنار سے بگاڑ

پہر ہم نہ آپ ہون مجہے صورت دکہائیے
کرتا ہے کوئی طالب دیدار سے بگاڑ

از خود وہ مجہسے رہتا ہے آمادہ فساد
تدبیر کیا کرون کہ نہ ہو یار سے بگاڑ

ساقی ہمارے دم سے ہی آباد میکدہ
تجھکو بھی چاہیے نہین میخوار سے بگاڑ

بل کیون نہ کھائے مار صفت پیچ و تاب سے
دل کو ہوا ہے گیسوے خمدار سے بگاڑ

مٹ جائیگا جہان سے چلن آشنائی کا
یوسف کیا جو تو نے خریدار سے بگاڑ

ہوتا نہین جو وصل مجھے اوس مسیح کا
رہتا ہے اسلیے دل بیمار سے بگاڑ

٨٩ واقف ہوا نہ وصل کی لذت سے ایک شب ١٢
کوکب سے مفت ہوگیا اوس یار سے بگاڑ

کیا نالہ وزاری کرینگے بھلا مہربان عزیز
تجسے تو جان بھی نہین اے جان جان عزیز

رنگ خزان سے ہوگی مبدل بہار گل
بلبل عبث تو رکھتی ہی یہ بوستان عزیز

کیونکر فراق جان کا ہو جسم پر شاق
ہوتا ہے میزبان کو بہت میہمان عزیز

دیتا ہے ساتھ میرا شب ہجر یار مین
کیونکر مجھے نہ ہو یہ دل ناتوان عزیز

کہتے کو سب یہ کہتے ہین راحت ہی عزت مین
لیکن وہ کون ہے کہ نہین جسکو جان عزیز

روز ازل سے عشق مری آب گل مین ہے
پھر کسطرح نہو مجھے حسن بتان عزیز

پیدا ہوے ہیں خاک سے جانا ہی خاک مین
انسان کو پھر نہ کیون ہو یہ عمر روان عزیز

کیونکر فراق جسم گوارا ہو روح کو
ہوتا ہے ہر مکین کو اپنا مکان عزیز

تیر نگاہ شوق سے گھائل کری اسے
اوس ترک سے نہین ہے مجھے مرغ جان عزیز

اہل زمین نے تو مجھے برباد کردیا
تجکو بھی میری خاک نہین آسمان عزیز

کیا کیا ریاض کرتا ہے ہر نخل کے لیے
کیونکر نہ رکھے باغ کو پھر باغبان عزیز

٩٠ کوکب وہ خوش بیان ہو نہین بلبل کہ عمر بھر ١٥
صیاد سے بھی دل کو رہا ہے زبان عزیز

محبت کم نہوگی تا قیامت اے صنم ہرگز
نہ بھولونگا کبھی دل سے ترا لطف و کرم ہرگز

فلک نے داغ احباب وطن جسبھو دیا دیکھو
نہ دیکھی پھر وہ صحبت ایکجا بیٹھے بہم ہرگز

کبھی خون ہجر مین رویا کبھی لخت جگر ہم نے
نہ اب اوٹھین گی دل سی یہ تری جور و ستم ہرگز

جہان تک ہجر مین رونا تھا رویا اب نہ روؤنگا
خفا کیون ہو نہ آنکھین ہونگی اب اشکون سی نم ہرگز

نہ ہو کیونکر امید عفو تقصیر اوسکی رحمت سے
گناہون پر نظر کرتے نہین اہل کرم ہرگز

ہزار آفت مین کر دی یہ زمانہ مبتلا لیکن
ہمارے دل سی ہو بین کی نہ وہ ناز و نعم ہرگز

ہم اپنی جان دینگے کیا کرین مجبور ہین آخر
نہ اوٹھین گی کسی صورت یہ اندوہ و الم ہرگز

نہ پہونچون گا نہ پہونچون عشق کی منزل تلک لیکن
ہٹاؤن گا نہ مین راہ محبت سے قدم ہرگز

محبت ترک ہو آہستہ آہستہ حسینون سے
نہ ہو موقوف نام عشق ایدل یک قلم ہرگز

ہمیشہ نزع مین تڑپا کیے ہم صورت بسمل
ہمارا اشتیاق وصل مین نکلا نہ دم ہرگز

ہزارون عاشقان بیخطا کا خون ہوتا ہے
مگر تیغ نگاہ یار سے نکلا نہ خم ہرگز

تصور سے کوئی شے یان نکل کر جا نہین سکتی
مقابل شیشۂ دل کے نہ ٹھہرا جام جم ہرگز

غلام اوسکا ہون جسکے دست قدرت مین دو عالم ہے
مرے قبضے سی جا سکتا نہین باغ ارم ہرگز

پس مردن ہماری خاک نے بھی کی وفاداری
گلی سی یار کے مرنے سے بھی اوٹھے نہ ہم ہرگز

91

بمجبوری سفر کرتے ہین کوکب دار فانی سی
وگرنہ خوش نہین آتی مجھی راہ عدم ہرگز

اس عشق کی باتون کا مین تحریر کسی روز
گیسو مجھے پہنائین گے زنجیر کسی روز

بوسہ مجھے دیگا بت بے پیر کسی روز
واللہ رسا ہوگی جو تقدیر کسی روز

کشتہ مین ہوا عشق مین ان سیمتنون کے
اس خاک سی بنجائیگی اکسیر کسی روز

تامل وہ مجھے کرتے ہین کس طرح سی دیکھون
بر رو تو کرین آنکے تقریر کسی روز

صد شکر کہ وہ پوچھتے ہین حال ہمارا
چہرہ نظر آتا ہے جو تغییر کسی روز

رکھونگا حفاظت سے اوسے خانۂ دل مین
ہاتھ آئے جو اسکی مجھے تصویر کسی روز

خود جان عمیں دیدونگا تیر سامنے اگر
ہوگی عبث نشانہ بارگہ تیر کسی روز

کہنے کو بہت کچھ مجھے کہتے ہین زبان سے — ثابت تو کرین وہ مری تقصیر کسی روز
اس درجہ ہوا ای دل نہ تڑپ بہر شہادت — چلجائے گی گردن پہ یہی شمشیر کسی روز
آباد کرینگے وہ مرے خانۂ دل کو — نالون کی یہی ہوجایئگی تاثیر کسی روز
لاکھون ہی طرح چاہا ملون یار سے ای دل — لیکن نہ ہوئی وصل کی تدبیر کسی روز
سودا تری زلفون کا سمایا ہی جو سر مین — چھوڑیگی مری پاؤن نہ زنجیر کسی روز
پہلو مین تو سوتے ہوے دیکھا اوسے لیکن — ظاہر ہوئی خواب کی تعبیر کسی روز
غمازون کی بدگوئی کا جب حال کھلیگا — اونکے مرے ہوئینگی جو تقریر کسی روز

۹۲ — ۱۱

بس جان ہی دیدونگا مین کوکب نہ جیونگا
آزردہ ہوا اب جو وہ بے پیر کسی روز

کیا وجہ ہی جو بنتے ہو تم مہربان اوداس — چہرہ یہ بے سبب نہین ریحان جان اوداس
گل کھلتے ہین نہ مرغ خوش الحان چہکتے ہین — آنے سے ہی خزان کی دل باغبان اوداس
کھلتا نہین ہے بدمزگی کا کوئی سبب — کسواسطے ہی مجھسے دل نیمجان اوداس
معلوم کچھ نہین مجھے ہوتا ہے کیا کرون — رہتا ہی کسلیے یہ دل ناتوان اوداس
بیکار تجکو فکر اسیری ہے باغبان — بلبل خزان مین رہتی ہی خود ہر زمان اوداس
ہرگز شب فراق مین نالہ نہ آہ ہے — رہتا ہے مجھسے کیون یہ دل بے زبان اوداس
بلبل روش ہوا ہی کسی رشک گل کا عشق — دکھلائی دیتا ہی مجھے باغ جہان اوداس
دست جنون سے ایسا ہون آوارۂ وطن — غربت پہ میری رہتا ہی خود آسمان اوداس
جو دل مین ہو وہ شوق سے کہہ بیٹھ مجھ — لیکن نہو برائے خدا بدزبان اوداس
آباد بادہ خوارون سے کدہ مین رہے مدام — یہ میکدہ کبھی نہو پیر مغان اوداس

۹۳ — ۱۱

کوکب کسی پری سے تعلق ضرور ہے
اچھا نہین ہے جو دل ناتوان اوداس

موت کو دیکھا جو مین آئی ہوئی گھائل کی پاس / رو دیا قاتل بھی آخر بیٹھکر بسمل کی پاس

تا کجا صحرا الصحرا خاک اوڑاؤن ہجر مین / قیس کا اظہار ہے لیلی سے یہ محمل کی پاس

رو سکے دامن مین لگا ہی داغ میری خون کا / بس مری یہ اک نشانی ہی مری قاتل کے پاس

دیکھکر میرے تڑپنے کو دہل جائیگا تو / کام کیا تجکو کدھر سے زخمی سے بسمل کی پاس

رات بہر ٹیکا کیا ٹیسا کیا پہوڑی کی طرح / زخم تازہ پہر دیا قاتل نی شاید دل کی پاس

وا سے قسمت طاقت پا کس جگہ زائل ہوئی / رفتہ رفتہ جبکہ آ پہونچی تھی ہم منزل کی پاس

سکۂ داغ جگر سے سینۂ عاشق ہی پر / مال دنیا سی نہین ہی کچہ تری سائل کی پاس

ناخدائی دل نی چھوڑا اکس جگہ لا کر مجھے / ڈبگئی کشتی تباہی مین مری ساحل کی پاس

دل دریدہ کس طرح لیلی نہوتی دیکھکر / قیس نے پہاڑا گریبان پردہ محمل کے پاس

رہی دل نالان بہت عاجز ہوا سون تجسس مین / ٹکڑی ٹکڑی ہونگی تیری چل تو اوس قاتل کی پاس

٩٤

نقد دل ٹوٹ گیا کوکب گلون کی عشق مین
شور و شیون رہگیا ہے بلبل بیدل کی پاس

پہر گیا گردن پہ میری خنجر بیداد بس / ہو چکا ظلم و ستم بس اے ستم ایجاد بس

تا کجا جور و جفا تیری اوٹھاؤن ای فلک / کر چکا مجہہ خانمان برباد کو برباد بس

دیکھ لیگا تو اگر سرو قد دلدار کو / بہول جائیگا اگر نا باغ مین شمشاد بس

قتل کرکے حکم دیتا ہے اسی تشہیر کا / ہو چکا ظلم و ستم عاشق پہ ای جلاد بس

تا کجا نالان رہیگا ہجر مین اوس گل کے تو / ہو چکی فریاد و زاری ای دل ناشاد بس

جان بہی جائی اگر فرقت مین اوس گل کی تری / لیکن ای دل اب نکرنا ہجر مین فریاد بس

ایک شب تو وصل سے دل شاد کر بہر خدا / ہو چکا عاشق ترا اے ماہ رو برباد بس

حیف ہو اس چرخ دون ہمت کی ظلم و جور پر / کر دیا مجہہ خانمان آباد کو برباد بس

یہ دعا خالق سے ہے کوکب کی یا رب شہر ہو

٩٥ قید الفت سے نہو یہ دل مرا آزاد بس ٨

قمری کی طرح ہے مجھے شمشاد کی تلاش
در در پھرائیگی قد آزاد کی تلاش

کھینچے ہین بیگناہ ہزارون ہی دام مین
بیجا کبھی ہوئی نہین صیاد کی تلاش

فصل بہار آئی تو ہوگا جنون سوا
لازم ابھی سے ہے مجھے فصاد کی تلاش

اک دم ہوا نہ وصل میسر تمام عمر
بیکار ہی گئی دل ناشاد کی تلاش

تن سے جو سر جدا ہو تو صدمون سے جان چھٹے
مجکو فقط ہے اسلیے جلاد کی تلاش

اب ہو نصیب جلد خدایا وصال یار
جائے نہ رایگان دل ناشاد کی تلاش

کیا تازہ ظلم مجھپہ وہ کرتا ہے دیکھیے
بیجا نہین ہے اوس ستم ایجاد کی تلاش

٩٦ کوکب یہی سمجھنا کہ آئی ہے بس قضا ١٣
دل کو اگر ہوئی قد آزاد کی تلاش

اچھا کیا لیا جو دل زار سے قصاص
کسکی یہ جان ہے کہ جو لے یار سے قصاص

تقصیر کیا ہوئی ہے جو تڑپا رہا ہے تو
کس بات کا ہے یہ دل بیمار سے قصاص

چبھ چبھ کے میرے پاؤن مین ایذا رسان ہوے
صحرا مین چاہیے مجھے ہر خار سے قصاص

جس طرح اسنے مجکو ستایا ہے روز و شب
لونگا مین ایک دن دل بیمار سے قصاص

تجکو نظر سے اپنی بتون نے گرا دیا
لے برہمن تو رشتہ زنار سے قصاص

بعد قضا نہ کھائے مرے استخوان کو
اک روز مین بھی لونگا سگ یار سے قصاص

غور جان اب کو ہجر مین بچنا محال ہے
اے یار تو نہ لے دل بیمار سے قصاص

جب ہوش آئیگا تو سزا اسکو دیجیو
ساقی نہ چاہیے ابھی سرشار سے قصاص

کیا کیا جلایا آتش گل نے اسے مگر
بلبل نہ لے سکا کبھی گلزار سے قصاص

دم جسم نکالتا ہون مین کس طرح دیکھنا
لینا ہے مجکو یار کی تلوار سے قصاص

تیرے گنہگار کو ہے یہ جلا رہی
پروردگار لیجیو اس نار سے قصاص

فرہاد نی جو کوہ کنی مین ہی جان دی — شیرین کو بھی ضرور ہی کہسار سے قصاص

۹۷ کوکب اسی فراق مین تڑپا تو اور بھی ۹
اچھی طرح سے لے دل بیمار سے قصاص

ہمراہی حبیب رعزیزان سے کیا غرض — ملک عدم کو جاتے ہین یاران ہی کیا غرض

ویرانہ دل کو بہاتا ہے الفت ہی دشت سے — وحشی ہون ساکنان گلستان سی کیا غرض

ساکن بنا کے بیٹھے ہین کوچے مین یار کے — عاشق ہین ہمکو گشت بیابان سی کیا غرض

عاشق ہو خود جو غنچہ دہن کا تو پہر اوسے — کیا گل سے کام سیر گلستان سی کیا غرض

کیون پڑھے فاتحہ کسی عاشق کی قبر پر — ہان سچ ہی تمکو گور غریبان سے کیا غرض

دل ڈھونڈھتا ہی دشت کو جوش جنون مین آہ — وحشی ہون مجکو صحبت انسان سی کیا غرض

جسنے گدائی کی در جانان کی اختیار — پہر اوسکو تخت و تاج سلیمان سے کیا غرض

مغرور اپنے حسن پہ رہتا ہے خود مدام — گل کو ملال بلبل نالان سے کیا غرض

۹۸ یوسف سے کام کیا مجھے کوکب بقول رند ۱۲
دیوانہ پری ہون سلیمان سے کیا غرض

مین تو ہرگز نہ کرونگا ستم ایجاد سی عرض — جان کیون لیتا ہی کوئی کرو جلاد سی عرض

مہربان مجھپہ ہوا قید سے آزاد کیا — بیقصوری کو جو مین نے کیا صیاد عرض

کبتلک مجکو گرفتار بلا رکھے گا — ہاے کس طرح کرون یہ ستم ایجاد سی عرض

عرش و کرسی تہ و بالا نہ خدارا کرنا — ہر شب ہجر مین یہ نالہ و فریاد سی عرض

بے خطا قتل پہ باندھی نہ کمر عاشق کے — کوئی کر سکتا نہین یہ ستم ایجاد سی عرض

بیڑیان فصل جنون مین نہ پنھائین مجکو — مر بہی جاؤن تو کرون گا نہ یہ حداد سی عرض

کام وہ کرکہ رہے نام حسینون مین سدا — ایک مدت سی یہ ہی اس دل ناشاد سی عرض

قتل کرنے سی پشیمان بہت سا ہو گا — بیقصوری کو نکرنا مرے جلاد سی عرض

جان جاتی ہے مگر یہ نہین سنتا ہرگز
ہمسے کسطرح کرون مین دل ناشاد سے عرض

کھینچ تو دین مجھے تصویر بھلا اوس بت کی
میری جانب سے کرو مانی و بہزاد سے عرض

رمنیے آرزو نہو نے سے یہ ہوگا مایوس
نہ یہ احوال کرو صاحب میعاد سے عرض

۹۹ — ۱۰

جان جاتی ہے جو فرقت مین تو جائے کوکب
نہ کرونگا کبھی اوس بانی بیداد سے عرض

لاکھون ستم اوٹھائے کیا بیشمار ضبط
لیکن کرے گا اب نہ دل بیقرار ضبط

بے اختیار ہوکے مین رو رہا ہون کیا کرون
دل سے ہوا نہ درد شب ہجر یار ضبط

صحبت مین اونکے غیر بھی رہتے ہین آجکل
اب تجکو چاہیے ہے دل داغدار ضبط

برگشتہ ہوکے خاک بھی برباد کی مری
تجسے نہ ہوسکا فلک کجمدار ضبط

ایسا جلا دیا ہے تری فرقت نے اے حسین
مرکر بھی نالہ ہوگا نہ زیر مزار ضبط

کیا جلد تمہارے جدائی کیا مجھے
کچہ دن نہو سکا فلک کجمدار ضبط

یہ تو بتائیے مجھے صدمہ فراق کا
کس طرح سے کرے گا دل بیقرار ضبط

جیتے جی جیسے بھی ہوتے ہو غصہ بھی کرتے
کب تک تباؤ تو مین کرون اونکا ضبط

کب تک فراق یار مین نالون کو روکیے
ہرگز نہ اب کرے گا دل بیقرار ضبط

۱۰۰ — ۱۰

کب تک فراق یار کی ایذا اوٹھائے گا
کوکب سے ہوسکیگا نہ اب زینہار ضبط

باقی رہا وصال مین بھی یار کو لحاظ
آیا مگر نہ اوس دل بیمار کو لحاظ

یہ بات مجکو عشق کے سودے سے ہے نصیب
ہر آبلہ سے دشت مین ہے خار کو لحاظ

کیا حال اپنی قسمت بد کا بیان کرون
مجھسے رہا وصال مین بھی یار کو لحاظ

ساتون فلک ہلائینگی فرقت مین دیکھنا
ہرگز نہوگا آہ شرربار کو لحاظ

بسمل وہ ہے کہ تڑپا نہ یہ بعد قتل بھی
قاتل سے تھا یہ اس دل بیمار کو لحاظ

رسوائی کے خیال سے نالہ نہیں کیا
جان کندنی میں تڑپا نہ قاتل کے خوف سے
مدت کے بعد وصل کی شب آج آئی ہے
ہرگز چلی نہ حلق پہ مجھ بیگناہ کے

فرقت میں بھی رہا دل بیمار کو لحاظ
تھا وقت قتل بھی یہ دل زار کو لحاظ
پھر کسطرح رہے دل بیمار کو لحاظ
تھا وقت قتل بھی تری تلوار کو لحاظ

۱۰۱
کوکب ازل کے دن سے ہے آپسمیں ربط و ضبط
کیونکر ہو گل سے بلبل گلزار کو لحاظ
۹

تونے یہ ظلم و ستم مجھپر کیا قاتل شروع
دام الفت میں پھنسائیگے تجھی بوئے چمن
رو دیا لیلی نے بھی ہاتھوں سے دلکو تھام کر
منع کیوں کرتا ہے بسمل کو تڑپنے کے لیے
مچھلیاں تڑپیں گی پانی سے نکلکر ریگ پر
بل بھی تیور پہ نہ آئے عشق کا مذہب ہے یہ
دردِ زخموں کا بہا جاتا رہیگا آہ سے
قبر کیا کم ہے تجھے تا حشر سونے کے لیے

نالہ و شیون کریگا اب دل بسمل شروع
آہ و زاری تونے پھر کی بلبل بیدل شروع
قیس نے فریاد جسدم کی پس محمل شروع
یہ نیا ظلم و ستم تونے کیا قاتل شروع
جب کبھی رونا کرونگا میں سر ساحل شروع
سب اوٹھا ایدل ستم جو کچھ کرے قاتل شروع
تونے یہ فریاد و زاری کی جو اے بسمل شروع
کیوں یہ بنیاد عمارت کی ہے اے غافل شروع

۱۰۲
کارواں نے کوچ تجھسے پیشتر کوکب کیا
چاہیے تجھکو بھی کر قطع رہ منزل شروع
۹

بوسہ کیا دہن کا اگر جان جان دریغ
اچھا کیا جو بسمل ہتسیر نگہہ کیا
ہوگی نہ زندگی مری ہرگز کسیطرح
تیر افگنی کے وقت میں سینہ سپر ہوا
صیاد قید کرکے یہ تو نے ستم کیا

دشنام تو بجا ہے اے مہربان دریغ
اوس ترک سے مجھے بھی نہ تھا زخم جان دریغ
سیر چمن جو مجھسے ہے اے باغبان دریغ
تجھسے کبھی کیا ہے دل ہمچنان دریغ
بلبل سے بوئے گل بھی رکھی ہمزبان دریغ

کہلا دے سپہر شیخ ہیں اور اک نشتر — ہمسے تو اپنا لطف نکر باغبان دریغ
کیا بات اسکے سامنے ظالم و ستم کی ہے — جان بھی کرے گا یہ دل ناتوان دریغ
خنجر دیا تمنے کھینچ اگلا سینے رکھ دیا — کس روز کی حضور سے بندہ نے جان دریغ

۱۰۳

کوکب کو خوب ہوگیا ثابت نگاہ سے
کرتے ہو چشم لطف بھی ای جان جان دریغ

۱۳

عشق بتان میں بھول نہ ای دل خدا کا خوف — انسان کو چاہیے کہ ہو روز جزا کا خوف
ہجر کا شب فراق کا ہی روز وصل میں — دل میں سما گیا ہے مرے اس بلا کا خوف
دل کو نصیحت میں رکھتا ہو کہ نہیں اسلیے — چوری نجاتی ہے تری دزد حنا کا خوف
ظاہر میں حق کو کرتے ہو باطل اگر صنم — باطن سے تو بھلاؤ نہ روز جزا کا خوف
فرقت میں جان زار کا بچنا محال ہے — کیونکر نہو مجھے مرض لا دوا کا خوف
ہون میں منصور وار نہ ٹہراؤں کس طرح — ہوتا ہے سب کو بار خطا سے سزا کا خوف
شکوہ نہیں جو دوستی دل کر دیا ہے تباہ — نا آشنا کو ہوئیگا کیا آشنا کا خوف
لاتی ہے جیکہا ہزاروں کو پیچ میں — کیونکر نہو صنم تری زلف رسا کا خوف
منکر نہیں ہے کوئی حساب و کتاب کا — ہے کون وہ دل نہیں جسمیں خدا کا خوف
فصل خزاں ذروتا ہے کس چمن کا رنگ — کیون ہو نہ عندلیب کو باد فنا کا خوف
دنیا میں جان اٹک تی نہ کرتا کبھی عزیز — اے دل اگر بتوں سے نہو تا دغا کا خوف
لذت سی ہو گناہ سکے آگہ نہ عمر بھر — یکسان رہے جو بندے کے دل میں خدا کا خوف

۱۰۴

اک روز واقعہ شدنی ہے یہ ہوئی گا
بیکار دل میں ہے ترے کوکب قضا کا خوف

۱۱

تو ہو جیو نہ مجھسے کبھی اے جان جان خلاف — ہو جائی اک جہان بھی جو ای مہربان خلاف
احباب بھی بصورت اغیار چلد ہیں — ایسا برا ہوں مجھسے ہوا اک جہان خلاف

یہ یاد ہی رہے تجھے اسے بلبل چمن — تقدیر پھر گئی جو ہوا باغبان خلاف

سنتا نہین ہے بات مری فرط عشق مین — افسوس مجھسے ہے یہ دل نیمجان خلاف

کسطرح ہوتی سیر گلستان تجھے نصیب — صیاد بھی تو مجھسے رہا ہر زمان خلاف

امیدوار ہون تری سیدھی نظر رہے — کیا کر لیا مرا جو ہوا اک جہان خلاف

رسوا تو خوب کر چکا اب نگہبان ہے — اتنا بھی مجھسے ہو نہ دل ناتوان خلاف

میرے یگانے جو تھے وہ بیگانے ہو گئے — اس عشق کے سبب سے ہین پیرمغان خلاف

ہو تخت جسکی جای نشست اوسکو بوریا — اتنا بھی مجھسے تو نہ ہوا اے آسمان خلاف

آخر کو جان لی شب فرقت مین اک دن — ایسا ہوا یہ مجھسے دل ناتوان خلاف

۱۰۵ — ۱۰

کرتی ہے پیچ اب دل کوکب سے زلف یار
مہمان رہیگا کیون جو ہوا میزبان خلاف

دل کو تو ہی جدائی دلدار کا قلق — رہتا ہے مجکو اسدل بیمار کا قلق

کیونکر نہو مجھی دل بیمار کا قلق — ہوتا ہے سکو یار وفادار کا قلق

صیاد تیرے دل مین نہین رحم اک ذرا — کسطرح دیکھتا ہے گرفتار کا قلق

مجھ سخت جان کے قتل سے دندانی پڑ گئی — کہتے ہین وہ کہ ہے مجھے تلوار کا قلق

مین ہاتھ جوڑتا ہون خطا کیجیے معاف — ہے آپ کو جو وصل کی تکرار کا قلق

وقت خمار جام عنایت کریگا پھر — ساقی کبھی نہ دیکھیگا میخوار کا قلق

ہر دم فراق یار مین نالان ہے روز و شب — کسطرح جائیگا دل بیمار کا قلق

باعث جو بوسے چھینے ہوا واسی کا تو یہ ہے — رہتا ہے مجکو صحبت اغیار کا قلق

کیا جان یونہین جائیگی امید وصل مین — یارب نجائیگا دل بیمار کا قلق

۱۰۶ — ۳

کوکب بغیر شربت دیدار یار کے
ہرگز نہ دور ہوگا دل زار کا قلق

برباد ہے صبا سے ہمارا غبار تک
افسوس ہے یہی نہ گئی کوی یار تک

دست جنون کی مجھ پہ توجہ ہے اسقدر
باقی رہا نہ ایک گریبان مین تار تک

بعد فنا بھی مجھسے یہ کاوش ہے دیکھیے
سئی مین اس فلک نے ملایا غبار تک

صیاد عمر بھر ترا ممنون رہونگا مین
آزاد رہنے دے مجھے فصل بہار تک

برباد بھی کرے جو ہمارا غبار چرخ
مرکب کی جا بھی پہونچین گے اپنے مزار تک

صحرا نورد کوئی نہین مجھسا دوسرا
رہ رہ گئے ہین ٹوٹ کے تلوو نمین خار تک

دی جان مین نے جب کہ سنا وہ نہ آئین گے
گویا کہ زندگی تھی مری انتظار تک

گلچین و باغبان کا تو کیا ذکر ہے بھلا
دشمن ہوے ہین سیر گلستان مین خار تک

بیکار عندلیب تجھے یہ غرور ہے
جوبن فقط گلون کا ہے فصل بہار تک

ہرگز رہائی کو نہ کہون مین تمام عمر
صیاد لیچلے جو مجھے مرغزار تک

کل سیر باغ کو جو گیا گلبدن مرا
شرمندگی سے زرد ہوا لالہ زار تک

رکھتے نہین عزیز جو لاشہ اوٹھائیگا
ہم کسطرح سے پہونچین گے اپنے مزار تک

۱۰۷

کوکب غم فراق مین جاتی ہے جان زار
تدبیر کیا کرین جو پہونچ جائین یار تک

۱۳

آباد ہوا آہ نہ اوجڑا وطن ابتک
برباد خزان سے ہے وہ رشک چمن ابتک

رکھا ہے امانت مجھے اسطرح زمین نے
میلا نہین ہونے دیا تار کفن ابتک

فریاد کرونگا تری اے پنجۂ وحشت
رکھا ہے مری پاس پھٹا پیرہن ابتک

برباد کیا لاکھ مجھے چرخ نے لیکن
بھولی نہین دل سے مری وہ انجمن ابتک

کافی نہ مری دربدری اوسکو ہوئی آہ
ہے در پئے ایذا فلک بد چلن ابتک

تبدیل ہوا رنگ چمن بھی مگر افسوس
تازہ ہے مرا داغ دل پر محن ابتک

اک ہاتھ اسے اور لگا دیجیے للہ
زندہ ہے مری جان یہ مجروح تن ابتک

دل عاشق گیسو کا ہوا خون مگر آہ — ہاتھ سے نہ اونکے ہوئی زائل شکن اتبک
ہر چند کہ مایوس ہون مین وصل بتان سے — پر چشم تمنا ہی سوے برہمن اتبک
اس رنج سے مین سر کو پٹکتا ہون قفس مین — لائی نہ خبر گل کی نسیم چمن اتبک
ہنگامۂ محشر بھی بپا ہو گیا لیکن — عاشق کو ملا آہ نہ گور و کفن اتبک
اب حوصلۂ عشق نہین دل مین ہمارے — بھولی نہین فرقت کی وہ رنج و محن اتبک
دل صید کیا اوسنے بھی [illegible] اٹھوائی — ہر فکر مین عاشق کی وہ ناوک فگن اتبک

۱۰۸ کیا وجہ سے ہے کوکب نہین کہلتا یہ مجہپر
کیون آئے نہ امداد کو شاہ زمن اتبک ۱۲

فریاد شب ہجر مین کرتا ہون سحر تک — لیکن نہین ہوتا مری نالون مین اثر تک
اے جان جہان حال جدائی کو نہ پوچھو — اف اف شب تنہائی مین کرتا ہون سحر تک
آتی نہین تم بھی جو نہایت کرتا ہون فریاد — ہے دھیان تمھین بھی مرے نالونکے اثر تک
دل کا تو نشان بھی نہین پہلو مین ہمارے — خون ہو کے بہا اشکون کی ہمراہ جگر تک
کیا تاب کسیکی کہ جو ہو تیرے مقابل — نادم رخ پر نور سے ہے روی قمر تک
کیا پوچھتے ہو دشت نوردی کا مری حال — چھوٹی نہین قدمون سے ابھی گرد سفر تک
گھر مین وہ مرے آئی کہان ہے یہ مقدر — ہوتا نہین اس راہ سے اونکا گذر تک
امید مجھے زیست کی ہرگز نہین یاجان — بیمار شب ہجر بچیگا نہ سحر تک
پیغام رسانی تو بھلا امر دگر ہے — اونسے نہین کہتا ہی کوئی میری خبر تک
محروم ہین سب لطف و کرم خلق شب و روز — رکھتا نہین ہم پر وہ عنایت کی نظر تک
نکلے ہین شب ہجر مین شعلے مرے دل سے — وہ کہتے ہین دیکھا نہین ہمنے تو شرر تک

۱۰۹ مژگان پہ نشان لخت جگر کا نہین کوکب
اس نخل مین دیکھا نہ کبھی ہمنے ثمر تک ۹

شرم و حیا سے ہوگا مبدل جبین کا رنگ
دیکھو اگر کبھی مرے غنچہ دہن کا رنگ

یارب نہ اسطرح سے بھی برباد ہو کوئی
بدلا ہے جسطرح سے ہماری وطن کا رنگ

جا بیٹھیں گے کیا ہیں سکے قیامت ہیں ای زمین
مٹی میں مل گیا ہے ہمارے کفن کا رنگ

کیا ایسا جرم مجھسے ہوا تھا بتا تو دے
کیوں اسنے فلک مٹا یا مری انجمن کا رنگ

غنچہ ہے اب نہ گل نہ شگوفہ نہ وہ فضا
تبدیل ہو گیا ہے خزاں سے چمن کا رنگ

دنیا ہو کون ہی مجھے تکلیف دیکھیے
بدلا ہوا ہے داغ دل پر محن کا رنگ

تاثیر سے بھری ہے ہر اک لفظ شعر کی
منظور ہو تو دیکھیے ہماری سخن کا رنگ

ظالم کیا ہے قتل یہ کس بیگناہ کو
کیا وجہ سرخ ہے جو تری پیرہن کا رنگ

۱۱۰ کوکب یہ بول چال ہمیں بھی پسند ہے
سب سے علیحدہ ہے تمہاری سخن کا رنگ ۱۴

پہرتا ہے اب جو وہ بت پرفن الگ الگ
رہتا ہے مجھسے بھی دل دشمن الگ الگ

قاتل نے پرزے پرزے کیا تھا جو تن مرا
اسواسطے بناتے ہیں مدفن الگ الگ

قائم ہی ہیں نہیں مری آتا ہزار حیف
پہلو سے بھی ہے اب دل دشمن الگ الگ

دو داغ میرے دل میں ہیں ثابت یہ اوس سے
دو شمعیں قبر پر جو ہیں روشن الگ الگ

اک روز جان لینگے مری ترک چشم مست
رہتے ہیں گھات میں جو یہ رہزن الگ الگ

لازم ہے تو بھی یاد کر اوسکو عندلیب
رہتی ہیں تجھسے یہ گل گلشن الگ الگ

دل بھی مرا خلاف ہے مجھسے وہ یار بھی
پیدا ہوے ہیں جانکے دشمن الگ الگ

ابرو کی تیغ سے جو مرا دل دو نیم تھا
دو تربتیں بنیں پس مردن الگ الگ

آنکھوں میں بھی خیال ہے دل میں بھی ہے مقام
ہے واسطے حضور کے مسکن الگ الگ

ناسور دل میں ہے تو جگر میں بھی ہے اثر
دکھلائے تیر یار نے روزن الگ الگ

زندہ کرے گی دور کبھی مردہ بنائیگی
دکھلائے گی اثر تری چتون الگ الگ

کعبہ سے شیخ کا ہے مجھے حکم دور دور / کہتے ہیں بتکدہ سے برہمن الگ الگ

۱۱۱ کوکب سے نشان نہ صیاد کو مرا
اسواسطے بنائے ہین مسکن الگ الگ ۷

ہو کسطرح مزاج نہ شاہانہ آج کل / سیر ہے شراب سے مرا پیمانہ آج کل

آئے وہ سیر سے کلبۂ احزان مین دوستو / رشک قمر ہوا مرا کاشانہ آج کل

واللہ خوب غیرون نے پٹہرکایا آپکو / پڑتی ہے آنکھہ مجھپہ حریفانہ آج کل

نفرت ہے مجکو صحبت انسان سے دوستو / جانے دو مجکو جانب ویرانہ آج کل

ساقی نہ کسطرح دل غمگین کباب ہو / خالی پڑا ہے شیشہ و پیمانہ آج کل

کرتا ہون جب مین آرزوی وصل کو بیان / ہر روز مجھسے کہتا ہے جانانہ آج کل

۱۱۲ جتنا جلایا جاے جلا مجھے الم ہمنشین
کوکب ہے شمع و ترا پروانہ آج کل ۱۳

آج بے شبہہ کوئی ہوئیگا گھائل قاتل / تیغ اسطرح جو کی تو نے حمائل قاتل

کہین تلوار نہ پھر جاے مری پہلو پر / تیری چتون سے دہڑکتا ہے مرا دل قاتل

اسقدر شور سے عشاق کی نفرت ہے اوسے / نہین سنتا کبھی آواز عنادل قاتل

گر محبت ہے تو ہو جائیگی تاثیر اکدن / عشق کا راز نہین کہنے کی قابل قاتل

حکم دے اور کسیکو وہ کرے قتل مجھے / ہو نہ للہ تو اس خون مین شامل قاتل

جسطرح سے جی چاہے ستالے تو مجھے / فیصلہ ہوئیگا خالق کے مقابل قاتل

ق کرتا ہے مجھے نام مٹانے کیلیے / قبر سے میرے صدا آئے گی قاتل قاتل

ق وہ دیوانگی و رفتہ مزاجی کا نفسہ / تیرے جانباز کی یہ سب ہین دلائل قاتل

ل مرنے کو مرے آپ سے آیا ہے یہان تو / کھینچ لایا ہے مرا جذبۂ کامل قاتل

ظاہر بات سے اک بانکپنا ثابت ہے / خلق سب بے تیغ ہوئی جاتی ہے بسمل قاتل

سخت جانی سے مجھے خوب یقین ہے اسکا
کاٹتا سر کا مرے ہوئیگا مشکل قاتل

قتل کے بعد مرے خوب سا رویا ظالم
میری قسمت سے ملا ہے مجھے عادل قاتل

۱۳ سچ تو ہے روز کے ظلم و ستم و جور و جفا
کس طرح ہوئیگا کوکب متحمل قاتل ۱۶

پڑجائے اوسکی جان پہ یونہیں بلای دل
بیواسطہ جو کوئی کسیکا ستائے دل

کیا خاک مین سناؤن تمہیں ماجرای دل
خون ہوکے بہگیا یہ ہوئی انتہائے دل

کیا زخم پھر لگا کسی تیر نگاہ کا
کہتا ہوں بار بار جو مین ہائے ہائے دل

رسوا کرو خراب کرو قتل بھی کرو
جو کچھ کرو بجا ہے یہی ہے سزای دل

قصہ جگر کا بکھیڑا گئے ہجر یار مین
اللہ جان اپنی کسیدن گنوائے دل

درد جگر کا حال بیان کس طرح کرون
سنتا ہے کون کس سے کہوں ماجرای دل

نالہ کرون جو سوز جگر سے فراق مین
کیونکر اثر کرے گی نہ آہ رسائے دل

سکتہ سا اوسکو دیکھ کے ہوجاتا ہے مجھے
قصہ شب فراق کا کیونکر سنائے دل

بس اک نظر مین کام ہمارا ہوا تمام
تیر نگاہ یار تھا پیک قضائے دل

ظاہر ہوا سینے چاہنے والی کا اوسکو حال
عاشق کا ایک روز جو وہ آزمائے دل

بیمار عشق ہون مرا اب کام ہے تمام
آئے مسیح بھی تو نہو کچھ دوائے دل

خود مبتلا ہے رنج و محن ہون فراق مین
پھر خاک بیوفا مین دکھاؤن وفای دل

مجھپر کھلا نہ حال دل زار کیا ہوا
پہلو مین ایک درد ہے اتنو بچائے دل

جو دیکھتا ہے روتا ہے اور کہتا ہے مجھے
توفیق دے خدا کہ یہ اپنا بچائے دل

پہلو مین اور تو کوئی نام و نشان نہین
باقی رہی ہے ٹیس فقط اک بجائے دل

۱۴ کوکب یہ میرے پند لکھو لوح دل پہ تم +
دنیا سے وہ گیا جو ہوا مبتلائے دل ۱۵

سچ تو ہے جان کے پڑ جائینگے لالے بلبل
آفت ہجر مین اللہ نہ ڈالے بلبل

ظلم صیاد سے رہنا تجھے مشکل ہوگا
آشیان باغ سے بہتر ہے اوٹھالے بلبل

گل سوا سننے کے کچھ بھی نہیں دیتے ہین جواب
کس طرح حسرت دل آہ نکالے بلبل

روز و شب فکر اسیری ہی اسی ہای غضب
دام صیاد سے حق تجھکو بچالے بلبل

باغ عالم مین اگر نام رہے گا گل کا
تیرے بھی عشق کے لاکھون ہین رسالے بلبل

نالہ و شیون کے بیان کیا کرون بیداد گلو
سوز فرقت سے کلیجے مین ہین چھالے بلبل

ان گلون سے نہ کبھی عشق کرونگا ہرگز
سر پہ آفت ہے محبت کی بلا سے بلبل

جان کے پڑ گئے لالے مرے احباب کو بھی
اسطرح ہجر مین لیتا ہون سنبھالے بلبل

عشق گل دام مین صیاد کے لائیگا ضرور
اور دو چار گھڑی شور مچالے بلبل

رحم آئیگا گلون کو نہ کبھی صورت
جان فرقت مین خدا تیری بچالے بلبل

کس طرح ظلم پہ صیاد نے باندھی ہے کمر
قید سے اسکے خدا تجھکو بچالے بلبل

بخدا ہجر مین گلزار کی یہ صورت ہے
سوز فرقت سے کیا کرتی ہے نالے بلبل

ہجر گل مین کبھی فریاد نہ کرنا ہرگز
بار فرقت بھی خوشی سے تو اوٹھالے بلبل

عمر بھر تو نہین دیکھی ہے رہائی ہوتے
قید صیاد سے اللہ نکالے بلبل

حال فرقت جو بیان ہو نہین سکتا کوکب
داغ دل تو گل خندان کو دکھالے بلبل

نہین ایسا کوئی جو مجکو بچالے اے دل
صدمۂ ہجر سے اللہ نکالے اے دل

جان بھی جائیگی ہوگی نہ رہائی ہرگز
دام گیسو سے خدا تجکو بچالے اے دل

حال اوس سے نہ بیان کر شب ہجران کا اگر
داغ فرقت تو کلیجے کے دکھالے اے دل

اب مجھے حوصلۂ عشق نہوگا بخدا
اسکے ہی آج تلک زخم ہین آلے اے دل

خون رلوائے غم ہجر سے رسوا بھی کرے
خوب ہی بھر کے تجھے یار ستالے اے دل

روز کے رنج والم سے تو یہی بہتر ہے
دار فانی سے خدا تجھکو اوٹھالے اے دل

یہہ تو اس دار فنا سے ترا ہوگا سفر
خوب فرقت مین تو اب دھوم مچالے اے دل

پھر خدا جانے تجھے وصل صنم ہو کہ نہو
خوب جی بھر کے مزے آج اوڑالے اے دل

حرف مطلب کو زبان تک نہین لانے دیتا
ایسی ناقدرے کے تو پڑ گیا پالے اے دل

تشنہ لب دشت مین رہجائینگے خار صحرا
کسطرح توڑن مین تلوون کی تہ چھالے اے دل

۱۱۶
ہے تو کوکب کی یہ صورت ہے تپ فرقت مین
ایک مدت سے کیا کرتا ہے نالے اے دل
۹

عاشق کو تجھسے ہو ہی اسے بذربان حصول
بوسہ طلب کیا تو ہوئین گالیان حصول

مرجائیے مگر نہ کبھی منہ کو موڑیے
دل کو ہوئی یہ بات دم امتحان حصول

بلبل کو کچھ جواب نہ تجھسے کبھی ملا
کس سے کیا سکوت گل بوستان حصول

مرجا مگر نہ ہجر مین فریاد کر کبھی
کیا ہوگا اس سے تجھکو دل بیجان حصول

ہر روز تازہ رنج دکھاتا ہے یہ مجھے
کرتا ہے کس سے ظلم و ستم آسمان حصول

جو بات اس نے دیکھی نہوئی کبھی صنم
کیونکر کرے اوسے نہ دل ناتوان حصول

آتا نہین کسیکو مگر ڈھنگ چال کا
کرتا ہے اوس سے طرز روش اک جہان حصول

یوسف کو بھی سمجھتی نہین اسنے روبرو
خود بینیان یہ آپنے کی ہین کہان حصول

۱۱۷
بے گالی بات ہی نہین کوکب سے واہ واہ
ہوتا ہے اس سے کیا تجھے اے بذربان حصول
۹

اک روز جان آپ پہ دینگے نگار ہم
اسواسطے اوٹھتے ہین یون بار بار ہم

گو آج مثل سرو اکڑتا ہے تو مگر
لوٹینگے حسن کی تری اکدن بہار ہم

رسوا کرو تباہ کرو شوق سے ہمین
سب کچھ ہے اختیار کہ ہین جان نثار ہم

اچھا نہین جو ترک ملاقات کرتے ہو
لیجائینگے اب کہان یہ دل داغدار ہم

ایجو اگر عنایت دست جنون ہوئی
چھوڑینگے ایک بھی نہ گریبان مین تار ہم

اسے رشک حور دیکھنا مرنے کے بعد بھی
بنوائینگے تمہارے گلی مین مزار ہم

دنیا نہ ہو بھی جا ستم ایجاد ہین جو لوگ
ملنے مین اونسے رکھتے ہین خود ننگ و عار ہم

تربت مین کل نہ تھی کسی کروٹ کسیطرح
ارمان وصل لیکے گئے تھے جو یار ہم

١١٨

کوکب فراق یار مین گر جان جائے گی
لین گے نہ زیر قبر بھی ہرگز قرار ہم

١٥

ضعف سے اٹھہ نہین سکتے مرے زنہار قدم
غش پہ غش آتے ہین چلتا ہون جو دو چار قدم

خوش روش باغ جہان مین ہے وہ گلرو ایسا
کبک نے چومے ہین آکر دم رفتار قدم

پا بہ زنجیر جو ہین ہون تو مرا سر ہے بجا
تیرے کوچے مین ہین آنے کے گنہگار قدم

کسطرح جاؤن گلستان کیطرف اے بلبل
دشت میں اوٹھہ نہین سکتے مرے زنہار قدم

آستان در دولت پہ وہ آیا کیونکر
ضعف سے ہین ترے بیمار کے بیکار قدم

جان دے دونگا جو دیکھونگا خدا شاہد ہے
تیری صحبت مین نہ رکھین کبھی اغیار قدم

اسقدر بادیہ پیما ہے رہ وحشت ہون
آبلون سے ہین مرے صورت گلزار قدم

اسقدر مجمع عشاق سے ملتی نہین راہ
کوچۂ یار مین پاتے ہی نہین بار قدم

مین گرفتار ہوا تھا جو گلوگیر قضا
کوئے قاتل سے اوٹھانا ہے دشوار قدم

دشت وحشت ہی مین کسطرح رہائی پاتا
آہ زنجیر جنون مین ہین گرفتار قدم

ناتوانی نے کیا ہے مجھے زار و نحیف
منزل سخت ہے چلنا بھی دو چار قدم

دیدۂ تر سے کرے سر دشت بجا
کبھی دوزخ مین جو رکھے یہ گنہگار قدم

گرد رہ سرمۂ چشم دل عاشق ہے صنم
چھوڑے کس طرح سے پھر جادۂ دیدار قدم

وحشت کر دی سے ہی مقدور رہی ہائے نصیب
ایسے زنجیر مین وحشت نے گرفتار قدم

یاد رکھ خوب یہ کوکب کی نصیحت اے دل

تنگ آگئے ہین بہت تری ظلم و ستم سے ہم
مر جائین کاش روز کی رنج و الم سے ہم

اے دل جو تو کہے تو یہ پوچھین صنم سے ہم
چھوٹین گے یا نہین تری قید ستم سے ہم

ممنون ہون گے خضر علیہ السلام کے
تا کاروان جو بہو بچین گے نقش قدم سی ہم

اوسکے سوا بقا تو کسیکو نہین دلا
ہونگے عدم جو آتے ہین ملک عدم سی ہم

ہرگز نہ ہونگے ہم متحمل فراق کے
دیتے ہین گے جان آپ کے جور و ستم سی ہم

طوفان سیل اشک ہین ہر روز رتی حیات
شاکی ہون کس طرح نہ اس چشم نم سے ہم

فرد گناہ پر قلم عفو کھینچیے
امید وار ہین یہی شان کرم سے ہم

شرمندہ ہو گئے دیکھ کے داغون کی رنگ کو
دل کو نہ ہین ملائین جو باغ ارم سے ہم

کیا شوق ہے کہ حسرت دیدار پا ہین
بتخانہ کو بار آئے ہین اوٹھ حرم سے ہم

بہتر سوا انیاجام سفالین یقین ہے
اے دل مقابلہ جو کرین جام جم سے ہم

چھوڑا جو کاروان نے تو پیدا انہین ذرا
منزل کی راہ پائین گے نقش قدم سی ہم

دیدہ نیکی جان جب تری ترچھی نظر ہوئی
جیتے ہین آج کل تو صنم تیرے دم سی ہم

اے دل کشیدہ دیکھ کے اوس پہ جفا کو آج
بسمل ہوے ہین خنجر ابرو کے خم سے ہم

ناہر ہوے جب آپ نے کی بندہ پروری
واقف نہ تھے حضور کے لطف و کرم سی ہم

داغ شب فراق نہ جائیگا دل سے آہ
تا عمر اب نہون گے رہا درد و غم سی ہم

اے دل سوال وصل کرین اون سے کس طرح
کہتے ہین وہ کہ آئے ہین تیر ستم سے ہم

مر کر بھی اب نہ چھوڑینگے دامن کسیطرح
لپٹے ہین مثل گرد تمہارے قدم سے ہم

جو کچھ کہو وہ کوچہ جانان سے عشق مین
دوزخ سے کام رکھین نہ باغ ارم سے ہم

جان اپنی ہم نے دی تھی جو کب بت کی عشق مین
نکلین نہ روز حشر بھی بیت الصنم سے ہم

آیا خیال وعدہ وفائی نہ اب بیر ورنہ
ہارے حضور آپ کے جھوٹے قسم سی ہم

١٢٠ کوکب ہمارا حق ہمین ملجائیگا ضرور ١٩

ہوئینگے دار خواہ بوشاہ امم سے ہم

معشوق کو ہے عاشق برباد سے کیا کام
اوس بت کو مرے نالہ و فریاد سے کیا کام

سائے کو قد غیرت شمشاد سے کیا کام
یکتا جو ہو پیدا اوسے ہمزاد سے کیا کام

جب قطع کیا سلسلۂ عشق و محبت
پھر مجھکو ترے حسن خداداد سے کیا کام

کیا پوچھتے ہو تم شب فرقت کی حقیقت
ہے پرسش حال دل ناشاد سے کیا کام

شکوہ نہین کرتا مین تری سنگدلی کا
جانباز کو بے رحمی جلاد سے کیا کام

فرقت مین جو منظور کیا جان کا دینا
اے دل تجھے پھر اوس ستم ایجاد سے کیا کام

کیون باغ مین نالان ہون مین قمری کی روش سے
سودا قد موزون کا ہے شمشاد سے کیا کام

سچ تو ہے کہ معشوق کا جو سر ہے تغافل
اے جان جہان تمکو مری یاد سے کیا کام

پڑتا نہین معشوق کا عاشق پہ کبھی دل
شیرین کو بھلا سختی فرہاد سے کیا کام

ہم تابع مرضی ہین ستم ہو کہ کرم ہو
عاشق کو بھلا شکوۂ بیداد سے کیا کام

ہے قید مرے حلقۂ گیسو کا تعلق
دیوانہ ہون تیرا مجھے حداد سے کیا کام

آئے ہین محبت مین تری ملک عدم سے
تھا ورنہ ہمین عالم ایجاد سے کیا کام

رہتا ہون سدا مین حسین کوے صنم مین
ہے بلبل دل کو مرے صیاد سے کیا کام

کہسار و بیابان سے ہے نفرت مرے دلکو
مجنون سے غرض کیا ہے مجھے فرہاد سے کیا کام

حاشا ترے طالب کو نہین حور سے مطلب
وحشی ہون ترا یار پریزاد سے کیا کام

بلبل مین نہین ہون کہ جو ہو خوف اسیری
اے طائر دل پنجۂ صیاد سے کیا کام

در غط ترے کبھی کو نہ مانونگا مین ہرگز
بندہ ہون بتون کا تری ارشاد سے کیا کام

نشتر سے فزون ہین تری پلکین رگ جان کو
پھر اس دل دیوانہ کو فصاد سے کیا کام

تا عمر رہائی نہین منظور ہے کوکب

۲ ہون تشنہ ہی الفت مجھے صیاد سے کیا کام ۹

جز نقد دل نہین ہی جو ہم تمکو مال دین
ہان جان ہی جو کہیے تو ای خوشجمال دین

ہوتی ہی رہ تو بیٹھین بحثین بات بات مین
پھر کیا ہم اونکو مطلب دل کا سوال دین

اسد ہمکو رسکھے نہ اوسدن سکے واسطے
گذرے سے ہجو وہم مین بھی کہ تمکو ملال دین

جھوٹھون ہی ہی تم کہو اگر اپنی زبان سے
پہلو سے چیر کر ابھی دل کو نکال دین

موقوف امتحان پہ یہ بات کچھ نہین
کہیے تو جان اپنی ابھی خوشجمال دین

آہو کو مرتبہ نہین نرگس حقیر ہے
ہم چشم مست سے تری کسکو مثال دین

دینگے ضرور بوسہ رخ اک نہ ایک روز
گو لاکھہ بار سنکے وہ دن ہنسکے ٹال دین

حیران مثل آئینہ ہوتے ہین روبرو
کس طرح منہ سے اونکو پیام وصال دین

۱۲۳ کوکب شکایت غم و اند انہین سے ہے کچھ
راحت سے ہے لاکھہ ہمکو اگر وہ ملال دین ۴

کس روز تیری یاد مین یہ چشم تر نہین
او سپر بھی بخنجر تر سے دل کو اثر نہین

مانند حشر ہجر کی پیدا سحر نہین
ایسی یہ بد بلا ہے کہ جس سے مفر نہین

ٹھوکر لگاتے جاتی ہو عاشق کی قبر پہ
پھر کہتے ہو مزاج مین کچھ اپنے شر نہین

حسدن سے اونکو تیغ زنی کا ہوا ہی شوق
ہم جانتے ہین بوجھہ ہے گردن پہ سر نہین

مین کیون تمہاری عشق مین دون جان ای صنم
میرا خیال دل مین تمہارے اگر نہین

کیا وجہ اپنی خون کا جو محضر بناؤن مین
کیا داغ دل نہین ہین کہ داغ جگر نہین

غفلت تھی اسقدر تری وحشی مزاج کو
پہلو سے کون لیگیا دل کو خبر نہین

رکھتا ہون گھونٹ گھونٹ کی مین اپنی شوق کو
کس طرح لکھون یار کو خط نامہ بر نہین

افسوس کرتے ہین جو سبھی ترک چشم یار
تیار ہین جان کا تو محبت مین ڈر نہین

کس طرح مین پہونچتا ہون منزل پہ دیکھیے
راہ عدم مین گر اک شریک سفر نہین

حال شب فراق بیان آہ کیا کرین
یہ رات وہ ہے تا بہ قیامت سحر نہین

کیا کیا حزین نالے کرتا ہون فرقت مین ترے
او سیمبر ہی سنگدل ترے دلکو اثر نہین

افسوس جان جاتی ہے اے مسیحی زمان
اپنے مریض عشق کی تجھکو خبر نہین

۱۲۳

کوکب گلون کے عشق کا ثمرہ محال ہے
سمجھے ہوے پہلے تھا ثمر مین یہ وہ شجر نہین

۷

وداع موسم گل ہے خزان آئی ہے گلشن مین
دل بلبل ہے نالان آج گل اپنے نشیمن مین

نہین کہنے کے قابل حال داغ شعلہ الفت
عجب اک آگ بھڑکی ہے ہمارے خانہ تن مین

وفور جوش وحشت ہی بری ہے بیٹھ رہونگا
اگر کس کس کے بھی باندھو مجھے زنجیر آہن مین

اگر بے وصل تیری اے مسیحا جان جاویگی
کسی صورت نہ کل آئیگی مجھکو اپنے مدفن مین

خدا جانے کہ سچا کون ہے اور کون جھوٹا ہے
عبث مذہب کا جھگڑا پڑ گیا شیخ و برہمن مین

مقابل ہو نہین سکتا ہمارے دل کی آہون سے
بغیر از کوہکن بولو یہ کہان طاقت ہے ارکن مین

۱۲۴

بھلا ہم عشق کے بندے نہ ہون کس طرح اے کوکب
پہنایا اک بت ترسا نے یہ زنار گردن مین

۹

اوس پری کا جو تصور کبھی آیا دل مین
فرط شادی سے یہ پھولے نہ سمایا دل مین

اگر منایا ہی مجھے جور بتان کی خاطر
بار الفت کو ئی دل اور ہو پیدا دل مین

کیا ثمر اسکا ملا سر بتمنا تجھکو
خار فرقت کو جو تو نے مرے بویا دل مین

نزع مین دیکھکے عاشق کو وہ فرماتے ہین
درد ہوتا ہے مری جان بہت کیا دل مین

فاصلہ ارض و سما کا ہو نہین کچھ پروا
ڈھونڈھ ہی لیتا ہے معشوق کو شیدا دل مین

ظلم کا تیری زبان سے کبھی شکوہ نہ کیا
تار بستہ ہوا صدمہ یہ رو ٹھا یا دل مین

آج معشوق جو تڑپتے ہین یہ رہ رہ کے سوا
زخم قاتل نے کوئی اور لگایا دل مین

مجھکو شکوہ نہین جو چاہو کرو جور و جفا
خود خطا کی جو تجھے ہمنے بسایا دل مین

۱۲۵ — ۱۱

اکدم چین نہیں ہجر میں آتا کوکب
مجکو سمجھاؤ تو ہوا کیسا دل میں

فلک کے ظلم و ستم سے ابدال داغ تھوڑی یہ انجمن میں
اوٹھاؤ گلشن سے آشیانہ خزان کی آمد ہے اب چمن میں

مدام صحرا میں ہوں فرش گلہے نہیں یہ گرمی ہے آج گلشن
کہاں آئی ہے شرم مجکو نہ منہ دکھاؤں گا اب وطن میں

کمال ممنون ہوں قضا کا ملی ہے راحت یہ بعد مردن
کسیطرح کا الم نہیں ہے پڑا ہی سوتا ہوں منہ کفن میں

پسند آئی ہیں بلبلوں کے صبا صدا خاک اوڑا رہی ہے
خزان نے لوٹی بہار ایسی نہ پھول چھوڑا کوئی چمن میں

نہیں ہے کچھ پروا کی خواہش ہے شوق دید کی مجکو
تمہارا کیا میں بگاڑتا ہوں مجھے بھی رہنے دو انجمن میں

یہی ہیں دنیا کی کارخانہ کبھی خوشی ہے کبھی خلش ہے
خزان سے بلبل نہ ہو پریشان بہار آئیگی پھر چمن میں

مکوش سنسے نصیحت میں نا گزیر نا بتوں سے الفت
نہ ہوگی تا عمر پھر رہائی پھنسا جو تو زلف پرشکن میں

رہوں گا غربت میں ہی میں اسی قبول ہوگی نہ عرض میری
ہوس یہی ہے اب میں ہے نہ کچھ باقی پھر کے جاؤنگا کیا وطن میں

ہمارے سوز دروں نے ہمکو جلا دیا رہ کر اسطرح پر
یہ حال آخر ہوا ہے اپنا لگی ہے آگ تن بدن میں

مجھے تو ہرگز نہیں ہے کچھ بھی غرور دعوی شعر گوئی
یہ عرض میری ہے شاعروں سے کہ عیب ڈھونڈھو نہ میرے فن میں

۱۲۶ — ۷

کمال ہوگا ملال کوکب سنو کے گر حال زار میرا
فلک نے ایسا مجھے ستایا نہیں ٹھکانا مرا وطن میں

اے رشک حور نے لگائے ہیں نشتر کہاں کہاں
سینے پہ بھی زخم کھائے ہیں دل پر کہاں کہاں

صحرا میں تھا کبھی کبھی نہیں خراب تھا
مجکو پھرا ہے لیکے مقدر کہاں کہاں

کہتا ہے سنکے قصۂ ظلم و ستم وہ ترک
دیکھو تو داغ کھائے ہیں دل پر کہاں کہاں

اف بھی زباں سے میں نے دم امتحان نہ کی
رگ رگ گیا گلے پہ نہ خنجر کہاں کہاں

کیا اشتیاق دل ہے کہ تیری تلاش میں
لیل و نہار پھرتا ہوں دلبر کہاں کہاں

صیاد تو نے اسپہ بھی قید قفس کیا
بھاگا ہوں خوف سے تری ڈر کر کہاں کہاں

کوکب چمن بوستان سے چھوڑا اگر ہزار حیف

١٢ جگر دکھا رہا ہے مقتل کہان کہان ١١

برباد چرخ نے کیے گلشن کہان کہان
ہمنے بنائے تھے ہین نشیمن کہان کہان

صحرا نورد وحشت دل سے جو مین ہوا
الجھایا خار نے مرا دامن کہان کہان

برباد ہوگیا ہے صبا سے غبار سب
یارو بناؤگے مرا مدفن کہان کہان

صیاد تجھکو اسپہ بھی آیا نہ مجھپہ رحم
ڈر سے ترے بنایا نشیمن کہان کہان

بس جا گیا ہون مین جہان موجود دل بھی تھا
پہونچا ہے ساتھ میری یہ دشمن کہان کہان

لاکھون ہی بت جہان مین خدا نے بنائے ہین
جائیگا پوجنے کو برہمن کہان کہان

نالہ بھی سوز عشق سے ہمنے نہین کیا
دل کو سنبھالا اے بت پرفن کہان کہان

تھا وحشت مین کبھی کبھی دل کوہسار مین
لیکر پھرا ہے مجکو یہ دشمن کہان کہان

اے دشت کیون تباہی قسمت مجھکو قیس کی
رہ رہ گیا ہے خار مین دامن کہان کہان

ہنگام نزع آئین گے مرقد مین آئینگے
دکھلائین گے نہ وہ رخ روشن کہان کہان

١٢ کوکب لحد بنائی گئی جس زمین پر
آراستہ نہین مرے مسکن کہان کہان ٣٤

دعوے مجنون ہم و وامق و فرہاد کرتے ہین
الگ سب سے طریقہ عشق مین ایجاد کرتے ہین

حسینان جہان ناحق اگر برباد کرتے ہین
ہم اپنی قبر کی منزل کو سب آباد کرتے ہین

خوشا قسمت کہ اتنی تو جگہ دلمین ہوئی بارے
وہ ہمسے جان دینے کے لیے ارشاد کرتے ہین

خدا ہی جانے وحشت مین مرا کیا حال ہوگا
غضب کرتے ہین آئے دل وہ اگر صیاد کرتے ہین

یہان تک صدمۂ فرقت اٹھائے اب تو دشمن بھی
خدا سے سب ہم آ کافر تری فریاد کرتے ہین

خدا کو کسطرح صورت دکھائینگے قیامت مین
ارادہ خون ناحق کا جو یہ جلاد کرتے ہین

فریب ان سے بچا کی دیتا ہون مین تمسے
گرفتاری کا جو چاہا بلبلو صیاد کرتے ہین

خدا کا خوف ہی جاتا رہا اللہ ری بیرحمی
قیامت کی دلون کو نازنین بیداد کرتے ہین

نہ پوچھو کس طرح فرقت کی شب ہمپر گذرتی ہی
ہماری جان ہی جائیگی یہ تو ہی روز فرقت مین
یہی حسرت رہی ہمکو نہ وصل اوسکا ہوا ممکن
مسلسل ہین مگر جاتا نہین اوسکی نفرت کا سودا
کرین کس طرح اوس سے شکوہ ظلم و ستم یارو
کلیجہ شق ہوا جاتا ہے ای میان نازون سے
نہین معلوم کیا ایسی خطا سرزد ہوئی اوسسے
یہ تاثیر محبت سے وہ طرز کج ادائی ہے
تعجب قتل ہونیکا نہ کیونکر ہو زمانے کو
سپیدی صبح پیری کی ہے گذری شب جوانی کی
نہین ہے انتہا کچھ اونکے ظلم و جور و بدعت کی
ہر اک سی یہ بیان کرتا ہے وہ شیرین زبان ہمسر
نہ پوچھو فرقت جانان مین کیا ہمپر گذرتی ہے
کوئی ذرہ بھی پہونچیگا نہ ہرگز اوسکے قدمون تک
تمہارے ہجر مین اپنی یہی رہتی ہی کیفیت
تجھے ہرگز نہوگی قدر الفت بیوفا ہے تو
نہ پوچھو اس دل بیتاب کا کیا حال ہوتا ہے
تنفر اسقدر ہے عاشقون کی نام ہی اونکو
بہار گل مین ویران آشیان کرتی ہین اپنی گلچین
کبھی آنکھین دکھاتی ہین کبھی تیوری چڑہاتی ہین
نہ ہوا نیز نام ہونے کے نہوگا فائدہ ہرگز

بہت روتی ہین جب پیاری تمہین ہم یاد کرتے ہین
قیامت ہے غلامی سے جو وہ آزاد کرتے ہین
سفر دنیا سے ہم باخاطر ناشاد کرتے ہین
تاسوت حال ہیں دیوانون کی حد اد کرتے ہین
کہ ہم تو صبر کر خود مائل بیداد کرتے ہین
مگر وہ اور غنیمت کو ہمسر فریاد کرتے ہین
اسیرون کو جو اپنے آج وہ آزاد کرتے ہین
وہ خود بھی روتے ہین ہمکو اگر برباد کرتے ہین
ہمارے خون کا دعوا تو خود جلاد کرتے ہین
عمارت کی عوض اب قبر کی بنیاد کرتے ہین
کہان تک چپ رہین ہم بھی لبون سے فریاد کرتے ہین
جسے ہم چاہتے ہین غیرت فرہاد کرتے ہین
کبھی نالے کبھی زاری کبھی فریاد کرتے ہین
ہم اپنی خاک بھی بیکار سے برباد کرتے ہین
بہت روتے ہین پیارے ہم تمہین جب یاد کرتے ہین
جوانی مفت ہم تیرے لیے برباد کرتے ہین
فلک ہلتی ہین فرقت مین جو ہم فریاد کرتے ہین
ہماری خاک بھی بعد فنا برباد کرتے ہین
قیامت بلبلون کی جان پر صیاد کرتے ہین
ہمارے واسطے کیا کیا ستم ایجاد کرتے ہین
ملیگا کیا اونھین تمکو جو وہ برباد کرتے ہین

۱۲۹ نہیں جو ہوتا ہے میسر وصل اوس گل کا جو ای کوکب
تصور ہی مین اوسکی اپنے دل کو شاد کرتے ہین ۱۰

دم آخر تمہین اے غنچہ دہن دیکھتے ہین
اور دو چار گھڑی سیر چمن دیکھتے ہین

پہر کے پہر لاتا ہے اللہ اگر لاتا ہے
یاس سے کیون مجھے یاران وطن دیکھتے ہین

ضبط گریہ سے شب ہجر مین ایجان بخدا
دل جو گھبراتا ہے ہم سیر چمن دیکھتے ہین

کبھی روتے ہین کبھی سر کو پٹک دیتے ہین
کیا کہین ہجر مین کیا رنج و محن دیکھتے ہین

قبر مین بہی مجھے راحت سے نہ رہنے دینگے
کیون فرشتے یہان آ آکے کفن دیکھتے ہین

دخل دیتے ہین بدی مین نہ کبھی نیکی مین
ہمتو خاموش زمانیکا چلن دیکھتے ہین

دل بسمل مین جگہ کی ہے جو اوس گیسو نے
آج ہم ہی اثر مشک ختن دیکھتے ہین

ہم جو صیاد کے پنجہ مین گرفتار ہوے
کس طرح یاس سے مرغان چمن دیکھتے ہین

شعر گوئی کی ہمین داد بہی ملجاتی ہے
جتنے شاعر ہین وہ سب رنگ سخن دیکھتے ہین

۱۳۰ ہے یقین ہو گل امید شگفتہ کوکب
نیچی نظرون سے ہمین غنچہ دہن دیکھتے ہین ۱۵

ارمان وصل تھا جو دل بیقرار مین
آنکھین ہوئین نہ بند ترے انتظار مین

اب تک ترے فراق کی صدمے اوٹھاؤ نہین
طاقت نہین ہے اتنی مری جان زار مین

بلبل کی طرح نالے نہ کس طرح مین کرون
لوٹا خزان نے آکے سر اسر بہار مین

دکھلا دے اپنی شکل خدا را کہین مجھے
مرتا ہون اتنو یار ترے انتظار مین

نالون سے وصل مین بھی نہ فرصت ملی ذرا
کھٹکا خزان کا تھا مجھے فصل بہار مین

عاشق کو دیکھنا ہو تو پھر جلد آئیے
کچھ کچھ تو جان ہے ابھی اس جان نثار مین

روئے سحر دکھائیگا داغ شب فراق
روؤن نہ کس طرح سے دلا وصل یار مین

کس طرح صبر ان روؤن نہ فرقت مین یار کے
دل اپنا نہین ہے اتنو مرے اختیار مین

حاصل نہین ہوا ہے سواے ملال دل
بوے وفا نہین ہے مری گلعذار مین

تیشہ لگا یا سر پہ جو شیرین کے عشق مین
فرہاد مر رہا ہے پڑا کوہسار مین

امید وصل مین جو مری جان جائے گی
راحت سے مین ہونگا نہ اپنے مزار مین

امید کون کونسی بر آئے گی مری
مرجاؤن گا اگر مین ترے انتظار مین

آنکھین کھلی رہینگی پس مرگ بھی مری
مرجاؤن گا اگر مین ترے انتظار مین

تڑپے گا بعد مرگ بھی تا حشر قبر مین
حسرت یہی رہی جو دل بیقرار مین

۱۳۱ — ۱۱

کوکب ہمارے ناموری کا ہے یہ نشان
دیوانہ پری سے لقب اشتہار مین

تجکو دلا وہ رشک قمر دیکھتا ہے کیون
گر کچہ غرض نہین تو ادہر دیکھتا ہے کیون

تو نے تو مجکو بسمل تیر نگہ کیا
پھر بار بار زخم جگر دیکھتا ہے کیون

مطلب نہین ہے اوس گل تر سے اگر تجھے
اے دل تبا مجھے تو ادہر دیکھتا ہے کیون

ثابت ہوا کہ ہوئین گے ہم بچا شہید
قاتل ہمارا آج ادہر دیکھتا ہے کیون

رحم آئیگا نہ اوسکو نہ مرہم لگائیگا
وہ گل ہمارا داغ جگر دیکھتا ہے کیون

پایان شب فراق کا ہرگز نہین دلا
مرجاک کہین تو راہ سحر دیکھتا ہے کیون

ہمراہ تیرے کوئی عدم کو سجائے گا
غیرون کی راہ بہر سفر دیکھتا ہے کیون

ایفائے عہد وصل نہوگا کسیطرح
اوس گل کی راہ دیدۂ تر دیکھتا ہے کیون

شائد نت نہ تیر نظر کا بنائے گا
اے دل وہ ترک آج جگر دیکھتا ہے کیون

یارب حجاب ابر مین کردے اسے نہان
معشوق کو مرے یہ قمر دیکھتا ہے کیون

۱۳۲ — ۱۶

کوکب نہین ہے کچہ مجھے دعوای شاعری
میرے سخن مین عیب و ہنر دیکھتا ہے کیون

اے دل بنا ہے تجکو وہ بسمل تو کیا کرون
در پیش ہے مدام جو قاتل تو کیا کرون

تڑپوں اگر نہ صورت بسمل تو کیا کروں
تکلیف رقص دل نہو زائل تو کیا کروں

ہرگز قدم ہٹے گا نہ الفت کی راہ سے
ہے پرخطر جو عشق کی منزل تو کیا کروں

کس طرح دل سے شوق شہادت ہو برطرف
کرتا نہیں ہے قتل جو قاتل تو کیا کروں

کہتا ہے جذب قیس سے لیلےٰ تو آ چکا
اوٹھے اگر نہ پردۂ محمل تو کیا کروں

کس طرح اوسکو یاد دلاؤں تری دلا
رہتا ہے تجھ سے یار جو غافل تو کیا کروں

پوشیدہ کسطرح سے کروں راز عشق کو
دل ضبط کا نہو متحمل تو کیا کروں

مرکر بھی دل بچھوڑیگا الفت حسینوں کی
پروانوں میں جو ہوگا یہ شامل تو کیا کروں

تدبیر وصل کوئی نکلتی نہیں ہے آہ
دل کو تڑپ ہے صورت بسمل تو کیا کروں

اے یار تیرا لطف معاون رہے مرا
برگشتہ مجھ سے ہے جو مرا دل تو کیا کروں

شق ہو کے دل یہ قیس کا کہتا ہے غیظ میں
گر ہو نہ چاک پردۂ محمل تو کیا کروں

کیونکر نہ ہجر یار میں سو رو کے جان دوں
بے اختیار ہو جو مرا دل تو کیا کروں

کیونکر وصال یار میسر ہو آہ آہ
فرقت میں جان جائے جو ایدل تو کیا کروں

عاشق کا خون بہانا سمجھتا ہے وہ حلال
حق بھی ہو اوسکے سامنے باطل تو کیا کروں

ہوتا ہے سامنا ملک الموت کا ضرور
نکلے گی جان تن سے بمشکل تو کیا کروں

۱۳۳ ظفر یہ اب وہ کہتی ہیں کوکب سحر آج
خود وصل کی نہیں ہو جو سائل تو کیا کروں ۱۴

کیا کہیں اوس گل تر کو جو ستم دیکھتے ہیں
اوسکو خالی نظر لطف بھی کم دیکھتے ہیں

نزع میں دیکھ کے عاشق کا خیال آیا ہو نہیں
ہاتھ رکھکے ہوئے سینہ پہ وہ دم دیکھتے ہیں

اب کبھی آنے کو تجھ سے نہ کہیں گے ہرگز
ہم تو اے عہد شکن تیری قسم دیکھتے ہیں

کبھی روتے ہیں کبھی کرتے ہیں فریاد و فغان
ہجر میں کیا کہیں کیا رنج و الم دیکھتے ہیں

یہ جیتے ہیں دل بیتاب کی ہم کیا صورت
جب مری چشم کو اشکوں سے وہ نم دیکھتے ہیں

حکم دے انکو بھی بخشش کا خدایا جلدی
کہ گنہگار سوا شان کرم دیکھتے ہین

کیون تڑپتا ہے دلا قتل کرینگے تجھکو
ہاتھ سے وہ ابھی تلوار کا دم دیکھتے ہین

کوچ درپیش ہے آئی ہے اجل لینے کو
چلکے اب جانب یاران عدم دیکھتے ہین

اتنو وحشت نے ستایا ہے چلے ہین سوے دشت
اسے ہتو فضل خدا ہے تو قدم دیکھتے ہین

ہون وہ بیمار کہ جسکو نہین امید سحر
لوگ اوٹھہ اوٹھہ کے شب ہجر مین دم دیکھتے ہین

وصل کی ہمکو بھی اسوجہ سے ہوتی ہے امید
گل و بلبل کو جو اکجا بہم دیکھتے ہین

اشک بے ساختہ آنکھون سے ٹپک پڑتے ہین
پہلوے غیر مین تجھکو جو صنم دیکھتے ہین

عفو کر دیتے ہین تقصیر جو ہو جاتی ہے
کب گناہون کی طرف اہل کرم دیکھتے ہین

۱۳۴
نام گل بھی نہین گلشن مین رہا اے کوکب
دست گلچین سے عنادل یہ ستم دیکھتے ہین
۴

کیا حسین جور و جفا کرتے ہین
بے چھری ذبح کیا کرتے ہین

ہم رہ عشق مین کیا کرتے ہین
سب بیوفاؤن سے وفا کرتے ہین

ذبح فرماتے ہین منہ پھیر کے آہ
کج ادائی وہ ادا کرتے ہین

کیا کہین حال جفا کا اونکے
روز اک رنج دیا کرتے ہین

مین بھی اب شکوہ کرونگا اونکا
لیکے دل کو جو دغا کرتے ہین

کیا کہین حال شب ہجر صنم
اشک آنکھون سے بہا کرتے ہین

وصل کی شب مین وہ اکثر ہمسے
قصہ ہجر سنا کرتے ہین

وہم باقی ہے شب ہجران کا
کس سے فرقت کا گلا کرتے ہین

شمع سان ہم شب ہجران مین صنم
رنج فرقت سے گھلا کرتے ہین

سمجھے کہدے جو ابھی تو اے بت
جان و دل دونون فدا کرتے ہین

کیا خفا مجھسے ہوئی [illegible]
کس لیے خون مرا کرتے ہین

کیون ادا دیکھتا ہے تو اوسے اے دل
جان لیتے ہین بجا کرتے ہین

قد قیامت ہے ادا محشر ہے
چال سے حشر بپا کرتے ہین

۳۵ تم ہی کوکب نہین اوسپر عاشق ۱۵
سیکڑون جان دیا کرتے ہین

بوسہ نہ لبون کا میسر تو کیا کرون
پیاسا رہون مثال سکندر تو کیا کرون

اوس گل سے وصل ہونہ میسر تو کیا کرون
آئے نہ راستی یہ مقدر تو کیا کرون

کیونکر مین اوسکے کشتون مین جا کر شریک ہون
پہیرے نہ وہ گلا یہ جو خنجر تو کیا کرون

سیدہا نہوگا مجہسے کبھی یہ تمام عمر
ایسا خلاف ہو جو مقدر تو کیا کرون

کس کس طرح مین کرتا ہون نالے فراق مین
تاثیر ہو نہ آپ کے دل پر تو کیا کرون

بہلاؤن کس طرح دل نازک مزاج کو
روون نہ ہجر یار مین شب بہر تو کیا کرون

کیا اختیار ہے مجھے قاتل پہ اے اجل
تن سے جدا کرے نہ مرا سر تو کیا کرون

کچھ اختیار مین ہے مری وصل یار کا
دل کو نہین قرار جو شب بہر تو کیا کرون

اک روز جان جاتی ہے آخر یونہی سہی
موجود قتل پر ہے ستمگر تو کیا کرون

آسایش وطن مری تقدیر مین نہین
آوارہ پہر رہا ہون جو در در تو کیا کرون

کہتی ہے شمع کسنے کہا تہا کہ جان دے
پروانہ آپ مر گیا جلکر تو کیا کرون

وہ تو نہین خلاف جو کچھ فکر ہو مجھے
برگشتہ ہے جو چرخ ستمگر تو کیا کرون

کیا جمع ہوگی ابتو مری خاک بہی نہین
برپا اگر کرینگے وہ محشر تو کیا کرون

ٹہرتا نہین ہے مین دل بیقرار کو
رہتا ہے ہجر یار مین مضطر تو کیا کرون

۱۳۶ کوکب کیا ہے عشق حسینان اسی لیے ۱۱
ٹوٹے ہین دل پہ رنج کے نشتر تو کیا کرون

وہ ہون آوارۂ غربت جسے ملتا نہین مدفن
بیکس مردن بیکس مردن بیکس مردن بیکس مردن

کیون کر یا آ سر پہ قیامت ہمارے جان شیوہ عاشق
بنا گلشن بنا گلشن بنا گلشن بنا گلشن

مقام آہ و زار سے سبب خزان ہی تیشن چمن بلبل
ٹھا گلشن ٹھا گلشن ٹھا گلشن ٹھا گلشن

خیال زلف میں کیونکہ چین آیا کسی صورت
رہی انجمن رہی انجمن رہی انجمن رہی انجمن

تری زلفین ہماری جان لینے کے لیے ایجان
بنین رہزن بنین رہزن بنین رہزن بنین رہزن

ہماری جان لینے پہ کمر باندھی ہے کیون تو نے
بت پرفن بت پرفن بت پرفن بت پرفن

ہزار افسوس اے دل ظلم سے چرخ ستمگر کے
چھپا مسکن چھپا مسکن چھپا مسکن چھپا مسکن

دل نالان نہین عاشق کسیکا جز ترے اے بت
نہو بدظن نہو بدظن نہو بدظن نہو بدظن

تو ہی انصاف سے کہدے کہان اگلی سی ہے ایجان
تری چتون تری چتون تری چتون تری چتون

وہ عاشق ہون پس مردن نہ ہی گاڑ اسکو کوچے مین
مرا مدفن مرا مدفن مرا مدفن مرا مدفن

۱۳۷ کیا آزاد کوکب کو نہ تو نے قید گیسو سے ۹
دل دشمن دل دشمن دل دشمن دل دشمن

اون سے تیوری تو بدلنا جو تری ہم نوش ہین
ساقیا ہم بادۂ غفلت سے خود بیہوش ہین

جلوۂ دیدار کا سائل ہوا تھا ایکدن
اس سبب سے آج تک شرم سے روپوش ہین

کیون نہین معشوق سنتے عاشقون کے درد کو
نالۂ بلبل کی خاطر گل سراپا گوش ہین

گہ سوے گلشن ارادہ ہے کبھی صحرا کی سمت
آمد فصل جنون سے دل مین کیا کیا جوش ہین

تھی ہمیشہ تخت پر اپنی نشست اے بیخبر
انقلاب دہر ہے غربت سے اب ہمدوش ہین

اک قیامت ہوگی برپا گر کبھی فریاد کی
اسلیے اے جان جان فرقت مین ہم خاموش ہین

ہمسے کیون جام مے گلرنگ کرتا ہے عزیز
ساقیا ہم ایک مدت سے تری مینوش ہین

دن نہین معلوم کب آتا ہے کب آتی ہے شام
عشق مین اے جان تری ہم اسقدر بیہوش ہین

۱۳۸ دیکھ ہی لینا کہ جان لیگا وہ کوکب ایک دن ۱۵
کسکو تمنے دل دیا کس جا تمہارے ہوش ہین

قیامت پاؤں پڑتی ہے قدم جسدم اوٹھاتے ہیں
وہ قبر عاشقان پر فاتحہ خوانی کو آتے ہیں

خدا کی شان ہے غیر دن کے کہنے پر وہ آتے ہیں
ہمارا امتحان کرتے ہیں الفت آزماتے ہیں

کبھی گلشن میں جاتے ہیں کبھی دریا پہ جاتے ہیں
مرے مرنے کا غم وہ اس طرح دل سے بھلاتے ہیں

بیان کیا ہو مرا اونکی بدمزاجی کا جو عالم ہے
کبھی تیوری چڑہاتے ہیں کبھی باتیں بناتے ہیں

عبث اوقات ضائع کرتا ہے اونکی پرستش میں
تجھے اے برہمن یہ بت خدا سے کیا ملاتے ہیں

نہیں کروٹ تلک لیتی لحد میں سو گئی ہیں ایسے
ہمیں احباب شور و نالہ و غل سے جگاتے ہیں

اسے کہتی ہیں تاثیر محبت، ایسی ہوتی ہے
ہماری قبر پر چھپ چھپ کے وہ آنسو بہاتے ہیں

علاج زخم دل کرتے نہیں اسواسطے یارو
تماشا اپنی جانبازی کا ہم اونکو دکھاتے ہیں

قضا کی طرح آنا قیامت کا بھی برحق ہے
پس مردن فقط اسواسطے تلقین سناتے ہیں

ہماری خاک بھی کوچہ میں اوسکے اوڑ کے آ نکلی
رقیب روسیہ بیکار ہم سے خار کھاتے ہیں

وہ بسمل ہیں کہ بعد مرگ بھی اس ارمانی سے
جنازے کو ہمارے دہوم سے قاتل اٹھاتے ہیں

بیان کیونکر کروں میں حال بیداد حسینان کا
شب فرقت میں ظالم خون آنکھوں سے رلاتے ہیں

نشان قبر بھی رہنے نہ پائے یہ ارادہ ہے
ہمارے نام کو بعد فنا وہ یوں مٹاتے ہیں

نہ چونکونگا قیامت تک نہ چونکونگا قیامت تک
پس مردن لحد میں کسلیئے شانہ ہلاتے ہیں

۱۳۶

خفا ہوتے ہیں میری اشکباری پر وہ اے کوکب
عوض تسکین کے آزردہ ہیں آنکھیں دکھاتے ہیں

۲۳

یہ غفلت تھی نہ سمجھا تھا تمہیں اے مہربان برسوں
ہمارے خانہ دل میں رہے تم میہمان برسوں

جلاؤ غیر کو اے شمع رو پروانہ سان برسوں
یقین الفت کا ہو مجھکو رہے جب امتحان برسوں

نہ ہرگز منہ لگایا اور سنائیں گالیاں برسوں
کشیدہ اسطرح مجھسے رہا وہ بدزبان برسوں

نہ کھینچے ہجر میں نالے آتشفشان برسوں
رہا ہے دل میں پوشیدہ مرے عشق بتان برسوں

وہ بلبل ہوں رہا غم ایکمدت جسکا گلشن میں
گریبان گل نے پہاڑے اور رویا باغبان برسوں

معذب دوسرا ہوگا نہ کوئی مجھسا عالم مین
کہ جسکی قبر سے آئے صدائے الامان برسون

رہ بلبل ہون نہ سایہ کی طرح جو دام مین آیا
اسیری کی تمنا مین پہرے گو باغبان برسون

سنین مجھسا بھی برگشتہ زمانی مین کوئی ہرگز
پس مردن رہے ہین ٹھوکرون مین استخوان برسون

کہین ایسا نہو صیاد کی بدعت سی ویران ہو
نہ اس ڈر سے عنادل نے بنائے آشیان برسون

مین ہون وہ کشتۂ بیداد گر اٹھون زمانی سے
زمین کو زلزلہ ہو خون روئے آسمان برسون

ہوا کب ترک مجھسی سلسلہ گیسو کی الفت کا
وہ دیوانہ ہون مین پہنی ہین جسنی بیڑیان برسون

نکالین جان دینی کی ہزارون مین نے تدبیرین
نہ صورت آئی کچھ بر پا کیا مین نیم جان برسون

مری سر مین یہ جوش الفت گیسوی پیچان تھا
کہ مرقد مین بھی دل ولجھا کیا اوٹھا دہوان برسون

امید شربت دیدار مین کیا کیا ہوا عالم
مریض غم نے رگڑین ایسی مسیحا ایڑیان برسون

نظر بھر کر کسی گل کو نہ دیکھا عمر بھر لیکن
رہا مجھسے کشیدہ بے سبب وہ بدگمان برسون

رہا گرداب غم مین مبتلا پھر دل مقصد
تباہی مین رہی ہے کشتی عمر روان برسون

نہ بوسہ شمع عارض کا ہوا ممکن کسی صورت
رہی ہے آتش حسرت کلیجی مین نہان برسون

شگفتہ جو رگ گردون سے ہوا کب غنچۂ خاطر
رہی اپنے چمن مین آ صبا فصل خزان برسون

سنین کچھ بھی سوائے آہ و نالہ دشت غربت مین
رہی ہین ساتھ جنکے نوبت و طبل و نشان برسون

ہماری پاس حسرت پر یہ رعد و برق شاہد ہین
تری فرقت مین سینے کی ہی فریاد و فغان برسون

نہوئیگا کوئی برباد مجھسا بھی زمانے مین
کہ جسکے حال پر رویا کیے پیر و جوان برسون

ترقی ہوگی سودے کو مرے ہر موسم گل مین
قبائے تن کی وحشت مین اڑینگی دھجیان برسون

١٤ نہ پوچھو حال وحشت کو وہ دیوانے ہین اے کوکب ٢٤
ہمارے ہاتھ سے عاجز رہے ہے اک جہان برسون

ہوا ہو گو پئے الفت مین اپنا امتحان برسون
عیان تیغ ابرو مین رہا مین نیم جان برسون

ہوئے ہین شعلہ آتش ہوس سری عیان برسون
جلا ہون عشق مین اے مہ وش کی شمع سان برسون

ہزارون دن ہا بسنت کے اوٹھائین خفگیان برسون
کشیدہ آپ بھی مجھسے رہا وہ بدزبان برسون

کیا ظالم نے ہمسے صد رشک میرا امتحان برسون
ہمیشہ رنج ہوتا ہے سنا مین گالیان برسون

ہزارون بار چاہا ہو ملون پائین ہم مگر اسے گل
رہی دلمین سے پیدا ہوکے یاد آشیان برسون

مجھے بھی عشق کے سودے مین یہ تاثیر حاصل ہے
اگر نالے کرون اک شب تو روئے آسمان برسون

رہ الفت مین رہنا چاہیئے ثابت قدم ہردم
ابھی وہ عشق مین اسے دل کریگا امتحان برسون

خطا پہلی ہماری کہدے اور باعث خموشی کا
کشیدہ کسلیے ہمسے رہا او بدزبان برسون

کف افسوس ملنے کے سوا ہم بت کی فرقت مین
دلا گر ہاتھ کیا آیا جو رگڑین ایڑیان برسون

جگایا نالے کرکے نیند جب صیاد کو آئی
قفس مین بھی رہا مین اسطرح گرم فغان برسون

برا ممتاز تھا ای دل وہی اک تیر کشتون مین
کہ جسکے فخر سے ڈھونڈھی ہما نے استخوان برسون

کبھی پوچھا نہ تمنے اپنے عاشق کو تعجب ہے
تمہاری زلف کے سودے مین پہنین بیڑیان برسون

نہ پوچھو حال وحشت تم سنوگے رنج گذرے گا
جنون مین جیب و دامن کی اوڑائین دھجیان برسون

حیات خضر بھی پاکر نہ راحت ایک دن پائی
مصیبت مین رہی افسوس یہ عمر روان برسون

نہ سویا خود نہ سونے پایا کوئی میرے ہاتھون سے
مری فریاد سے عاجز رہا ہے اک جہان برسون

کشیدہ ہوکے اس پیر فلک نے کیا کیا میرا
رہا پہلو مین دل ہوکر مرے وہ نوجوان برسون

مجھے ہنگڑے سے ہی اس شام و سحر کچھ نہ تھا مطلب
خیال زلف و رخ دل مین رہا ہے میہمان برسون

نہ الفت مین سوا انکی ملوث غیر سے پایا
ہماری تاک مین آ کے دل رہا وہ جان جان برسون

نہ صورت نکلی کوئی جسکی بخشش کی وہ مجرم ہون
اگر توبہ کرون برسون پکارون الامان برسون

ہوئی صبح قیامت اور یہ ہوچکا تمامی پر
شب فرقت کے قصہ کو کیا ہمنے بیان برسون

تباہ و روح کو کیونکر نہو صدمہ جدائی کا
ہمارے خانۂ تن مین رہی ہے میہمان برسون

خدا شاہد ہے بحر عشق مین اک تنکا تاکہ
تلاطم مین رہا ہے کشتی عمر روان برسون

ہمارے نالہ پر درد کی تاثیر سے اے مہ بت
رہے ہے کیا کیا تزلزل مین زمین و آسمان برسون

١٤١ — ١٥

غرض اس درجہ تہا صیاد کے دل مین اسے کوکب
قفس مین بلبل و گل کی سنائی داستان برسون

صورت نہ دیکھی گل کی جس دن سی ہین قفس مین
تقدیر نے پہنایا صیاد تیرے بس مین

اوسکی صدا مین حسرت آواز اوسکی غمگین
کیا فرق ہے بتاؤ اس دل مین اور جرس مین

کیون آپ ہین پریشان عاشق کی زندگی پھر
کرتا ہے کوچ یان سے دو چار ہی نفس مین

یہ جانتا تو ہرگز گلشن مین پھر نہ ٹکتا
افسوس کیا آکر مین پھنس گیا قفس مین

گر قتل سے بچا یا دل کو مرے جلایا
اک بوسے ظلم ہی ہے گلرو تری ترس مین

عالم وہ اب کہان ہے جو کچھ شباب مین تھا
پینے مزہ نہ پایا واللہ کچھ ہوس مین

سینے سے دل کو لیکر صیاد کہہ رہا ہے
بلبل بلا ہے دیکھو کیا خوب خار و خس مین

وہ خوش بیان بلبل صیاد مثل میرے
لاکھون مین یہی نہین ہر کیا ڈھونڈھتا ہی ترس مین

جی چاہے قتل کر تو جی چاہے قید کر تو
دل پڑ گیا ہے ابتو صیاد تیری بس مین

برباد مجھکو ایسا قسمت نے کر دیا ہے
دیکھا نہین ہے گل کو جسدن سے ہون قفس مین

ملک عدم کو یان سے جاتے ہین لوگ لیکن
اس راہ مین سنائی آواز تک جرس مین

کیا سنگدل ہے وہ بت کچھ انتہا ہی اسکی
ظالم نے کچھ نہ مانا کیا کیا دلائین قسمین

ظالم ہے وہ ستمگر بندی مین ہون جسکے
ہرگز رہا نہونگا موت آئے گی قفس مین

ہرگز حقیقت اوسکی سمجھا نتا نہین ہے
دل میرا پڑ گیا ہے افسوس اوسکی بس مین

١٤٢ — ١٥

صیاد ابتو مجھپر کرتا ہے لطف کوکب
پہچانا اوسنے بارے مجھکو کئی برس مین

چلن سے اب کو کچھ دلدار بھی دم لیتے ہین
ہے جو قسمت مین دلا باغ ارم لیتے ہین

عجب انداز سے دل آپ صنم لیتے ہین
ہمتو اس چال پہ صاحب کی قدم لیتے ہین

وستہ پر مستعد ظلم و ستم ہین شب و روز
ارے حسین ہمسے محبت کی قسم لیتے ہین

کون صورت ہے مری زیست کی انصاف کو شرط
طاقت پا نہین کرتی ہے جو یاری اپنی
ان حسینون کو نہین خوف خدا بہی ہرگز
تیرے عاشق کی سوا اسکی نہین کوئی دوا
جان پری کی نظر آتی نہین صورت کوئی
غیر کو اپنا بنا لینا بہت مشکل ہے
کوہ و صحرا کی طرف لیکے چلی ہے وحشت
دل مین کیا آگیا عشاق کے بیٹھے بیٹھے
ہمسا دیوانہ بہی دنیا مین ہوگا کوئی
اسقدر زیست سے عاجز ہین تمہارے بیمار
کیون کیا عشق حسینون سے عبث شکوہ ہے

کروہ اب جان و جگر دونون ہم لیتے ہین
تہک کے بیٹھے ہوے اک دشت مین دم لیتے ہین
ظلم ہے دل کو ہمارے یہ صنم لیتے ہین
درد سر کے لیے ہم خاک قدم لیتے ہین
اپنے عاشق کی خبر تو وہ کم لیتے ہین
دل کو سب خلق سے یہ اہل کرم لیتے ہین
قیس و فرہاد کی میراث بہی ہم لیتے ہین
دل لگا کر شب فرقت کا الم لیتے ہین
نقد دل دیکے او نہین سنگ الم لیتے ہین
مول لیتے ہین دوا بہی تو سم لیتے ہین
اپنے ہاتھون سے تو ہم رنج و الم لیتی ہین

۱۴

کس طرح خون نکیرین ہو کوکب کو بہلا
اسکے تربت مین خبر شاہ امم لیتی ہین

۱۵

یئے صید دل رنجور وہ گیسو بناتے ہین
ہماری جان بچی کی بہلا اب کون صورت ہے
اثر ہوتے نہ دیکھا آپ کے دلبر سبب کیا ہے
نہ گہبرا ہجر سے اے دل نالان نہ گہبرا تو
کہان تک ہجر مین شکون کو روکین اے بت پرفن
توجہ ہی نہین فریاد پر وہ سرو قد کرتا
بہلا مین کس طرح اون سے کہون مطلب دل
کبہی ترچہی نگاہون سے کبہی سیدہی نگاہون سے

غش آتا ہے ہمین جب دم تو خوشبو سنگہاتے ہین
قیامت سے وہ دل پر خنجر ابرو لگاتے ہین
شب فرقت مین ہم کیا کیا صنم آنسو بہاتے ہین
اگر منظور خالق ہے تو وہ پہلو بساتے ہین
یہ نالے اہل عشاق سر قابو اوٹہاتے ہین
سدا عشاق قمری کی طرح تم کو سناتے ہین
اگر کچھ قصد کرتا ہون تو وہ زانو دباتے ہین
خدنگ ناز و غمزہ یہ مت دل کو لگاتے ہین

شب ہجر علت یہی زینت ہے نہین اونکو فراغت ہی
کبھی سرمہ لگاتی ہین کبھی گیسو بناتے ہین

لگاتے ہین وہ سرمہ چشم میگون مین قیامت ہے
ہماری جان لینے کے لیے جادو جگاتے ہین

خیال اوس گل کا دل سی اکدم جاتا نہین ہرگز
عبث ہم سیر گلشن کی اسی پر سو دکھاتی ہین

فراق یار کا رستے ہین صدمہ سہلیں اے دل
کہ عشق و عاشقی کی سمجھ لے سب ہم خوچھڑاتی ہین

شب فرقت مین سنتی ہین جو آہ و زاری عاشق
ہمارے حال دل پر اونکی بھی آنسو بہراتی ہین

دکھاتی ہین گلون کو صورسکی صورت پئے عبرت
یہ گلچین اسلیے گلزار مین خوشبو لگاتے ہین

قرار آتا نہین دل کو خدا شاہد ہے اے کوکب
شب فرقت مین دونون ہاتھ سے پہلو دباتے ہین

۱۴۴

۲۸

اسقدر بھی نفس پر اپنے جفا اچھی نہین
ترک کرنا ہے بہت یاد خدا اچھی نہین

عاشقون سے کج ادائی کی ادا اچھی نہین
اے ستم ایجاد ایسی بھی جفا اچھی نہین

اک نظر بھی تمنے عاشقون کو نہ دیکھا واہ واہ
کج ادائی اسقدر اے مہ لقا اچھی نہین

ہم تو بلبل ہین بہار بوستان حسن کے
بیوفائی اے گل باغ وفا اچھی نہین

گشت سے مرجاؤن گا گر اسکی نظربندی ہوئی ہے
طالب دیدار پر اتنی جفا اچھی نہین

اوسکو پروا بھی نہین ہی جان ہی دل یون ہی
بات ایسی اے گرفتار بلا اچھی نہین

ہو گیا سرشار جام بادۂ الفت سبی تو
اتنی غفلت اے دل ناآشنا اچھی نہین

ست بدبو بھی ہوا جوش جنون مجکو سوا
کیا کہون فصل بہاری کی ہوا اچھی نہین

عاشقون کے دل سے پوچھے کوئی تیری ناز کو
کون کہتا ہے تری بانکی ادا اچھی نہین

کچھ علاج اپنا نہین ہی خبر قضا اے دوستو
اسیے بیمار محبت کی دوا اچھی نہین

بے سبب دو پہر بیہوش رہتا ہے جو تو
بیخودی [illegible] رفتگی ایسی دلا اچھی نہین

وصل کا سائل ہوا او سبیے تو کہتا ہی مجھے
[illegible] یہ [illegible] گئے ناروا اچھی نہین

آرزو ہے یہ دم مرا نکلے مسیحا کے حضور
اوسکے قدمون سے جدا ہو کر قضا اچھی نہین

زلف کی اوس گل کی خوشبو کیون اوڑاتی ہی صبا
ایسی گستاخی بہی ای باد صبا اچہی نہین

گیسوے دلدار سے زندہ رہائی ہے محال
دیکہہ اسے دل دیکہہ رہنے کو یہ جا اچہی نہین

خون اسکا گر ہوا ایک ایک کو جتنی ندے
کون کہتا ہے کہ رسم خون بہا اچہی نہین

دست قاتل دیکہکر دل عاشقون کا خون ہوا
اسقدر شوخی بہی اے رنگ حنا اچہی نہین

جان پر آغاز الفت مین بنی ہے آنکر
انتہا کیا ہوگی جسکی ابتدا اچہی نہین

ہے یقین دونون جہان مین ہوگی پہر مٹی خراب
ترک الفت ان حسینون سے دلا اچہی نہین

قبر مین بہی چین سے رہنے نہ دوگے کیا مجہی
آہ و زاری اے صنم بعد فنا اچہی نہین

تیری قسمت مین نہین ہے کس طرح ہوگا نصیب
ای سکندر حسرت آب بقا اچہی نہین

موت آجائے بتاؤ دوستو ایسا علاج
عشق کا بیمار ہون مجکو شفا اچہی نہین

کیون ہر اک سے کہتا ہے پہونچادی مجکو یار تک
ہر کس و ناکس سے اے دل التجا اچہی نہین

پہلے کرتے ہین توجہ پہر کرینگے قتل وہ
ابتدا تو خیر لیکن انتہا اچہی نہین

گر یہی صورت ہے چندے مین جنون ہوگا مجہی
ای دل نالان یہ افراط بکا اچہی نہین

کیا کرون گر بید مجنون کیطرح ہون بی ثمر
گلشن ایجاد کی نشو و نما اچہی نہین

منہ چہپاتے ہو ہمین جب دیکہتے ہو ای صنم
اپنے عاشق سے تو یہ شرم و حیا اچہی نہین

۱۴۵

رات دن کا روگ کیسا ہوگا الفت بہی کرو +
بیوفاؤن سے تو اے کوکب وفا اچہی نہین

۱۵

دل مرا گلدستۂ باغ ارم سے کم نہین
کاسۂ درویش بہی کچہ جام جم سے کم نہین

وصل کی شب ہے دل بیتاب کو دونی تڑپ
مجہکو راحت بہی خدا شاہد ہے غم سے کم نہین

جان جاتی ہے ہماری اشتیاق وصل مین
دیکہنا خالی ترا رنج و الم سے کم نہین

جس طرح ہے ذات باری کو زمانے مین ثبات
ہستی عشاق بہی یون نہین قدم سے کم نہین

جان ای عاشق کی گر سیدہی طرح سے جائیگی
آپکے لطف و کرم جور و ستم سے کم نہین

دیکھتے ہی لوا سنے عاشق کو کیسی صورت ہی دم
پہر کے پہر زندہ نہ اٹھین گے اگر جائین گے ہم
اوسنے اشکون سے ڈبویا خاک آسی کردیا
ایک کو سیدھا نہ دیکھا عاشق دلگیر سے
نوح کا طوفان بہی ہی گرد اسکے سامنے
جسکو چاہا ابرو سے جاوادانی کی عطا
سینہ کی دونون جہان کی سر خمیدہ جب کیا
ایک نادر تہا وہان پان سکندر ناسوے
وصل سے انکار ہے کرتی ہو ذلجوئی مری

یار یہ ترچھی نظر بھی کچھ کرم سے کم نہین
کوچۂ دلدار بہی ملک عدم سے کم نہین
آہ کی تاثیر ہی اس چشم نم سے کم نہین
بل تری زلفون کا بہی ابرو کے خم سے کم نہین
سیل اشک اسے دیدۂ نمناک یم سی کم نہین
تیری رحمت بہی صنم حق کے کرم سی کم نہین
کاسۂ زانو ہمارا جام جم سے کم نہین
خطۂ ہندوستان ملک عجم سے کم نہین
آ کہ تیری شیرین زبانی مجکو سم سی کم نہین

16

گہر خدا کا ہے اگر وہ تو یہ ہے بیت الصنم
دیر کی حرمت بہی ای کو کعبہ حرم سے کم نہین

۱۴۶

بادشاہون کو اگر دنیا و دین کا غم نہین
اک زمانہ ہو گیا ہے مجھکو ہرگز غم نہین
اے مسیحا گو تری بیمار مین اب دم نہین
موت بہتر ہی خدا شاہد ہی اپنی زیست سے
پڑتے ہی تیر نظر کے ہمتو آخر ہو گئی
عمر بہر حسرت رہی ای چرخ یہ کیا ہے ستم
اسقدر رویا ہون فرقت مین سمندر بہر دیے
دل ہمارا کس طرح بہلے گا یارب دشت مین
طے ہوئی ہرگز نہ یہ منزل کسی سے آج تک
کوچۂ جانان مین رہتا ہے ہمیشہ اعتدال

کاسۂ درویش بہی کچھ جام جم سے کم نہین
تو اگر اسے سنبل باغ وفا برہم نہین
تو لو لیکن دل پر درد کا کچھ کم نہین
حیف ہے اغیار ہین صحبت مین تیری ہم نہین
جب سے دیکھا ہے نہین گویا کہ دم مین دم نہین
عاشق و معشوق گردش ہی تری باہم نہین
دیدۂ تر کے مقابل ہیچ ہے کوئی یم نہین
عالم غربت ہے کوئی مونس و ہمدم نہین
کون کہتا ہے کہ راہ عشق مین پیچ و خم نہین
دھوپ ان کو وان نہین ہی رات کو شبنم نہین

بال کھولے ہین حسینان جہان میت کے ساتھ
حشر برپا ہے مری مرنیکا یہ ماتم نہین

دوست تک خواہان جان ہین دشمنون کا ذکر کیا
ہمسا بھی کوئی خراب و خستۂ عالم نہین

روتی ہے شبنم شگوفہ تک گریبان چاک ہین
ہون وہ دیوانہ مرے مرنیکا کسکو غم نہین

کون کہتا ہے نہین سب ہے ہمکو الفت یار سے
کب شب فرقت مین آنکھین آنسوؤن سے نم نہین

کاٹتے ہین ہجر مین کوہ غم جانکاہ کو
مرتبہ فرہاد سے ہرگز ہمارا کم نہین

١٤٧ سورت بسمل نہ تڑپون مین تو کوکب کیا کرون
فرقت قاتل مین اس دل کو قرار اک دم نہین ۲۳

تسکین کو بھی کوئی نہ آیا مزار مین
درد فراق نے جو ستایا مزار مین

کس گل کا حسن یہ نظر آیا مزار مین
پھولا نہین خوشی سے سمایا مزار مین

نالہ کبھی کیا کبھی تڑپا مزار مین
لایا ہے رنگ دل مرا کیا کیا مزار مین

کیون دفعۃً ہوئی مری آنکھون کو خیرگی
دیکھا یہ کسکا نور خدایا مزار مین

کھل کھل کے ہڈیان بھی مری خاک مین ملین
صدمہ فراق کا یہ اوٹھایا مزار مین

بعد فنا بھی زخم جگر خون رودیگا
ناسور دل کا ہوگا نہ اچھا مزار مین

دوڑے فرشتے سنکے صدائے دل حزین
نالون سے میرے شور جو اوٹھا مزار مین

پرسش جو کی فرشتون نے اعمال کی مرے
جز حال عشق کچھ نہ بتایا مزار مین

اکدن بھی فاتحہ نہ پڑہا قبر پہ مرے
کس کس طرح سے تمنے ستایا مزار مین

افسوس زندگی ہی کے تھے یار آشنا
بعد فنا کسی نے نہ پوچھا مزار مین

کچھ بھی خیال آیا نہ تنہائی کا مرے
خویش و رفیق و یار نے چھوڑا مزار مین

احسان تیرا یاد رہیگا یہ حشر تک
اے خاک تونے مجھکو چھپایا مزار مین

فرصت ہوئی حصول جواب و سوال سے
باقی رہا نہ کوئی بکھیڑا مزار مین

تاریکیٔ لحد سے مجھے ہوگئی نجات
اوسنے جو اپنے منہ کو دکھایا مزار مین

ہو عمر ختم ترک ہوگی نہ الفت تری صنم
لیجاؤنگا جہان سے یہ سودا مزار مین

فرد گناہ دہو ہوئی مری انفعال سے
سیل اشک بنگیا مجھے دریا مزار مین

تھی حب پنجتن جو مرے دل مین دوستو
بخشش کا ہوگیا یہ وسیلا مزار مین

تسکین ہوتی کچھ سبب سوز فراق سے
کافور بھی کسی نے نہ رکھا مزار مین

دو پھول بھی چڑھائے نہ تربت پہ آنکے
بعد فنا بھی ستمنے جلایا مزار مین

لذت تمہارے ظلم وستم کی ملی ہمین
اے جان جان فشار جو پایا مزار مین

اکبار دیکھین اور کسیطرح سے تمہین
تھا بعد مرگ بھی یہی سودا مزار مین

پاتا فشار قبر سے ہرگز نہ مین نجات
آتا اگر نہ میرا مسیحا مزار مین

۴۹ — ۱۳

کوکب کی یہ دعا ہے خدایا قبول کر
شانہ ہلائے آکے مسیحا مزار مین

خدا گواہ جو تمکو مرا خیال نہین
تو مجھکو بھی کوئی شکوہ نہین ملال نہین

بتائیے مجھے کب خواہش وصال نہین
مری زبان پہ کس روز یہ سوال نہین

وہ سنگدل ہے تو ای بانیے جفا وستم
کسیکی جان بھی جائے تو کچھ خیال نہین

وہ پیر چھیڑنے کو مجھسے کہتے ہین اکثر
ہمارے عشق مین ہرگز ترا یہ حال نہین

جہان سے جو ہم اوٹھے تو حشر برپا ہے
ہمارے مرنے کا کسکو غم وملال نہین

نہین ہے یاد کہ کیا اوٹھائی تھی ایذا
خیال ہجر کا ہرگز شب وصال نہین

ہماری جان پہ آکر بنی ہے فرقت مین
غضب ہے اسپہ بھی تمکو ذرا خیال نہین

ہم آپ آئے ہین میدان مین جان دینے کو
ہمارے خون کا تیر کبھی وبال نہین

کلام عذر زبان پر جو لاؤن کافر ہون
حسینون جان کا دینا تو کچھ محال نہین

شب فراق مین فریاد کیون نہین کرتے
خوشی کا آپ کے ہمکو اگر خیال نہین

سنے گا کوئی بھی ہرگز نہ ظلم معشوقان
ہمارے قصہ کا دنیا مین انفصال نہین

خدا نے نسر و کیا خلق تمکو دنیا مین
کسی حسین مین اسطرح کا جمال نہین

٤٩ ٩

مین قید مہر و محبت سے کیا رہا ہونگا
کمال عشق کو کوکب کبھی زوال نہین

فنا ہو کر کدورت سے جہان کی پاک ہوتا ہون
بحمد اللہ ترے کوچے کی اب تو خاک ہوتا ہون

کوئی دم مین ملا سر کاٹ کر لیگا قاتل
خدا چاہے تو مین بھی زینت فتراک ہوتا ہون

جواب تمکو دیتا ہون ادب بر خاست ہوتا ہے
زبان کھلتی ہے میری دیکھیے بیباک ہوتا ہون

مری مٹی کو آنکھون سے لگائینگے جو مین عاشق
غبار راہ جانان ہو کے خاک پاک ہوتا ہون

کسی صورت سے پہنچا ہون غبار راہ بنکر وہان
رسی امید پر مین سوختہ دل خاک ہوتا ہون

قرار اک جا نہ مثل بوے گل آئیگا جنت مین
بکھر جا مین روان اے گردش افلاک ہوتا ہون

عبث ہے ٹوٹنی میری ہڈیون کا اوسکی کوچے مین
تمنا ہے یہی اس راہ کا خاشاک ہوتا ہون

جیت مین ہیشتر سر اک سے ہوتا ہے گذر میرا
صبا بھی سست جاتی ہے جو مین چالاک ہوتا ہون

١٥٠ ١٥

خدا تو قید دیگا بعد مردن بھی مجھے کوکب
کہ اوس پر رشک پری کو عشق مین جو خاک ہوتا ہون

حال دل کہنے کی طاقت نہین یاران تو کہون
منہ کو آتا ہے کلیجہ کو سنبھالون تو کہون

مین ابھی کچھ نہ کہونگا دل بیتاب کا حال
صدمہ ہجر صنم خوب اوٹھا لون تو کہون

حال اسکا نہ بیان تجھسے کرونگا اے گل
آتش عشق سے اوس دل کو جلا لون تو کہون

سرگذشت شب ہجران کو مین کیا شرح کرون
دل بیتاب کو سینے مین سنبھالون تو کہون

سبب جوشش رقت کو نہ پوچھو مجھ سے
سر شک دیدہ کو روک لون تو کہون

کچھ مجھے کہنا ہے اے تیر نگہ آ نے والے
تیغ دم تیز سے مین کفن کو جو اوٹھا لون تو کہون

دم نکل جائیگا گر حال کہونگا دل کا
ملک الموت سے پہلے مین بلا لون تو کہون

نہ کہونگا نہ کہونگا کبھی کیفیت دل
داغ پنہان ترے ظلم ستم کے الون تو کہون

کیون کہون ہجر مین عالم تہ و بالا ہوگا
آسمان نالون سے مین یہ اوٹھالون تو کہون

بیخودی مین تو نہ پوچھو مری بیتابی دل
عرش ہی پر ایکجان جہان ہوش مین آؤن تو کہون

ہای اس دل کی حقیقت کو بیان کس سے کرون
ہان مگر اوس بت پرفن کو بٹھالون تو کہون

بے سبب قتل کا درپے ہے کہون کیا اوس سے
ملک الموت سے جان اپنی بچالون تو کہون

آہ لب تک نہین آتی ہے وہ بیتابی ہے
شرر داغ جگر سینے سے بجھالون تو کہون

تمسے کہنا ہے مجھے حال دل سوزان کا
آتش شوق کلیجے سے بجھالون تو کہون

١٥

کس طرح وصل کا سائل نہین اوس سے کوکب
یار کے دل مین جگہ اپنی بنالون تو کہون

سحر ہوئی تو مجھے پھر امید شام نہین
جگر کا زخم وہ ہے جسکو التیام نہین

تمام ہوگا نہ قصہ غم جدائی کا
حکایت شب فرقت کو اختتام نہین

کیا تباہ نہ کس کسکو آسمان نے آہ
ہزارون ایسے ہین جنکا نشان نام نہین

خدا کرے نہ گرفتار رنج ہجر صنم
ہمارے رونے پہ ہنسنی کا کچھ مقام نہین

ہوا جہان مین جو پیدا وہ ہوئیگا نابید
سوائے ذات خدا غیر کو قیام نہین

کہو جو تم تو مین خود سر کو کاٹ کر رکھدون
تمہارے حکم مین ایکجان جان کلام نہین

حلال ہونے پہ اسکے وہ آپ راضی ہین
بہانا خون کا عاشق کے اب حرام نہین

گھڑی عتاب ہے مجھپر کبھی عنایت ہے
ترے مزاج کو تا حال کچھ قیام نہین

ہے ابتری ستم پیہ اب گردون سے
ہمارے دفتر الفت کا انصرام نہین

سوا تمہارے خدا جانتا ہے دنیا مین
غرض نہین ہے کسی سے کسی سے کام نہین

نشان سکہ داغ جنون نہین ملتا
ہمارے کشور دل مین جو انتظام نہین

تمہارے عشق مین ہم رشک شیرو وامق ہین
خدا کے فضل سے کسکی زبان پہ نام نہین

پیونگا شربت تلخی مرگ کیونکر مین
کہ میری عمر کا لبریز ابھی تو جام نہین

وطن مین جاکے دکہائون بہلا مین صورت کیا
وہ ملک و جاہ نہین اب وہ احتشام نہین

۱۵۲ ۱۶

ہزار قافلے جاتے ہین پیہم اے کوکب
عدم کی راہ مین منزل نہین مقام نہین

محبت وہ تیغ کو بے آزمائے بیٹھے ہین
نگاہین وار کہ ہم سر جہکائے بیٹھے ہین

یہ کشتگان محبت مین شور برپا ہے
اوٹھو اوٹھو کہ وہ مقتل مین آکے بیٹھے ہین

نہین ہے ابتو ہمین خوف قتل ہونیکا
ہم اپنے خون مین آپ ہی نہائے بیٹھے ہین

الٰہی دیکھیے ہوتا ہے کون کون شہید
ہمین بہی یاد کیا ہے بلائے بیٹھے ہین

خوشی نہ زیست کی ہے اور نہ غم ہے مرنیکا
کہ ہمتو نام و نشان کو مٹائے بیٹھے ہین

ہمین ستا کے تجہے کیا ملیگا اے ظالم
فلک کے ہاتہ سے آپ ہی ستائے بیٹھے ہین

خدا گواہ ہے اوٹھین گے اب نہ تا دم مرگ
یہ دل مین ٹہان چکے ہین تو آکے بیٹھے ہین

نہ کچہ ثبوت ہوا کسکا خون بہائین گے
وہ آج ہونٹہون پہ لالی جمائے بیٹھے ہین

نہ اشک اب ہین نہ آنکہون سے خون بہتا ہے
جگر حرارت دل سے جلائے بیٹھے ہین

لگا تو شوق سے تیر نگاہ اے قاتل
ہم اپنے دلکو نشانہ بنائے بیٹھے ہین

جدائی اونسے کسیطرح ہو نہین سکتی
ہماری آنکہون مین گویا سمائے بیٹھے ہین

کسی سے ہم نہین رکہتے غرض دو عالم مین
تمہاری یاد مین سبکو بہلائے بیٹھے ہین

وہ آج دیکہیے کس کس کو قتل کرتے ہین
الٰہی خیر ہو کچہ رنگ لائے بیٹھے ہین

نہین ہے ہمسا بہی دنیا مین خوش نصیب کوئی
سنیے عیادت عاشق وہ آئے بیٹھے ہین

تمام جسم مین اب کوئی جا نہین باقی
ہزارون گل تری الفت مین کہائے بیٹھے ہین

۱۵۳ ۲۴

کسی خدنگ نظر کا گذر ہوا کوکب
یہ کیا ہے آپ جو دل کو دبائے بیٹھے ہین

تیغ قاتل سے سر کٹ جائے وہ اپنا سر نہین
جان دینے مین کبھی عاشق ترا باہر نہین

آہ و نالون کا اثر کچھ آپ کے دل پر نہین
ہمکو مہلت اشک باری سی یہان دم بھر نہین

شغل بوی گل بہرا کرتا ہون الفت مین ترے
خانمان برباد کو کچھ حاجت بستر نہین

جان جائیگی اگر تو نے کیا انکار وصل
عاشق برباد کے حق مین نہین بہتر نہین

آنسوون کے ساتھ بہتا ہی سراکدم خون دل
اشک اپنی پارۂ یاقوت ہین گوہر نہین

ایکدم فرصت نہین ہے نالہ و فریاد سے
آنسوون سے کبتے ہی فرقت مین دامن تر نہین

کیون نہین رتبہ شہادت کا عطا ہوتا مجھے
سر مرا کیا اے ستمگر لائق خنجر نہین

کس طرح وعدہ پہ اونکے مطمین ہو دل مرا
گاہ ہی گاہ ہی ہان زبان پہ ہی مگر اکثر نہین

طاقت اوٹھنی کی نہین تلوون مین چھالی پڑ گئی
ای فلک بس اب تو پہرنے کی ہوس در در نہین

مجہسے آزردہ ہون مطلب خوشی سی ہے فقط
آپ کہتی ہین نہین اچھا نہین بہتر نہین

حال دل سے کیونکر آگاہ ہی آپ ہو کیا کرون
کس طرح خط بہیجے اوس تک کوئی نامہ بر نہین

بحر الفت مین سدا سی غوطہ زن مین ہون مگر
ای جنون اشک خجالت سی یہ دامن تر نہین

چرخ نے ایسا کیا آوارۂ غربت مجھے
اب تو دنیا مین کہین رہنے کی خاطر گھر نہین

حکم جسکا تھا جہان مین صورت حکم قضا
بعد مردن قبر پہ کہنہ بہی اک چادر نہین

ہوسکے کیون میخانۂ عالم مین پیدا جام کی
کاسۂ زانو مرا کیا ساقیا ساغر نہین

قتل پر ناحق کمر باندہی ہے اے قاتل ترے
جان جانیکا مجھے راہ وفا مین ڈر نہین

کسکی طاقت ہی جو اوس سی کر سکی دعوی خون
مین وہ کشتہ ہون کہ جسکے خون کا محضر نہین

خاک سی ناحق اوٹھاتے ہو سر اپنی بار بار
چین سے ای خفتگان خوابیدہ ہو محشر نہین

قتل ہونے سے نہین مٹتا ہی الفت کا نشان
داغ خون عاشقان ہی تیغ کا جوہر نہین

آج ہی کل مین ارادہ ہے یہان سے کوچ کا
دار فانی اے دل ناشاد اپنا گھر نہین

بے ہوا کس طرح محشر تک بسر ہوگی دلا
خانۂ مرقد وہ ہی جسمین نشان در نہین

تا کجا جور و جفا تیرے سہون ارجیت ہون
آدمی کا دل ہی کچھ ای سنگدل پتھر نہین

میری کیفیت سے وہ بت کسطرح آگاہ ہو
شوق دل کیونکر لکھوں ممکن مجھے دفتر نہیں

١٥۴ — ١٣

جان بھی جائے اگر اوس بیوفا کے ہجر میں
اوسکو میرے عشق کا کوکب کبھی باور نہیں

نکالیں کسطرح اوس بت سے اپنے دل کے ارمان کو
الٰہی ڈالیو مشکل میں تو انسان کو

یہاں فصل بہار آئی ہے رہنا غیر ممکن ہے
چلو گلشن سے اے دیوانو اب سیر بیابان کو

جنون کا جوش اپنا اسقدر آخر کو بڑھ آیا
کیا ہے شور و شیون نے ہماری تنگ زندان کو

ہوئی سیراب کسدن تشنہ کامان وصال اے دل
بجا ہے گر کہیں اندھا کنوان چاہ زنخدان کو

جنون کا جوش ہے دیوانوں دکھاؤ ہوشیاروں کو
اوڑا دو پرزے پرزے اپنے ہاتھوں سے گریبان کو

ہمیشہ تم نے سلجھایا ہے شانے سے اسے لیکن
ہمیں سے بل رہا اے جان تیرے گیسوئے پیچان کو

قیامت کرتے ہو فصل جنون میں بھی حسینو تم
کبھی دیوانوں سے خالی نہیں کرتے ہو زندان کو

نشانی دشت غربت کی ملی ہے جوش وحشت میں
نکالوں کسطرح تلووں سے میں خار مغیلان کو

نہ ترک راحت و ایذا رہی ہے تا دم آخر
نکیونکر ہو محبت روح سے اس جسم انسان کو

تقاضا ہے دل عاشق سے ہر دم روز وحشت کا
کہ چھوڑو سیر گلشن کو چلو سیر بیابان کو

بنایا مفت دیوانہ کہلائیں شور کریں ناحق
پریشان ہم ہوئے کیا ملگیا زلف پریشان کو

کہاں فرہاد رہتا ہے کہاں مجنون کہاں وامق
ہماری دم سے اب ہے رونق تازہ بیابان کو

١٥٥ — ١۴

دکھائی عشق نے تاثیر بعد مرگ یہ کوکب
کہ اکثر دیکھنے آتے ہیں وہ گور غریبان کو

کوئی جہان میں عاشق زلف رسا نہو
دشمن بھی اس بلا میں کبھی مبتلا نہو

خط کا جواب یار نے اولٹا لکھا نہو
معشوق سنگدل کہیں عاشق مرا نہو

عاشق کے سوز دل کی بھلا کیا خبر اوسے
جسنے کبھی فراق کا صدمہ سہا نہو

ناحق سوال وصل پہ دیتے ہو گالیان
اچھا نہ پھر کہیں گے تم اتنا خفا نہو

محو خرام ناز ہے وہ فتنۂ جہان
مجھکو یہ خوف ہے کہین محشر بپا نہو

دو چار دن سے ہجر مین نالہ نہ آہ ہے
ہمراہ اشک دل بہی کہین بہ گیا نہو

تہمتا نہین ہے دیدۂ تر ہجر یار مین
یارب جدا کسیکا کوئی آشنا نہو

پہلو مین ہوک اوٹھتی ہے رہ رہ کے کیا سبب
تیر نگہ جگر مین کہین رہگیا نہو

کیون اسقدر صدا سے درا دردناک ہے
دیکہو تو قافلے سے کوئی چھٹ گیا نہو

پہونچا مرے غبار کو بہی کوے یار تک
تکلیف کچہ اگر تجہے باد صبا نہو

بچنے نہ دیکہا جسپہ کہلا راز عشق کا
بہتر ہے اس سے کوئی اگر آشنا نہو

پروانون کا ہجوم نہین آج کیا سبب
دیکہو چراغ گور کہین بجہ گیا نہو

١٥٦
کوکب مین جس طرح سے گرفتار ہجر ہون
یون مبتلاے رنج والم دوسرا نہو
١٤

ایسی کسیکی آہ و بکا بے اثر نہو
نالے کرون مین یار کے دل کو خبر نہو

پہرتے ہین خاک اوڑاتے ہوے کوبکو بیابان
یون ہمسایہ وطن بہی کوئی دربدر نہو

یوسف سے تیری چاہنے والون کو کیا غرض
بیقدر ہے وہ چیز جو مدّ نظر نہو

لازم ہے تو بہی جان دے قاتل کے روبرو
اے دل جو اوسکی چشم عنایت ادہر نہو

کیونکر نہ جان دیدے یہ عاشق ہو مستعد
اوسکی نگاہ لطف و عنایت اگر نہو

چھوٹون نہ پوچھا جیتا ہے عاشق کہ مر گیا
معشوق اسطرح سے کوئی بیخبر نہو

عاشق کی یہ دعا ہے خدا سے شب وصال
تا روز حشر یارا لہا سحر نہو

فریاد و آہ و نالہ و زاری ہے ہجر مین
مین کیا کرون کہ دل پہ جو اوسکے اثر نہو

بلبل قسم سے سرو کی گلزار دہر مین
وہ نخل ہون کہ تا بقیامت ثمر نہو

بولا شب وصال جو کوئی پکارکے
ہوتا ہے یہ خیال کہ مرغ سحر نہو

کیا خاک لطف جلسہ ہو مجہ دردناک کو
یا وہ ہو کنج باغ ہوا اور وہ قمر نہو

از خود وہ میرے گھر مین چلے آئین تو سہی
ممکن ہے یہ کہ نالۂ دل مین اثر نہو

جلتا ہون مثل شمع مین سوز دروں سے آہ
کیونکر فراق یار مین یہ چشم تر نہو

۱۵۶
کوکب کی یہ غرض ہے شہ ذو الفقار سے
جز ماتم حسین کبھی چشم تر نہو
۱۵

لائیو ہمیان مین زاہد کے نہ بہکانے کو
ساقیا بہر ئے گلرنگ سے پیمانے کو

باغ دنیا بھی عجب سیر گہ فانی ہے
ابھی آئے ابھی موجود ہین پہر جانے کو

اے پری خار بیابان سے نہ کیا دیکھون
پہلی وحشت دل پہر ترے دیوانے کو

جان دینے سے جو انکار کرین کافر ہون
ہمتو موجود ہین قاتل ابھی مرجانے کو

منع کرتا ہے مے ناب کے پینے کو عبث
زاہدا مانتا ہون کب ترے سمجھانے کو

بہتر از ملک سلیمان ہے گدائی اوبت
خواہش تخت نہین ہے تری دیوانے کو

ترک ہوگا نہ کبھی سلسلۂ الفت زلف
کیون یہ مجمع ہے پریشان کے سمجھانے کو

پہر ہوا جوشش جنون آیا ہے موسم گل کا
ڈہونڈہتا ہے دل وحشت زدہ ویرانے کو

تابع الفت گیسو و رخ جانان ہون
ناصحا خاک مین سمجھون ترے سمجھانے کو

پا بزنجیر بہی ہوکر نہ ٹرکے گا اے گل
زور سودے کا جو ہوگا ترے دیوانے کو

شمع روکا نہ کبھی ہو کوئی مائل تا عمر
دیکھیے جو نظر غور سے پروانے کو

وصل مین بہی یہی دہڑکا بندھا ہے کہ لب
آتا ہے وقت سحر یار کے لیجانے کو

نہوا جبر غم و اندوہ بتون سے حاصل
چلیے کعبہ کی طرف توڑ کے بتخانے کو

فرط اندوہ سے دل میرا بہر آیا ساقی
پایا خالی جو مے ناب سے پیمانے کو

۱۵۶
بعد توبہ جو مین اوس راہ سے گذرا کوکب
نگہ یاس سے دیکھا کیا میخانے کو
۱۵

عقد تو تجھ سے با نہ یار کرو
ہمسہ آنکھین نزار و چہرہ زرد

دل کوکب نہ بیقرار کرو — اور چندے تو انتظار کرو
مجھسے الفت نہ ترک ہووے گی — ظلم اسے جان اگر ہزار کرو
بچھڑی میں لپٹ گیا تو کہا — دیکھو گھبرا کے تم نہ پیار کرو
نزع میں دیکھنے وہ آئیں گے — لوگ کہتے ہیں انتظار کرو
جان جاتی ہے ہجر میں پیارے — کچھ تو تسکین قلب زار کرو
فصل گل ہے قریب دیوانو — جیب و دامن کو تار تار کرو
نہیں ہمکو عذر کچھ تمسے — لیکے خود جان و دل نثار کرو
تم سمجھتے نہیں اگر عاشق — اپنا دیوانہ ہی شمار کرو
ہے اسی شوق دام گیسو کا — مرغ دل کو مرے شکار کرو
سہل ہے ترک الفت اغیار — صبر دل پر جو اختیار کرو
کوچ ہے یان سے اہل دنیا کو — خواب غفلت سے ہوشیار کرو
دیکھیں پھر کب خدا ملاتا ہے — آج اچھی طرح سے پیار کرو
منفعل ہوں خطا پہ خود اپنے — اب زیادہ نہ شرمسار کرو

۱۵۹ غنچہ ساں اس چمن میں اے کوکب
بس خموشی ہی اختیار کرو ۱۲

ساقی لگا دے منہ ہی تو جام شراب کو — مشکل ہے ضبط غم دل خانہ خراب کو
روز ازل سے عشق حسینوں کا اسکو ہے — سمجھاؤں کس طرح دل خانہ خراب کو
ساقی جلا ہوں آتش فرقت سے اسقدر — نسبت نہیں ہے قلب و جگر سے کباب کو
دل وقف داغ ہے تری فرقت میں اے صنم — رونے سے کام ہے مری چشم پرآب کو
کیا دیکھیے دکھائے مجھے وحشت جنون — سودا ہوا ہے پھر دل خانہ خراب کو
جو چاہے ظلم و جور و ستم کر لے تو نگر — دل سے اوٹھا نہ دہشت روز حساب کو

ناز و نعم کے پالون کو در در پہراتا ہے
اسے چرخ دیکھتے ہین تری انقلاب کو

بس رحم کہائیے مجہے صورت دکہایئے
للہ رفع کیجیے صاحب عتاب کو

کیا حال دل کا ہوئیگا اوسوقت دیکہیو
قاصد جو لائیگا مرے خط کی جواب کو

مطلب خوشی سے ہے ہمین جو آپکی خوشی
ہم منہ کو پہیرتے ہین او ٹہئے نقاب کو

اے جان جان یہ کونسا ہے شرم کا مقام
وصلت کی شب ہے آج اوٹہا دو حجاب کو

مد نظر ہین وصل کی طیاریان مجہے
مطرب درست رکہہ دف و چنگ و رباب کو

جسطرح ہمنے عشق مین کہائی ہین ٹہوکرین
کوئی نہ یون مٹائیگا اپنے شباب کو

۱۶۰ ۱۵

کوکب فراق یار مین نالان ہے روز و شب
سمجہاؤن کس طرح دل پر اضطراب کو

تیر مژگان سے کرینگے وہ نشانا دل کو
اے جگر خوب تو پہلو مین چہپانا دل کو

اشک بنکے نکل جاتی ہے جو حسرت ہے
خوب ہاتہ آیا ہے رونیکا بہانا دل کو

تو نے پتوری جو بدل کر اسے دیکہا قاتل
موت کا آتی ہوا سبب یہ بہانا دل کو

اسکی فریاد سے واللہ فلک کانپینگے
ہم کو دیتے ہین یہ دیکہو نہ ستانا دل کو

مجہسے جو کہتا تہا یہ اوسکو بجا لاتا تہا
ہان بنا دے قدر انداز نشانا دل کو

ہمتو عاشق ہین ترے یار بتا دے ہمکو
کس سے سیکہا ہے مری جان جلانا دل کو

روز اک داغ الم اسکو دیا کرتے ہو
رنج کا تمنے بنایا ہے خزانہ دل کو

بخوشی سر پہ اوٹہاؤ جو بلا آئے کوئی
عاشقو دیکہیو ہرگز نہ بچانا دل کو

جان بچ جاتی ہے اسوجہ سے فرقت مین مدام
تری باتون کا جو رہتا ہے فسانا دل کو

خود ہی سوز غم عاشق سے پگہلا کرتے ہین
شمع پروانون نے جو سیکہا ہے جلانا دل کو

زندگی موت سے بدتر مری ہو جائیگی
دام مین الفت گیسو کے نہ لانا دل کو

چین آتا نہ تہا فرقت مین یہ کیفیت تہی
آہ کرنا کبہی ہاتہون سے دبانا دل کو

خوب ہو جائیگا صدمہ جو ذرا سا ہوگا — روز بد اسے مرے ضائق نہ دکہانا دل کو
جان بری کی کوئی صورت نظر آتی ہی نہین — تیر فرقت سنے کیا ہی جو نشانا دل کو

۱۶۱

شب تنہائی مین یہ شغل تہا اپنا کوکب
اوسکی تصویر تصور سے دکہانا دل کو

۱۵

بیٹھا قید قفس کرتی ہین آزادون کو — موت آجائے الٰہی کہین صیادون کو
دشت گردی کا ارادہ نہین وحشت مین ہوا — اور برباد کیا چرخ نے بربادون کو
قدر بیدن کو نو نکر قید قفس مین صیاد — نخل ماتم نہ بنا باغ مین شمشادون کو
بیٹھا منجر بیداد سے کرتے ہین شہید — رحم کچہ بہی نہین آتا ستم ایجادون کو
دل مرا تڑپے گا بسمل کیطرح قبر مین بہی — یاد جبدم مین کرونگا تری بیدادون کو
تا بکے ہجر کے اندوہ اوٹھائین ای دل — موت بہی تو نہین آجاتی ہے ناشادون کو
جان دونگا مین تڑپ کر سر مقتل اسطرح — رحم آئیگا مرے حال پہ جلادون کو
راہ الفت مین نہ رکہتا کبہی تا عمر قدم — جانتا پہلے جو مین عشق کی افتادون کو
کس طرح دل پہ اثر اسکے ہوتا ای جان — بار ملتی نہین وان تک مری فریادون کو
قید بلبل کو کرین اور نہ گلون کو توڑین — کون سمجہائے یہ گلچینون کو صیادون کو
ہین یہ کلیجے مین مری تیر ستم کے ناسور — کس طرح دل سے بہلاؤن تری بیدادون کو
بیڑیان عاشق گیسو کو پنہائینگے وہ کیا — یاد فرماتی ہین کسو جہ سے جدادون کو
کس زبان سے مین کرون شکوہ بیداد بتان — کون سے منہ سے برا کہیے پریزادون کو
آہ لب تک نہین آتی ہے خدا شاہد ہے — ضبط کرتا ہون بہت ہجر مین فریادون کو

۱۶۲

جان بہی ہجر مین یہ دین تو نہو کچہ کوکب
نہین دیوانے کی پروا ہے پریزادون کو

۱۰

عمر گلشن ہی جو رینا دیدۂ تر خشک ہو — دل مین ہین نشتر یہ نشتر زخم کیونکر خشک ہو

عاشقون کا خون جو ہامیر یہ کہی دیتی ہین ہم
چہوٹنا دشوار ہو قاتل جو خنجر خشک ہو

کشتۂ دل ڈوب جائیگی یہی گر حال ہی
اسقدر ہمکو نہ رولوا دیدۂ تر خشک ہو

ہی یقین بلبل گلستان مین کرون فریاد اگر
آہ سوزان سی مری شاخ گل تر خشک ہو

اب نہ رونا ہجر بت مین مباہ کی مجکو قسم
تو بہی رکہہ ای دیدۂ تر دلپہ پتہر خشک ہو

دیکہہ لے وہ اک نظر بہی میری گلرو گر اگر
رشک سی گلشن مین ہر سرو صنوبر خشک ہو

سوز فرقت سی جو جلکر آہ کہینچون ای جنون
کیا حقیقت رکہتا ہی دریا سمندر خشک ہو

غنچۂ دل بے کہلا افسوس پژمردہ ہوا
قبر پر میری نہ کیون ہو لونگی جادر خشک ہو

سوز فرقت گر سُنی ساقی جگر ہو کی کباب
دل صراحی کا جلے اور چشم ساغر خشک ہو

۱۶۳

دیکہہ لے میرے صنوبر کو جو کوکب باغ مین
تیشۂ شرم وحیا سے سرو کٹ کر خشک ہو

یار پچتاؤ گے کیا کرتے ہو
مجہکو قدموون سے جدا کرتے ہو

دیکہو کونت یہ برا کرتے ہو
ان بتون سے جو وفا کرتے ہو

نہ حفاظت کبہی ہو گی تم سے
دل جو لیتے ہو خطا کرتے ہو

کیون عنبر تم نہ مین لیتے ہو مری
نالۂ فرقت مین سنا کرتے ہو

زلف دکہلا کے ہمارے دل کو
سہر گرفتار بلا کرتے ہو

روتے دیکہا جو مجہے ہنس کے کہا
کس لیے آہ و بکا کرتے ہو

تیغ ابرو سے جو کرتے ہو شہید
یہی شوخی یہ ادا کرتے ہو

وصل مین بہی تمہین انکار رہا
کتنا عاجز بخدا کرتے ہو

کیا تمہین ہوتا ہے حاصل ہمسے
داغ دلپر جو دیا کرتے ہو

منہ دکہانا ہے خدا کو اک دن
جان عاشق جو فنا کرتے ہو

ہنس کے وہ کہتے مین کیا [illegible]
تم جو فرقت مین جلا کرتے ہو

آنکے تربت پہ ہمارے اے جان
روز اک حشر بپا کرتے ہو

164

دل سے عاشق ہے تمہارا کوکب
اس سے کیون شرم وحیا کرتے ہو

11

علم کا اپنے دکھاتا ہے تماشا کسکو
اے فلک زیر زمین آج چھپایا کسکو

ہمتو قائل نہین جادو نگہی کے اوسکے
کسکو بسمل کیا دیوانہ بنایا کسکو

جان دی حسرت دیدار مین کس وحشی نے
ہاے دنیا سے گئی لیکے تمنا کسکو

کسکے ماتم مین سیہ پوش ہوی ہین گیسو
مثل پروانہ حسینون نے جلایا کسکو

اشک آنکھون مین بھری ہین تری کیا باعث ہے
دکھیاری قاتل بے رحم تڑپتا کسکو

دل سنبھلنے کا نہین آہ غضب کیا یہ کیا
تمنے پہلو مین مری جان بٹھایا کسکو

اوسکی ٹھوکر سے ہمیشہ ہوے مردے زندہ
روبرو اوسکے مسیحا نے جلایا کسکو

اشک کیون بہتے ہین پیہم صفت اشک قلم
صفحۂ دل سے مری جان مٹایا کسکو

کسکی فریاد سے چہرہ ہے تمہارا تغییر
صورت اشک ہر آنکھون سے گرایا کسکو

جان کیون دینے کو موجود ہوی اہل قفس
قید مین آج یہ صیاد سے لایا کسکو

165

بہت ناقدر یہ مرنا تو غضب ہے کوکب
اپنی الفت کا دکھاؤن مین تماشا کسکو

11

کرکے آوارہ وطن خوب ستایا مجھکو
جو نہ دیکھا تھا فلک تونے دکھایا مجھکو

نام تک قبر کا میرے نہ پس مرگ رہا
اس طرح خاک مین ظالم نے ملایا مجھکو

قتل کے بعد یہ قاتل کو ہوئی قدر مری
دھوم سے بعد فنا آپ اوٹھایا مجھکو

یاد دل مین بھی نہ ہرگز مجھے ہولی سی کیا
اسقدر تمنے مریجان بھلایا مجھکو

دل سے بھولین گے نہ یہ ظلم تمہارے ہرگز
ہجر مین خوب مری جان رولایا مجھکو

حال سوز دل بیمار نہ کچھ پوچھو تم
شمع سان آتش فرقت نے جلایا مجھکو

ظلم سے مین ہوا پردہ مین عدم کے روپوش
پھر ستمگر نے جو ڈھونڈھا تو نپایا مجھکو

قید مین ہو گئے گرفتار یہ بلبل نے کہا
عشق گل دام مین صیاد کے لایا مجھکو

کیا خطا مجھسے ہوئی تھی تو ہی ثابت کر دے
کیون تہ خاک فلک تو نے چھپایا مجھکو

نجد اندیشہ مری اوڑ گئی اے جان جہان
حال اپنا جو کبھی دل نے سنایا مجھکو

۱۶۶ الفت زلف گئی سر سے مرے اے کوکب
میرے اللہ نے آفت سے بچایا مجھکو ۱۳

غم مین تیرے نہین صدمے کی تمناکسکو
ہے بہانا یہ ہوس نے بہلنے کی تمناکسکو

مر کے بھی خاک رہیگی یہین اپنی اے بت
تیرے کوچہ سے ہے جانے کی تمناکسکو

دل لگائینگے کسی اور ستمگر سے بس اب
بیوفا ہیگی تجھے ایسے کی تمناکسکو

جان بھی ہمنے دی اوسنے نہ مگر یاد کیا
سچ تو ہے ہوتی ہے مردے کی تمناکسکو

دیر کو چھوڑکے مین کسلئے کعبے جاؤن
سنگ اسود پہ ہے سجدے کی تمناکسکو

سیکڑون گبر و مسلمان ہوے آوارہ وطن
عشق بت مین نہین سودے کی تمناکسکو

نام معشوق نہو نزع مین کیونکر لب پر
دم آخر نہین کلمے کی تمناکسکو

سوؤن آرام سے تا حشر اگر مرجاؤن
ظلم سے اوسکے ہے جینے کی تمناکسکو

آرزو ہے مرے دل سے کہین جائے یہ عشق
بیٹھے بٹھلائے ہے رونے کی تمناکسکو

جان ہی بچ گئی اے جان مری جاتی جاتی
اب ترا عشق ہی کرنے کی تمناکسکو

لوگ کہتے ہین پسینے پہ گرا اینگے لہو
بخوشی ہوتی ہے مرنے کی تمناکسکو

وصل کا اوس سے جو خواہان ہین تو کیا بیجا ہے
نہین اوس شوخ کے ملنے کی تمناکسکو

۱۶۷ کس طرح ہوئیگی کم سوزش دل اے کوکب
نہین فرقت مین ہی رونے کی تمناکسکو ۱۵

آشیانہ مرا اس باغ سے برباد نہو
مجھسے آزردہ الٰہی کہین صیاد نہو

ترے دل کو نہین ہوتی ہی خبر کچھ متعلق
یا اثر میری طرح سے کوئی فریاد نہو

اک زمانہ مرا دشمن ہی تو ہو گیا ڈر ہے
در پئے قتل مگر وہ ستم ایجاد نہو

دیکھکر مجھپہ ترے ظلم کو کہتی ہے یہ خلق
اسطرح جیسے بہی کوئی مورد بیداد نہو

عشق مین لالہ بخون کے ہین ازل سے پابند
کس طرح شکل حسینان جہان یاد نہو

کسطرح تجھکو شہادت کا شرف ہاتہ آئے
مستعد قتل پہ اے دل جو وہ جلاد نہو

کوہ پر ہے کبھی صحرا مین کبھی گلشن مین
مثل عاشق کے جہان مین کوئی برباد نہو

بد زبانی نہین اچھی ہے کہے دیتا ہون
اب زبان سے مجھے کچھ دیکھیے ارشاد نہو

کیا کرون کچھ مجھے تدبیر نہین بن آتی
مبتلا رنج مین کیونکر دل ناشاد نہو

جو نہ ہون بہی تم کبھی عاشق کو نہین پوچھتے ہو
بے وفا تمسا بھی دنیا مین پریزاد نہو

قید صیاد مین قمری نہ کبھی ہو یارب
نخل ماتم تو کوئی باغ مین شمشاد نہو

نہ کبھی دل مین یہ آئے کہ رہائی بخشے
مہربان مجھپہ الٰہی کبھی صیاد نہو

عمر بھر شکوہ کرونگا جو ہوئی مدت قید
مین تو دیوانہ ہون ایجان مری میعاد نہو

بیڑیان طاقت وحشت سے جو ہو جائین شکست
کیون خفا مجھسے تباؤ تو یہ حداد نہو

۱۶۸
اپنے اللہ سے کوکب یہ دعا ہی میری
دل کبھی سلسلۂ عشق سے آزاد نہو
۲۴

حال ستم اوس بانیِ بیداد سے پوچھو
فرقت کا الم اس دل ناشاد سے پوچھو

اس لطف کو گلچین سے نہ صیاد سے پوچھو
کیفیت گل بلبل ناشاد سے پوچھو

عاشق کا نہ حال اوس ستم ایجاد سے پوچھو
لطف ستم اس مورد بیداد سے پوچھو

یارو جو مرے قتل کا تمکو نہین باور
جھوٹا ہون مین اچھا مرے جلاد سے پوچھو

بیداد گر کیا قدر غم و رنج و بلا کی
نالون کا مزا صاحب فریاد سے پوچھو

الفت سے کچھ بسین بھلا قبض ہوئی روح
کیا دل مین تمنا رہی شداد سے پوچھو

کس طرح بنے دشت مین وحشت کی سبب سے
کیا حال ہوا عاشق برباد سے پوچھو

مارا مجھے بے جرم پشیمان وہ ہوگا
مرنے کا مرے حال نہ جلاد سے پوچھو

شیرین کی محبت مین پڑی کوہکنی ہے
کہسار پہ کیا گذری ہے فرہاد سے پوچھو

گر جائیگا غیرت سے زمین مین ابھی اے گل
وصف قد موزون کو نہ شمشاد سے پوچھو

دیوانہ گیسو کو سدا فصل جنون مین
کیون بیڑیان پہنائی ہین حداد سے پوچھو

کیا مجھسے خطا اسکی ہوئی تھی جو کیا قید
ملتا کوئی تو مرے صیاد سے پوچھو

الفت مین سمجھے زلف پریشان کی پہنا کر
دیوانہ کیا کیون یہ پریزاد سے پوچھو

پوچھی جو کبھی وجہ ستم اوس سے کسی نے
ہنس کر کہا اوس مورد بیداد سے پوچھو

کس جرم پہ کرتا ہے مجھے قتل وہ ظالم
ملتا کوئی جاکے یہ جلاد سے پوچھو

دریافت جو کرنا ہے مرا حال اسیری
مین کچھ نہ کہونگا مرے صیاد سے پوچھو

کیون کرتا ہے نالے شب فرقت مین وہ ایسے
ہاتھ آئیگا کیا صاحب فریاد سے پوچھو

گلچینون بہار آنے کی کب باغ جہان مین
کیا دیر ہے یہ بلبل ناشاد سے پوچھو

ہوش اوڑ گئے اس وجہ لہو فصد سے نکلا
کیا زور جنون تھا مجھے فصاد سے پوچھو

سینہ کو سپر کردیا تلوار جو آئی
جرأت جو مری ہے اوسے جلاد سے پوچھو

کیا مین نے بگاڑا تھا کہو اوسکا بتاؤ
کیون قید کیا مجھکو یہ صیاد سے پوچھو

نا فہم سے کچھ داد طلب مین نہین حاشا
تعریف سخن کی کسی استاد سے پوچھو

ممکن نہین اوس زلف سے تا عمر رہائی
کچھ حال نہ تم صاحب میعاد سے پوچھو

۱۶۹

خون آنکھون سے رلوائیگی روداد یہ کوکب
بلبل کی اسیری کو نہ صیاد سے پوچھو

۱۱

عوض خوشی کے مجھے تم ملال لینے دو
یہ حسرتین جو ہین رو کے نکال لینے دو

ابھی تو کرتے ہین ہم نقد دل نثار صنم
جو بوسہ رخ کا تم اے خوش جمال لینے دو

ہمارے گھر مین جو تشریف آج لائے ہو
تو حسرت دل نالان نکال لینے دو

بیان کرتا ہون مین سرگذشت فرقت کو
جگر کو پہلے مجھے تم سنبھال لینے دو

بہت ستاؤ نہ تم مجھکو ای دل و دیدہ
کرونگا عشق ذرا دیکھہ بھال لینے دو

نہ باز رکھو اونہین قتل کرنے سی یارو
ہمارے خون کا سر پر وبال لینے دو

ذرا تو چپ رہو ای ہمدمان محفل یار
مجھے جواب سوال وصال لینے دو

شب وصال نہ انکار تم کرو صاحب
ہمین بھی آرزوے دل نکال لینے دو

مین جہان بلب ہون تم اوٹھو ابھی پہلو سے
خدا کے واسطے دل کو سنبھال لینے دو

زبان نہ بند کرو میری اسے محبت و عشق
مجھے بھی اونسے جواب سوال لینے دو

خدا کے واسطے کوکب کو تم نہ منع کرو
ملال عشق بہت خوشحال لینے دو

بلبل محبوس کو یاد چمن کیونکر نہو
بیوطن کو دل مین ارمان وطن کیونکر نہو

مثل گل خاموش وہ غنچہ دہن کیونکر نہو
شرمگین دولہہ سے اول شب دولہن کیونکر نہو

دل مرا پروانہ سان اک شمع رو پر جلگیا
میرا آنا تم درمیان انجمن کیونکر نہو

دیکھکر گلشن مین گلرو کو مری اے عندلیب
صورت رنگ خزان رنگ چمن کیونکر نہو

وصل سے انکار اونہین ہی اکیون کیا یار
عمر بہر کا نہی مجھی یہ اک سخن کیونکر نہو

مبتلای دشت غربت عہد طفلی سی ہوا
پھر مرے دل مین بہلا یاد وطن کیونکر نہو

جیسے کی الفت نہ راحت اکدم ہمکو ملی
رات دن پھر شکوۂ رنج و محن کیونکر نہو

اسقدر کھائے ہین سینے داغ تیری عشق مین
رشک فردوس بہین دل کا چمن کیونکر نہو

داد دو اے اہل محشر کیا حفاظت مین کی
ورنہ ملکر خاک مین داغی کفن کیونکر نہو

عنبر حارا کا بھی سارا ہی پردہ تارتار
شرمگین اوس زلف سے مشک ختن کیونکر نہو

وصل کا اقرار تہا اون سی اب انکار سے
بدگمان نہ عاشق پھر ای پیمان شکن کیونکر نہو

مرتی ہین تپ سے یہ منہ سے لے نکلتا جب کہین
ناگوار اہیرا وہنین اب سخن کیونکر نہو

دوست کا تو دوست کیا دشمن کا بھی تو دوست ہے
یار مرغوب خلائق یہ چلن کیونکر نہو

دیکھے جسکا مجھسے وہ دہن چہوڑا کر چلدیے
صورت یوسف دریدہ پیرہن کیونکر نہو

حال پر اوسکے نہین شیرین کو مطلق اعتنا
جان سے پہرا پنے عاجز کوہکن کیونکر نہو

مین ہون اور کنج قفس ہے خانۂ صیاد ہے
خار یہ اسے ہمصفیران چمن کیونکر نہو

مین تری بانکی ادا پر جان ہی دیتا رہا
دل مرا غربال اسے ناوک فگن کیونکر نہو

عیب مین جو حرف ہین وہ بھی ہنر سے دور ہین
قبح سے پہر پاک اسیے کا سخن کیونکر نہو

۱۵۱

جان و دل سے ہے فدا کوکب علی کے نام پر
ماسوے حامد علی شاہ زمن کیونکر نہو

۲۱

خار غربت مین بہلا سیر چمن کیونکر نہو
ہجر کے جنت سے مجھے اجڑا وطن کیونکر نہو

بلبل ناشاد کو رنج و محن کیونکر نہو
دور گلچینون کا ہے غارت چمن کیونکر نہو

بے خبر جب ہو گیا اپنے سر و پا سے بشر
خاک آسا خاک مین ملکر کفن کیونکر نہو

بیخود وحشت نے اس نوبت کو پہونچایا ہمین
پرزے پرزے پہر ہمارا پیرہن کیونکر نہو

رہ نہین مجکو توقع تیری جانب سے رہی
ناامیدی کا مری لب پر سخن کیونکر نہو

آرزو ہے خاطر مشتاق بر آئی ہے آج
آپ کے آنے سے روشن انجمن کیونکر نہو

دیکھتا ہون سکڑون بحر یم ہوتی ہین بلا
خوف جان مجکو پہر اسی ناوک فگن کیونکر نہو

روز روشن سامنے جسکے شب تاریک ہے
عکس ہے اوس زلف کی کالا ہرن کیونکر نہو

کس طرح عاشق سے ہو معشوق کا شکوہ بہلا
بلبل ناشاد سے وصف چمن کیونکر نہو

مبتلائے دشت غربت ہون وطن رکھتا نہین
بیکفن میت مری اے گورکن کیونکر نہو

شکوہ بیجا ہے جو عاشق سے نہین کرتا کلام
بے دہن پیدا جو ہو وہ بے سخن کیونکر نہو

چاہنے والے کا اپنے سب کو رہتا ہے خیال
مہربان مجھپر مرا نازک بدن کیونکر نہو

ہر سر خار مغیلان پر چڑھا پا سے نشان
تیز ہے وحشی کا دریدہ پیرہن کیونکر نہو

دشت غربت مین نہ جب تدبیر کوئی ہو سکی
جامۂ تن میری میت کا کفن کیونکر نہو

ہے کسی مین ایسی خوشبو جیسی اوسکے گیسو مین سے
سب گلون سے بڑھ کے وہ غنچہ دہن کیونکر نہو

تیرے سے تو قول و قسم کا بھی نہین ہے اعتبار
نا امیدی مجھکو اسے پیمان شکن کیونکر نہو

اسقدر سختی گوارا تو نے کی اوسکے لیے
تجکو شیرین کی محبت کوہکن کیونکر نہو

با وفا معشوق خالق نے تمہین پیدا کیا
تمکو عاشق کا خیال ایمان مین کیونکر نہو

کب مقابل ہے تری زلف سیہ سے کوئی شے
ابھی ان کے سامنے مشک ختن کیونکر نہو

نام پیارا سے منور خانۂ دل ہو گیا
روشنی آنے سے بھلا مجنونکا بن کیونکر نہو

۱۷۲ — ۸

جان ہی دیتا ہون ان اسماء اطہر پر مدام
دل مرا کوکب نثار پنجتن کیونکر نہو

اب اس سے بڑھ کے ہوئیگی کیا انجمن تباہ
ہم اسطرف خراب ادہر اہل وطن تباہ

صحرا مین تھی کبھی نہ کبھی کوہسار مین
غربت مین تھی یہ لاش مری بے کفن تباہ

کیا پوچھتے ہو حال مصیبت زدون کا تم
ہون دست ظلم چرخ سے مین انجمن تباہ

چھوڑا نہ ایک پھول بھی گلچین نے باغ مین
بلبل کی ضد سے ہو گیا سارا چمن تباہ

جس جا ملی جگہ وہین مسکن سمجھ لیا
جس روز سے فلک نے کیا ہے وطن تباہ

پھر ڈھونڈھے سے بھی ہاتھ نہ آئیگا ایک تار
دست جنون سے ہوگا جو یہ پیرہن تباہ

کیا پوچھتا ہے یار مرے نام کا نشان
سکتے ہین اب تو مجھکو جہان مین وطن تباہ

۱۷۳ — ۱۱

کوکب مین اس جہان مین وہ غربت نصیب تھا
مردہ بھی بعد مرگ رہا بے کفن تباہ

تھا دل مین جو یاد قد آزاد ہمیشہ
اگتی ہین مری خاک سے شمشاد ہمیشہ

کچھ حال گرفتار مصیبت کو نہ پوچھو
فرقت مین کیا کرتا ہے فریاد ہمیشہ

اس طرح سے نکلا مرا دم کنج قفس مین
روتا ہے مرے حال پہ صیاد ہمیشہ

آرام پس مرگ نہین ظلم فلک سے
رہتی ہے مری خاک بھی برباد ہمیشہ

کیا خاک کہون حال مین بیداد کا اوسکے
ہوتا ہے وہان اک ستم ایجاد ہمیشہ

شاداں نہین کرتا وہ مجھے وصل سے اکدن
افسوس کہ ہون مورد بیداد ہمیشہ

کیا کیا ستم و جور نہ تمنے کیے لیکن
خاموش رہا یہ دل ناشاد ہمیشہ

داغون سے دکھاتا ہے فلک سیر چمن کی
دل مین جو سے گلشن کی مجھے یاد ہمیشہ

کرتا ہے مجھے قتل یہ اچھا نہین کرتا
پچھتائے گا واللہ تو جلاد ہمیشہ

راحت نہ مجھے دی پس مردن کبھی ہرگز
اس چرخ نے کی خاک بھی برباد ہمیشہ

اک دن نہوا وصل میسر اسے کوکب
ناکام رہا یہ دل ناشاد ہمیشہ

آنکھون سے خون مجھکو رلانے سے فائدہ
ڈر کتے ہوے کے دل کو دکھانے سے فائدہ

ہرگز نہوگا وصل مجھے یار سے نصیب
داغ فراق دل پہ اوٹھانے سے فائدہ

افسوس سکے سوا سب تجھے کیا ہاتھ آئیگا
خون اپنے عاشقون کا بہانے سے فائدہ

گل سے ہے چراغ عمر مرا صبح تک صنم
اندوہ شام ہجر دکھانے سے فائدہ

جو جیسا ہے وہ آپ ہی ظاہر ہے شعر سے
زنگ سخن کسیکا مٹانے سے فائدہ

ہونگا نہ خاک ہو کر بھی اسے شمع سے جدا
پروانہ سان جلاؤ جلانے سے فائدہ

پروا مجھے بھی اب نہین اونکی کسیطرح
آتے نہین نہ آئین بلانے سے فائدہ

ہون جان بلب فراق مین بچنا محال ہے
دل میرا یار تجھکو ستانے سے فائدہ

ہرگز خیال ہوگا نہ اوسکو کبھی مرا
شکوہ زبان پہ ہجر کا لانے سے فائدہ

رو کے نکالا سانسون مین سب دل کی حسرتین
ہے خون دل فراق مین کھانے سے فائدہ

پروانہ کس پہ ہونگے جناب حضور کی
شمع حیات میری بجھانے سے فائدہ

آئے ہو تم ابھی ابھی کہتے ہو جاؤنگا | الکرم سے کے واسطے تمہیں آنے سے فائدہ
کیون خاک قبر آہ وہ برباد کرتے ہین | ناحق مرا نشان مٹانے سے فائدہ
لاشہ ہمارا رہنے دو بے گور ہی پڑا | وان بہی فشار پائینگے جانی سے فائدہ
سوز تپ فراق سے اسے شعلہ رو بتا | مانند شمع مجکو جلانے سے فائدہ
ہرگز نہ ہاتہ اوٹہائیگا وہ فاتحہ کو بہی | عاشق کی قبر اوسکو بتانے سے فائدہ

١٧٥ کوکب وہ اور مجکو جلائیگا دیکہنا
داغ دل و جگر کے دکہانے سے فائدہ ١٥

دل جیسے نالے کرتا ہے مجہہ بینوا کے ساتہ | ویسے ہی مین نے جان دی اس آشنا کے ساتہ
کوچہ سے اوسکے پہر سکے نہ اوٹہونگا تابہ حشر | مرنے پہ مستعد ہون چلا ہون قضا کے ساتہ
آئیگی جب خزان تو بدل جائیگی ہوا | رنگ چمن بہی جائیگا باد صبا کے ساتہ
تنہا یہ کیا کریگی اثر دل پہ آپ کے | فریاد بہی شریک ہی آہ رسا کے ساتہ
اب کون اونکا ظلم اوٹہائیگا غم یہ ہے | الفت کا رسم جائیگا مجہہ باوفا کے ساتہ
الفت ہی کی ہے جان بہی دیتا ہون تم پہ مین | اک دوسرا قصور بہی ہے اس خطا کے ساتہ
عشق کمر مین ملک عدم کا خیال ہے | قصد سفر کیا ہے دل رہنما کے ساتہ
اوس گل کو دیکہا تو وہ ہی حسب وقت زندگی | پامال دل بہی ہو گیا میرا حنا کے ساتہ
کیا مجہہ گناہگار پہ بنتی ہے دیکہی | جاتا ہون اب تو حشر مین خلق خدا کے ساتہ
نا آشنا کے واسطے کین جانفشانیان | لازم تہا یہ سلوک کسی آشنا کے ساتہ
فریاد میرے نالون سے اوسکے بلند تہی | بلبل کو شرم آگئی مجہکو ولا کے ساتہ
حکم خدا کی دیر ہے ورنہ ہر اک گہڑی | ہمراہ میرے موت ہے مین ہون قضا کے ساتہ
بلکی جو بیگی وہ تو پریشان ہونگا مین | اولجہن پڑی ہے دلکو بہی زلف دوتا کے ساتہ
دیکہا تو دل لیا جو نہ دیکہا تو جان لی | کیا کیا وہ ظلم کرتے ہین اک اک ادا کے ساتہ

۱۷۶ — ۱۵

جانے لگا وہ پاس سے کوکب کے جس گھڑی
پہلو سے دل نکل کے چلا بیوفا کے ساتھ

لگا کے ہاتھ گردن بھی جدا کی
مریض عشق کی اچھی دوا کی

ترا ثانی نہین جور و ستم مین
قسم مجکو ترے جور و جفا کی

مرے پر نوچ کے ظالم نے چھوڑا
تو بیشی کیا ہو دل بیدست و پا کی

مری کچھ قدر کی ظالم نہ تو نے
مین سمجھتا ہون کیون تجھسے وفا کی

زبان کو روکے بس چپکے رہیے
اوٹھائی بد دماغی انتہا کی

خدا کا قہر تجھپر ٹوٹے کافر
مرا دل لیکے کیون تو نے دغا کی

رہا وہ جب تلک ہمسے کشیدہ
طبیعت خود بخود اپنی رکا کی

نہ کیونکر مرغ دل تسخیر ہوتا
نگہ جادو ہے زلفین ہین بلا کی

نہ باندھی آنکھ پر پٹی دم قتل
نئی شوخی ستمگر نے ادا کی

شب فرقت مین بل کھاتا ہون کیا کیا
قسم ہے مجھکو اوس زلف دوتا کی

وہ دن اپنے گئے تم بھول پیارے
لگے منہ چڑہنے اب قدرت خدا کی

لگے ہمسے بھی تم باتین بنانے
بتو مغرور ہو قدرت خدا کی

مین وہ گم کردہ راہ کاروان ہون
لکیرین تک مٹی ہین نقش پا کی

فلک نے یون کیا برباد ہمکو
پس مردن بھی ہر سو خاک اوڑا کی

۱۷۷ — ۱۵

فقط کوکب نہین تجھسے گلہ مند
ارے ظالم ترا عالم ہے شاکی

سانس بھی سینے سے ظاہر تھی نہ آتی جاتے
نکلی جان مری ہجر مین جاتے جاتے

کون سے دشت مین ہم ٹھوکرین کھاتی جاتے
کہان تقدیر کے لکھے کو مٹاتے جاتے

ہوتی صیاد کے ہاتھون سے جو فرصت ہمکو
چار دن اور ہوا باغ کی کھاتے جاتے

اشک خون ہو کے نکلتے ہین مری آنکھون سے
ماشاءاللہ عجب رنگ ہین لاتے جاتے

ہزار دشنام کہین گے ہم بھی جو کھلی اپنی زبان
منہ بہت چڑھتے ہو جون جون ہین اوٹھاتے جاتے

سرخروئی اوسے اس وجہ سے حاصل ہوتی
خون عاشق کا جو اسے جان بہاتے جاتے

ہوتی امید مجھے زیست کی دو چار گھڑی
آتش ہجر جو وہ دل سے بجھاتے جاتے

داغ پر داغ دیے اوسنے ہین فرقت مین
کبتلک ہم یہ قلق دل سے بھلاتے جاتے

اوسکے دیوانون کی جیب کی نہ سینے پیدا
کیون نہ گیسو وہ نہین زنجیر پنہاتے جاتے

بوجھ گردن سے اوترتا مین سبک ہو جاتا
تم اگر سر پہ مرے تیغ لگاتے جاتے

میرا سینہ ہے کہ قارون کا خزانہ ہے یہ
حسرت و رنج اسی مین ہین سماتے جاتے

غیر ممکن ہے جو بچ جائین مرے ہاتھ سے وہ
ٹوک ہی دونگا کبھی راہ مین آتے جاتے

عاشقون مین مری توقیر سوا ہو جاتی
آپ میت کو اگر ہاتھ لگاتے جاتے

مین وہ حسرت زدہ ہون باغ جہانمین اگر
سب مری قبر پہ ہین اشک بہاتے جاتے

۱۷۸

مجھکو بتلاؤ تو کیا اسمین گنہ تھا کوکب
گر وہ بیمار محبت کو بچاتے جاتے

۱۴

کہان ممکن ہے بجھنا اب دہوان اوٹھنے لگا سر سے
جلا ہے خانۂ دل آتش الفت کی اخگر سے

سن اے بلبل گلستان جہان مین گو ترک میری
نہین واقف ہوئی ہے آجتک بہوون کی چادر سے

بڑی منحوس ساعت سے ہوا تھا عشق کا سودا
نہ اوترا پر نہ اوترا تا لحد یہ جن مری سر سے

تصور مین کٹا جاتا ہے از خود اوسکی برش سے
عجب اک لاگ ہے میری گلے کو تیری خنجر سے

عجب کیا ہے جو ڈوبے کشتئ دل بحر الفت مین
سمندر موج زن ہوگا ہمارے دیدۂ تر سے

بھلا مین ترک کرتا کسطرح الفت حسینون کی
کہ ہر فرد بشر مجبور ہے حکم مقدر سے

یقین ہے جان ہی وہ لی جو سن پائیگا شکوہ ہین
بیان کیونکر کرون راز محبت اوس ستمگر سے

تحیر سا نہ گو یا چمن گلشن کو سکتا ہے
اثر فریاد بلبل کا کوئی پوچھے گل تر سے

تباتو کسلئے منت کرون قاصد کی مین اے دل
پہونچ جائیگا خط اوس گل کو امداد کبوتر سے

بچاؤ جان عاشق کی لب معجز نما کہولو
کہ یہ بیمار اب تو ہل نہین سکتا ہے بستر سے

مری گنتی نکرنا اپنے میخوارون مین اے ساقی
سوا کی خون دل شاہد نہین مین ایک ساغر سے

ہماری قبر کو ٹہوکر لگاتے آپ جاتے ہین
نہ راحت پائی اب بہی ظلم و جور و فتنہ و شر سے

ہوا ہماری سر اسرا اور پڑا خط تک گردن پر
نہایت شرم آتی ہے مجہے قاتل کی خنجر سے

١٧٩

تمہارا کشتۂ تیغ تغافل تہا جو یہ کوکب
ہوئی ہرگز نہ اوسکی چشم وا غوغائے محشر سے

١٠

چل بسے جان سے کتنے تو ہین بیجان کتنے
رہتی ہین ہجر مین اوس شوخ کے نالان کتنے

اک نظر چہرۂ پرنور دکہاؤ صاحب
دیکہو مشتاق ہین در پر مری خواہان کتنے

اے اجل روح مری قبض نکرنا تو ابہی
دل مین باقی ہین مری حسرت و ارمان کتنے

عشق مین زلف مسلسل کے بڑہا یہ سودا
پا بزنجیر ہوئے گبر و مسلمان کتنے

پہر ہوا جوش جنون بار مین نکل جاؤن گا
طے کیے تہے ابہی مین نے تو بیابان کتنے

رحم کر بہر خدا حال پہ عشاق کے اب
جان سی جاتی ہین ایجان ترے خواہان کتنے

چشم واخواہش دیدار مین ہے بعد از مرگ
میری حسرت پہ ہین انگشت بدندان کتنے

اے جنون ہاتہ سے تیری مین تنگ آیا ہون
پہاڑ ڈالے ہین نئی تو نے گریبان کتنے

مر گئے ہم نہ ملی دست قضا سے فرصت
دل کی دل ہی مین رہی حسرت و ارمان کتنے

١٨٠

کیا کہون حال مین شوریدہ سری کا کوکب
میرے نالون سے تنگ آئی ہین زندان کتنے

٩

ہم رقم جو وصف رخ گلعذار ہے
کاغذ برنگ لکۂ ابر بہار ہے

عیسی ترے مریض مین دم کا شمار ہے
اوکہڑی ہوئی ہے سانس دم احتضار ہے

کیا خاک مین بیان کرون حال عشق کو
جان کندنی ہے آٹہ پہر انتظار ہے

بیکار ہے تجکو فکر اسیری سے باغبان — میرے سبب سے تیرے چمن کی بہار ہے

مرنے کے بعد بھی مرے آنسو بہا کیے — حسرت یہ میرے دیدۂ تر اشکبار ہے

اے دل یہ عشق لالہ رخان سے ملا ہے پھل — باغ جہان مین سینہ مرا داغدار ہے

ہوتا ہے بات بات پہ غصہ عبث عبث — اچھا نہ بولین گے جو تمہین ناگوار ہے

مغرور حسن باغ جوانی پہ ہو عبث — دو چار دن کے بعد خزان یہ بہار ہے

۱۸۱ شاید کہ تو نے جام سے عشق ہے پیا
کوکب جو تیری چشم مین ہر دم خمار ہے ۱۸۲

ترے غم مین اے گلبدن کیسے کیسے — سہے ہمکو داغ محن کیسے کیسے

سنائے ہین تمنے سخن کیسے کیسے — اوٹھائے ہین دل نے محن کیسے کیسے

ہمین یاد آتے ہین اے اہل غربت — احبا و اہل وطن کیسے کیسے

کسیکو الم ہے کسیکو خوشی ہے — زمانہ مین ہین یہ چلن کیسے کیسے

مشام دل وجان معطر ہوا ہے — کھلے ہین گل یاسمن کیسے کیسے

پڑے ہین سدا تذکرے شاعرون کے — اوٹھائے ہین لطف سخن کیسے کیسے

کیے بیگنہ تو نے صیاد لاکھون — گرفتار مرغ چمن کیسے کیسے

برا عشق کا ہو وسے دونون جہان مین — کیے ہین غریب الوطن کیسے کیسے

ذرا چشم رحمت سے دیکھو کہ ہین یہ — شہید جفا بیکفن کیسے کیسے

گلستان مین دیکھا جو انکو خرامان — ہوے دل کو خار محن کیسے کیسے

گرفتار صیاد تو نے کیے ہین — خوش آواز مرغ چمن کیسے کیسے

بہار آنے دے اے اسیری دیکھ لینا — دکھاؤن گا دیوانہ پن کیسے کیسے

فلک سے ستم سے وہ ہین بے نشان اب — جو تھے صاحب انجمن کیسے کیسے

فلک سے نے چھپائے ہین کوکب ہزارون

(١٨٢) ہٹا کر تہ خاک تن سے کیسے سکیسے (١٣)

قاتل نے زمانے سے ہی طرز نکالے
عشاق ہین ہی شور خدا جان بچالے

افسوس ہے افسوس تری ہجر کے بیمار
اسطرح پڑے ہین کہ جو لینگے نہ سنبھالے

جو جور و جفا چاہو کرو ہم ہین سزاوار
انسان کو انسان سے خدا بس ہین نہ ڈالے

کیا کہتے ہو تاثیر نہین آہ مین تیرے
ممکن نہین دکھلائین نہ تاثیر یہ نالے

تو قتل نکر حکم کسی اور کو دے شوخ
اس شیفتۂ حسن کا خون تیری بلا لے

ہون بادیہ پیماے جنون حال کہون کیا
ہین دشت نوردی سی مری پاؤن مین چھالے

نازک دل بیمار ہے شیشہ سے زیادہ
کوہ غم فرقت کو یہ کس طرح اوٹھالے

اے جان جہان خوب ہی ہو تم یہ مین ا...
بے سمجھے ہوے دل جو کیا تیرے حوالے

اے دل کبھی رو کر تو کبھی آہ و فغان کی
ارمان تری دیکھیے تو کس طرح نکالے

آزار محبت نے کیا زار یہ اسکو
طاقت نہین بیمار مین اب جو سنبھالے

یہ جور و ستم کرتا ہی عاشق پہ جو اپنے
بدلا مرا اوس کافر بے پیر خدا لے

تا عمر نہ ہین گرد محبت کے پہرونگا
اللہ اگر جان مری اب سے بچالے

(١٩٣) کرتے ہو کمر اپنی جو بہر ظلم وستم پر
کوکب کروہی داغ ہین بیاری ابھی آنے (٨)

ختم کرسے جو ہو باقی کوئی بیداد ابھی
مطمین دل نہین میرا ستم ایجاد ابھی

میری خوبی ہی جو خاموش ہون اوبت ورنہ
آسمان پہٹ گئی گر کھینچون جو فریاد ابھی

فصل گل آنے دو یہ سودا مجھے ہو لینے دے
بیڑیان کاٹ نہ تو پاؤن سی حداد ابھی

ظلم جو کچھ ہین زمانے مین رہی ہوتے ہین
کون سا تمنے کیا ہی ستم ایجاد ابھی

دل مرا باعث بدنامی و رسوائی ہے
اسکو پہلو سے نکالون جو ہو ارشاد ابھی

آشیان میرا جلاتا ہے بہار گل مین
شق زمین ہو کے سما جائے تو صیاد ابھی

آنکھیں کھولے ہوئے دنیا سے جو ہم جاتے ہین | شوق نظارۂ دیدار سے جلا داہی

۱۸۴ — ۱۰

پھر تفریح جو گلشن مین وہ جائے کوکب
سرنگین راستی قد سے ہو شمشادا ہی

تمہاری زلف کا سودا اگر لیتے تو ہم لیتے | یہ آفت اپنے سر پر عمر بھر لیتے تو ہم لیتے
دیا ہی غیر کو کیون ای سہی قد بوسۂ پستان | نہال نو رسیدہ کا ثمر لیتے تو ہم لیتے
نہ ملتا کوئی دنیا مین خریدار ستم تمکو | لٹا کر نقد دل داغ جگر لیتے تو ہم لیتے
بھلا کب تھا دماغ اوسکو وہ تیری بات کا سنتا | جواب اوس بدزبان سی نامہ بر لیتے تو ہم لیتے
نہ تھا یان تک کسیکو بھی تمہارے بوسۂ عارض | اگر دیتے تو ہم دیتے اگر لیتے تو ہم لیتے
کنار غیر مین لائق نہین ہی بیٹھنا پیارے | تجھے آغوش مین اے سیمبر لیتے تو ہم لیتے
نہ تھا ایسا کوئی بیخود جو لیتا بوسہ پا ہی در | مگر یان سنگ اسود جانکر لیتے تو ہم لیتے
موذن نے نہ مہلت دی نہین تو دلمین ٹھہرا تھی | عوض نالون کا ای مرغ سحر لیتے تو ہم لیتے
مزے اغیار سب بیٹھین ہزار افسوس ہم ترسین | لب لعلین کا بوسہ اے قمر لیتے تو ہم لیتے

۱۸۵ — ۱۶

گئے کیون دیکھنے کوکب کو غیرون سے وہ کہتے ہین
مریض ہجر کی اپنے خبر لیتے تو ہم لیتے

نکہت جو اڑی زلف بت غنچہ دہن کی | قیمت نہ رہی نافۂ آہوے ختن کی
دیکھ آیا ہی شائد یہ نگہہ صید فگن کو | ہے جو کڑی بھولی ہوئی ساری جو ہرن کی
جوڑی کی طرح توڑون کا طاقت سے جنون کے | ہی پاؤن مین زنجیر جو میرے کسی من کی
خود رفتہ محبت نے کیا ہے مجھے ایسا | ہے ہوش نہ سر کا نہ خبر رہتی ہی تن کی
اے عیسی دوران نہ بچے گا ترا بیمار | اب گور کی تدبیر ہے تجویز کفن کی
اژدر جو کہون زلف کو تیری تو بجا ہے | چہرے کو ہے تشبیہ تری سانپ کے من کی
جب وطن سے اس بد چرخ نے برباد کیا ہے | مجکو نہین معلوم خبر اہل وطن کی

گلشن مین صبا کہتی ہے آمد ہے خزان کی | پھر کیون نہ بدل جائے ہوا آہ چمن کی
زخمی شب ہجر کو یہ زلف معنبر | دکھلانے لگی تاثیر تو مشک ختن کی
آثار قیامت ہی اگر ہو تو نہ ہو کیون | دل مین ہے سویدا کی طرح یاد وطن کی
اب آپ نہ شرمائین کہ قصہ ہوا آخر | ہر سطر مین مرے دیر ہے اک چشم زدن کی
مدت ہوئی برباد کیا چرخ نے لیکن | باقی ہے محبت مجھے احباب وطن کی
لیجائیگی غربت نہ مجھے سوے وطن پھر | بھیریان بھولا نہین احباب چمن کی
جو ہووے گا گرفتار مصیبت وہی جانے | آزردہ کو کیا قدر بھلا رنج و محن کی
صیاد نے شاید ہی کیا سب کو گرفتار | آواز جو آتی نہین مرغان چمن کی

۱۸۶ ہوتے نہ گرفتار کبھی دام مین کوکب
آتے جو نہ کھانے کو ہوا آج چمن کی ۱۱

خواہش وصل یار دونی ہے | طپش قلب زار دونی ہے
فصل گل سے شراب خواری سے | مستی بادہ خوار دونی ہے
مسی پر لالی تم لگاتے ہو | حسن لب کی بہار دونی ہے
بیوفا سنگدل کے ملنے سے | کاہش جان زار دونی ہے
شوق دیدار و ہجر جانان سے | آنسوؤن کی قطار دونی ہے
ظلم سے جور سے ستم سے ترے | سب مین فرقت کی مار دونی ہے
خواہش وصل مین تڑپ تیری | کیون دل بیقرار دونی ہے
باغ مین وہ شراب پیتے ہین | فصل گل کی بہار دونی ہے
تیری آزردگی سے اے خورشید | سوزش قلب زار دونی ہے
ضبط گریہ سے سوزش دل سے | آتش ہجر یار دونی ہے

شکر ہے حال پر مرے کوکب

نگہ لطف یار دونی سے

انکار کبھی عاشق بیدل نکرینگے
مرجائینگے پر شکوۂ قاتل نکرینگے

خود بین کہین ہو جائے نہ وہ طفل پریرو
آئینہ کو ہم اوس سے مقابل نکرینگے

ظلم و ستم و جور و جفا پر کبھی قاتل
فریاد خدا سے تری بسمل نکرینگے

کہاتے ہین قسم جور و جفا ظلم و ستم کی
اب خنجر ابرو سے وہ گہائل نکرینگے

پروانہ صفت عشق مین جلجائینگے لیکن
فریاد کبھی مثل عنادل نکرینگے

جو دل مین ہو کر شوق سے ظلم و ستم و جور و
شکوہ بہی زبان سے تری بسمل نکرینگے

تلوار پہ تلوار لگا شوق سے قاتل
ابرو کو بہی ٹیڑہا تری گہائل نکرینگے

کیا کام ہے کعبہ سے ہمین اے بت کافر
رخ سوے خدا بہی ترے مائل نکرینگے

سو بار کرین قتل اگر وہ ہمین کوکب
نالہ کبھی ہم مثل عنادل نکرینگے

دیکھے کوئی انداز تمہارے مری دل سے
پوچھے کوئی اس حسن کو پیاری مری دل سے

پھر حوصلہ عشق مین تمسے کرون توبہ
ہووے نہین وہ ظلم تمہارے مری دل سے

دشمن کو بہی اللہ نہ دے صدمۂ فرقت
پوچھے کوئی اس درد کو پیاری مری دل سے

پیری کبھی نشان گر کہ نمایان ہوے لیکن
ہووے نہین گلشن کی نظاری مری دل سے

ہر تیر نگہ یار کلیجے کے کیا سے
پوچھے کوئی یہ ظلم تمہاری مری دل سے

پھر جائیگی سرمہ کی طرح خاک سیہ برق
نکلین گے جو فرقت کی شرارے مری دل سے

جیسے کہ ہوا وصل ترا اے شہ خوبی
رنج و غم و اندوہ سدہارے مری دل سے

صد شکر بچی جان مری دست جنون سے
داغ غم فرقت کی بہاری مری دل سے

زخمون مین چمک اوٹھی گی رہ رہ کے ہمیشہ
ہو لینگے نہ اوس بت کی نظارے مری دل سے

دم باز و غا کیش جفا جو ستم آرا
پوچھے کوئی اوصاف تمہارے مری دل سے

کوکب سے جفا ہو گئے اک بوسۂ لب پر
او پشیمان گے نہ یہ ظلم تمہارے مری دل سے

تڑپتے تڑپتے سحر ہو گئی ... یونہین رات غم کی بسر ہو گئی
جہان میری آنکھون مین اندھیر ہے ... کہ اوس بت کی ترچھی نظر ہو گئی
ہوسے سو نے پردہ ہی رو دیا کیے ... عجب چشم تر با اثر ہو گئی
بتہا ہو نہ کیا از بہر خدا ... سحر انتظار شب قمر ہو گئی
خدا جانے کیا حال دل اب کرے ... کہ الفت کی اوسکو خبر ہو گئی
عیان نوح کا ہو گا طوفان ابھی ... اگر موجزن چشم تر ہو گئی
کیا رشک فرہاد و مجنون اوسے ... نہایت کی جس پر نظر ہو گئی
رہا ہجر کو شب وصل بھی ... وہ سو یا کیے اور سحر ہو گئی

پراگندگی گیسوون سے کوکب تجھے
طبیعت یہ مائل کدھر ہو گئی

محبت ہمسے خفا ہے وہ بت بدگمان کیا کیجے ... صفائی کی کوئی بنتی نہین تدبیر کیا کیجے
خیال رخ نہین جاتا کسی تدبیر کیا کیجے ... تصور سے نہین ہٹتی تری تصویر کیا کیجے
پہنسایا ہی جنون وحشت نے پھندے مین ستمگر کے ... بہت بھاری پڑی ہی پاؤن مین زنجیر کیا کیجے
کرین نالے بھرین آہین یہ سو ہین بیٹھی ہین اک شب ... یہی اپنے لبون سے خواہش تقریر کیا کیجے
شب فرقت مین نالے کس طرح ہم کرتے ہین لیکن ... تمہارے دل پہ کچھ ہوتی نہین تاثیر کیا کیجے
ستائی ہم نے اوسکو جس طرح اسنے ستایا ہی ... مگر ملتی نہین ہمکو کہین تقدیر کیا کیجے
وہ سمجھتے جانی ہی نہین میری خطا قاتل ... گلے پر رگ کے چلتی ہی تری شمشیر کیا کیجے
مجھے جب ذبح قاتل کر چکا تو ہنسکے یہ بولا ... بس اب تنہا یہی کافی ہی اب تشہیر کیا کیجے

ہوا اک شب نہ وصل یار ... کوکب

۱۹۱ — ۱۵

نہ آئی راستی پر عمر بھر تقدیر کیا کیجے

کبھی اک ضبط پر دم مستی مین دلا یا ہے
کسیکے عشق مین آہ و فغان کی اثر [illegible]
جلا ہون طور کی مانند مین برق تجلی سے
نہ آیا چین اکدم بھی کسی کروٹ کسی پہلو
نہین ثانی دو عالم مین ترا اللہ شاہد ہے
ارے سے بھی تا مرے درد جگر کا حال ظاہر ہے
عجب عالم ہوا ہے آمد فصل بہاری سے
خدا شاہد ہے آنسو انکی آنکھون سے برابر ہین
سمندر آنسوؤن کے بہر دیا رو رو کے آنکھون نے
وہ بلبل ہون نہ سویا خود نہ سونے پایا ہے گر
مرے تابوت سے دیکھو سطرح نکلی سر کا شور سے
قسم ہے تجھکو اپنے ظلم کی ظالم بتا مجھکو
نہ دنیا کی خبر مجھکو نہ عقبی سے غرض ہے شاہا
خدا دیکر دیا جسکو [illegible] غرور اسکو

صدائے تیشہ یا دفی ہے کبھی راز سنی جلا یا ہے
نہین ہے یہ یاکون پہیلا [illegible] ہے
رخ پر نور کا جلوہ اگر اوسنے دکھایا ہے
شب فرقت مین اس نے مجھکو کیا کیا ستایا ہے
تجھے تو صانع قدرت نے اک بت وہ بنایا ہے
کوئی اوسکو ستائے جسنے میرا دل ستایا ہے
ہمارا داغ دل پہر آج گل کچہ رنگ لایا ہے
شب فرقت کی ہمانی کو خب ہمنی سنایا ہے
تمہارا دہیان جب فرقت مین یکجان مجھکو آیا ہے
فراق گل ہے مین نالہ کرکے گلچین کو جگایا ہے
خیال دشت گردی جوش وحشت مین سمایا ہے
ستم کرنا جفا کرنا تجھے کسنے سکھایا ہے
تمہارے عشق نے پیارے دو عالم کو بھلایا ہے
سر نخوت زمین کر کیا ذلت پر بٹھایا ہے

۱۹۲ — ۱۴

نہ گذری وصل مین بھی ایکدم راحت سے ای کوکب
شب فرقت کا دل مین اسقدر ڈر کا سمایا ہے

حال جفا و جور تو قاتل سے پوچھیے
بیجا ہے لطف ذبح جو قاتل سے پوچھیے
خوف خزان سے رہتی ہین نالان بہار مین
[illegible] پاس ادب [illegible]

ہان رنج ہجر یار مرے دل سے پوچھیے
لذت حلال ہونے کی بسمل سے پوچھیے
صدمہ فراق گل کا عنادل سے پوچھیے
میرا یقین نہو مرے قاتل سے پوچھیے

دیوانہ ہے کہ کچھ بھلا کیا زبان سے — مجنون کا حال صاحب محمل سے پوچھیے
بیدرد خود جو ہو تو اوسے قدر ہو گی کیا — تکلیف زخم دل کسی گھائل سے پوچھیے
بیدرد اوسے طرح سے دم قتل بھی رہے — قاتل گواہ ہے مرا قاتل سے پوچھیے
پوچھی بھی بات بھی تری اوس گل رخ نے آنکھ — کیون جان دی ہے اس دل غافل سے پوچھیے
پروانہ سان جلا ہون میں محبت میں آنکر — اس کیفیت کو حاضر محفل سے پوچھیے
تا کے شب فراق کو صدمے اوٹھائین ہم — اس انتہا کو اوس مہ کامل سے پوچھیے
مجھسے بیان ہو ئیگا درد شب فراق — اس رنج کو تو آہ مری دل سے پوچھیے
بعد فنا بھی دید کی حسرت ہی اسقدر — قاتل کی سمت آنکھ ہی قاتل سے پوچھیے

١٩٣
کوکب فراق یار میں اس جسم زار سے
دقت سے روح نکلی ہی مشکل سے پوچھیے
٨

نہ کیونکر دل فدا ہو نور رخ پر اوس ستمگر کے — شب فرقت میں جسکی صبح ہم کرتی ہین مر مر کے
ہوا زہرہ جبین کا وصل اک شب بھی نہ جی بھر کے — اوٹھاؤن تا کجا جور و ستم چرخ بد اختر کے
ہوا ہے اوسکا عاشق جب لاکھون کی گلی کاٹی — غضب ہی پڑا ہی یہ دل شیدا مری سر کے
تڑپتی ہین سسکتے ہین جیتی ہین نہ مرتی ہین — پڑے ہین سیکڑون گھائل تری ابرو کے خنجر کے
نہ آیا جب نظر کوئی جہان میں دوسرا مجھسا — بہت رویا مرا قاتل مرے سر کو جدا کر کے
کدھر جاؤن کرون کیا کچھ نہیں تدبیر بن پڑتی — بہت عاجز ہوا ہون ہاتھ سے اپنی مقدر کے
ترقی تو بھلا کیا ابر باران لاکھ گر برسے — مقابل ہو نہیں سکتا ہمارے دیدۂ تر کے

١٩٤
ملا یا خاک کو بھی خاک مین افسوس ای کوکب
نتیجہ یہ ہوا حاصل بت بے پیر پر مر کے

بڑی آرام سی سوتے ہین نیند آئی ہی مشکل سی — یہ رفعت پائی ہم نے ذبح ہو کر دست قاتل سے
ہزارون آنکھ سے دیکھی تری کوچے میں اے قاتل — سسکتے لوٹتے بیجان تڑپتے مرغ بسمل سے

ہجوم عاشقان سے اسقدر اوسکو تنفر ہے
نکالی جاتی ہے ہر روز شب کو شمع محفل سے

عوض اشکون کے خون رویا نہ سویا مین برسون
ہماری قسمت کا صدمہ کوئی پوچہے تو قاتل سے

شب فرقت کی مر مر کے سحر کرتا ہون مین لیکن
محبت ان حسینون کی نہین جاتی مرے دل سے

خزان کی آمد آمد ہے صبا کی خاک اوڑائی ہے
فنا کی گل ہین ثابت ہوئی شور عنادل سے

ہلائی بیفائدہ کوشش قضا ہی آن پہونچی ہے
مین تڑپا کیا کیا پر نچہوٹا دست قاتل سے

مجھے بسمل کیا منہ پہیر کر جسوقت قاتل نے
بدن سے روح میری کس طرح نکلی ہے مشکل سے

شراب حسن سے بیہوش ہے خود وہ پری پیکر
تباہ شکوہ غفلت کرون کیا ایسے غافل سے

میری وحشی تہا تو نجد مین کیسی گذرتی ہے
صدا یہ قیس کو ہر مرتبہ آتی ہے محمل سے

مجھے تو ناخدای عشق نے ڈالا تلاطم مین
خدایا تو لگا دے کشتئ دل میری ساحل سے

لحد مین دفن کر کے تا قیامت پھر نہ لی کروٹ
ہمارا ساتھ چھوڑا دوستون نے پہلی منزل سے

گلون کی پاس خالق نے کیا خارون کو ہی پیدا
عنادل نے جو فریاد ستم کی اونکی عادل سے

کبہی آنکہون مین آنسو ہین کبہی نالہ زبان پر ہے
مزا فرقت کا پوچہے آنکر کوئی مری دل سے

یہ الفت تہی کہ سر دشتی سے مجنونکو جب دیکہا
اولٹ کر پردہ لیلی بہی نکل آئی ہے محمل سے

۱۹۵ یہ خنجر ہوا کوکب وہان جسنے قدم رکہا
نہ زندہ آج تک کوئی پہر آیا کوے قاتل سے ۱۵

وہ گل نہین کہ نہ پیدا ہو جس سے بو تیری
وہ دل نہین کہ نہو جسمین آرزو تیری

حرم مین دیر مین کعبہ مین میکدہ مین صنم
کہان کہان پہ نکی ہے ہمنے جستجو تیری

وہ سنکے حسرت دل مجھسے کہتے ہین اکثر
خدا کرے کہین پوری ہو آرزو تیری

تجہی نے انکو گلستان مین دی ہے جا وہ گری
وہ گل ہے کونسا جسمین نہین ہے بو تیری

تباتو گذرے گی کیا میرے دل پہ فرقت مین
کرونگا یاد جو اے شوخ گفتگو تیری

تجھے کو عالم ارواح مین بہی ڈہونڈہا تہا
خدا گواہ کہ تہی وان بہی جستجو تیری

چمن مین دیر مین کعبہ مین ہے یہی چرچا | گئے جہان یہ سنی ہمنے گفتگو تیری
جہان مین دیکھی ہزارون طرحکی گل ہمنے | مگر کسی مین نہ اے شوخ پائی بو تیری
نہ خاک ہوکے بہی ہم جستجو سے باز آئے | اوسیطرح سے رہی دل مین آرزو تیری
وصال مین جو تو کہتا ہے ہٹکے بیٹھ ذرا | نہین ہے کم مجھے نشتر سے گفتگو تیری
حرم ہی گہر ہے ترا دیر ہی مقام ترا | ملا وہین یہ جہان کی ہے جستجو تیری
بہلا تلاش سے کیونکر مری تشفی ہو | مزہ وصال کا دیگی نہ آرزو تیری
عبث تو دیتا ہے الزام گوشہ گیری کا | سدا تلاش رہی مجکو کو بکو تیری
ہر ایک شیشہ ہے مثل بلبل بیدل | اوڑے ہے بوسے نزاکت جو چار سو تیری

۱۹۶
غلام ہے تو شہ کربلا کا اے کوکب
خدا جہان مین رکھیگا آبرو تیری
۹

ٹہوکرین در در کہلاتی ہے جدائی آپکی | مار ڈالیگی ہمین یہ کج ادائی آپکی
اب نہ دونگا دل کسی گلرو کو مین تا زندگی | باعث توبہ ہوئی ہے بیوفائی آپکی
اسقدر صدمے سہے پر بات نکلی منہ سے کبھی | مرگئے فرقت مین ہم یان تک وتنہائی آپکی
جان جان ہم آپ ہی کس بات کا شکوہ کرین | دل مین رہتی ہے نہین کوئی برائی آپکی
وصل کی لذت اوٹھائی ہے دل بیتاب نے | شاق گذرے گی بہت اب تو جدائی آپکی
کتنے دیوانے ہوے کتنے ہوے بیدل ہلاک | دیکھیے کیا کرتی ہے یہ کج ادائی آپکی
آپ کیون ہر بات پر آنکھین دکھاتی ہین ہمین | دل سے اوٹھنے کی نہین بے اعتنائی آپکی
رات بھر رو رو کے فرقت کی سحر ہوتی ہے آہ | جان لیگی ایک دن پیارے جدائی آپکی

۱۹۷
جب سے دیکھا اک نظر کوکب نے دیوانہ ہوا
موجد وحشت ہوئی جلوہ نمائی آپکی
۹

یہ کب سے چال اے گلرو نکالی | قیامت کی روش ہر سو نکالی

گلون سے زیادہ میرے گلرو کو جو دیکھا
تصدق کے لیے خوشبو نکالی

شب فرقت حرارت دل کی مین نے
بہا کر چشم سے آنسو نکالے

ہزارون دل کیے پامال تو نے
نئی رفتار اے گلرو نکالی

لگا کر تیغ اے جلاد بدکیش
مجہی پر حسرت بازو نکالی

موے پر جا کے پہونچی خاک اوس تک
رسائی اپنی تا پہلو نکالی

خفا ہوتے ہو سنکے حرف مطلب
یہ کیسی بات اے گلرو نکالی

ہزارون بے چہری ہوتے ہین بسمل
ستم کی جنبش ابرو نکالی

تلاش دید مین اوس گل کے کوکب
ہوس ہی دوڑ کر ہر سو نکالی

کس شمع رو کا یان پر افسانہ ہو رہا ہے
دل تذکرہ پہ جسکے پروانہ ہو رہا ہے

جس شمع رو پہ عالم پروانہ ہو رہا ہے
دل اپنا اوس پری کا دیوانہ ہو رہا ہے

جس جا پہ آشیانہ بلبل کے تہی ہمیشہ
وان ظلم چرخ سے اب ویرانہ ہو رہا ہے

اس عشق کا برا ہو دشمن بنایا اسکو
اپنا جو ہے وہ مجہسے بیگانہ ہو رہا ہے

ہرگز نہین ہے پروا پوچہیگا وہ نہ حاشا
کیون اوس پری کا ای دل دیوانہ ہو رہا ہے

کیا حال مین سنون گا ناصح تری نصیحت
یہ دل کسی حسین کا دیوانہ ہو رہا ہے

کہلتا نہین ہے یارو کیا ہی خطا ہماری
ہمسے خفا خفا کیون جانانہ ہو رہا ہے

کسکا ہے دور ساقی ہمسے تو کہہ خدارا
خالی جو آج کل یہ میخانہ ہو رہا ہے

اس چرخ نے مٹائی کیا کوئی انجمن پہر
ہر جا پہ جسکا یارو افسانہ ہو رہا ہے

کچہہ سوزش درون سے آگاہ کر مجہی بہی
کس شمع رو کا اے دل پروانہ ہو رہا ہے

مین کیا کرون کسیکی دلداری و تشفی
دل میرا آپ مجہسے بیگانہ ہو رہا ہے

فضل خدا سے ہے ہوگا سامان عیش و عشرت
از خود فراغ اپنا شاہانہ ہو رہا ہے

رخصت بہار کی ہے گلشن پہ ہی اداسی
لبریز عمر گل کا پیمانہ ہو رہا ہے

١٩٩ — ٤

عاشق کے چھیڑنے کو فرماتے ہین وہ کوکب
مبتلا تو کس پری کا دیوانہ ہو رہا ہے

عشق بتان سے جلوہ یاد خدا بھی ہے
ناقوس بھی ہے دل مرا قبلہ نما بھی ہے

کب تک شب فراق کی صدمے اوٹھاؤن مین
آخر تمھارے ظلم کی کچھ انتہا بھی ہے

کعبہ مین بھی وہی ہے حرم مین بھی ہے وہی
سب مین ملا ہوا بھی ہے سب سے جدا بھی ہے

آنکھون مین میری ترک کی دیکھو تو غور سے
عشوہ بھی ہے کرشمہ بھی ناز و ادا بھی ہے

خط لیکے نامہ بر سے مرا پوچھتا ہے وہ
اسکے سوا کچھ اور زبانی کہا بھی ہے

حاضر ہے دل کے شوق سے ٹکڑے اڑائیے
لیکن یہ بے قصور بھی ہے بے خطا بھی ہے

عشق بتان مین بھول ای دل خدا کو تو
انجام کا خیال کر آخر خدا بھی ہے

دل کو نہ عشق زلف مین الجھن ہو کسطرح
دیوانہ ہی نہین ہے اسیر بلا بھی ہے

بسمل وہ ہون کہ شکوہ قاتل نہین کیا
میرے مقابلہ مین کوئی دوسرا بھی ہے

کیا جانیے وہ حال دل زار کیا کرے
بے رحم بھی ہے یار مرا بے وفا بھی ہے

اے گلعذار مجکو نہ قدمون سے کر جدا
اچھے جہان ہزار ہین ان اک برا بھی ہے

کس کس گلی کی ٹھوکرین کھائی ہین ای فلک
یون ہمسایے وطن کوئی دربدر ابھی ہے

اتنا بھی عاشقون پہ نہ ظلم و ستم کرو
اک روز حشر بھی ہے ترا اور خدا بھی ہے

٢٠٠ — ٩

کوکب کو اسقدر تو نہ عاجز کر اے صنم
عاشق فقط نہین ہے ارے دل جلا بھی ہے

اک چوٹ عشق کی ہے جو دل پر لگی ہوئی
رہتی ہے آگ سینہ کے اندر لگی ہوئی

گذرا یہ فرض مین کہ لب بام آئے گا
دیکھی جو بھیڑ یار کے در پر لگی ہوئی

کہیے تو حال دیدۂ تر کچھ بیان کر
ہے آنکھ کس سے ای دل مضطر لگی ہوئی

جتنا کرو گے ظلم و ستم ہم ادا ہین سگے
بس اتنو دہن یہی ہے ستمگر لگی ہوئی

تڑپے ہے یہ بسمل طائر بسمل نہ کس طرح
برچھی ہے عشق کی مرے دل پر لگی ہوئی

آئے گا رحم اوسکو نہ مجہپر کسی طرح
گو نشتر دہے مری سر دفتر لگی ہوئی

بہر بہر جام عمر سے پی لین شراب ناب
ہے آنکہ اسلیے ہو سے ساغر لگی ہوئی

لائیگی پیچ مین یہ کسی بیگناہ کو
پہر گہات مین ہے زلف معنبر لگی ہوئی

۲۰۱ ۱۱

کوکب سے بہی زیادہ کوئی جان نثار ہے
تصویر کسکی ہے یہ برابر لگی ہوئی

مدفن پہ ہمارے سے گذر اے جان نہین کرتے
رخ بہی طرف گور غریبان نہین کرتے

ایسا نہو صیاد ہو بد ظن کہین ہمسے
دل مین بہی کبہی یاد گلستان نہین کرتے

ہم جان سے جاتی ہین وہ ہنستی ہین غضب ہے
افسوس توجہ کسی عنوان نہین کرتے

پہر کونسی صورت ہو رہائی کی بتا دے
منت کی سماعت مری دربان نہین کرتے

کیا قہر ہے افسوس شب وصل بہی اے جان
منہ میری طرف تم کسی عنوان نہین کرتے

اے رشک پری فصل جنون مین بہی ہمہ افسوس
دیوانون سے خالی کبہی زندان نہین کرتے

حسرت رہی تا زیست نہ ہم چین سے سوئے
ایسا بہی تبنگ اے دل نالان نہین کرتے

اک لحہ نہین گشت بیابان سے ہے فرصت
اسدرجہ بہی عاشق کو پریشان نہین کرتے

کس کام یہ آئیگی مسیحائی تمہاری
بیمار تپ ہجر کا درمان نہین کرتے

ایسا نہو اور مر جائے کہین نیند گلون کی
اسدرجہ فغان بلبل نالان نہین کرتے

۲۰۲ ۱۲

مشکل مین پہنسا ہے یہ غلام آپکا آقا
کوکب کی مدد یا شہ مردان نہین کرتے

ہو ذکر کا ہوا مقام فضا سے چمن مجہے
آیا جو دل مین یاد وہ غنچہ دہن مجہے

ہر چند سیر خلد برین بہی نصیب ہے
بہولی نہین مگر ابہی یاد وطن مجہے

حسرت یہ لیکے جاتا ہون دنیا سی اے اجل / غربت نصیب ہون نہ ملیگا کفن سے مجھے

سیر چمن سے ہوگا شگفتہ کبھی نہ دل / بہولے گی تا بہ عمر نہ وہ انجمن سے مجھے

دریاے عشق مین مری کشتی تباہ ہے / کیا کیا کنوئین جھنکاتا ہے چاہ ذقن سے مجھے

صیاد تیری قید مین مدت سے ہون مگر / ابتک تو دل سے بہولا نہین ہی چمن سے مجھے

گو انقلاب دہر سے غربت نصیب ہون / لیکن اوسی طرح سے ہے یاد وطن مجھے

بہولون گا عمر بہر ترا احسان نہ زینہار / صیاد تو دکہائے جو سیر چمن سے مجھے

آیا نہ رحم تجکو مرے حال پر فلک / برباد کر دیا ہے چہوڑا اگر وطن سے مجھے

جینے سے بہی زیادہ خوشی موت کی ہو پہر / اے دل کرے جو صید وہ ناوک فگن سے مجھے

غربت کی موت سے بہی مری جان جائیگی / بہولیگی قبر مین بہی نہ یاد وطن سے مجھے

٢٠٣ کوکب ہوگا مجھسا بہی آوارۂ وطن ١٠
بعد فنا ملے گا نہ گور و کفن سے مجھے

اب دل کو ستر زلف گرہ گیر کہان ہے / وحشی ہون مگر پاؤن مین زنجیر کہان ہے

سودا ہوا پہر زلف پریشان کا جنون مین / حداد مرا طوق گلوگیر کہان ہے

کر جائے سبکدوش مجھے قاتل بیرحم / مشتاق گلا ہے تری شمشیر کہان ہے

منت کی بہی حداد تجھے فکر نہین ہے / موسم ہے جنون کا مری زنجیر کہان ہے

دل پر تو اثر ہوتا نہین تیرے ستمگر / پہر نالۂ جانسوز کی تاثیر کہان ہے

اک بات مین زندہ کیا اک بات مین مردہ / اعجاز ہے جادو ہے یہ تقریر کہان ہے

تاخیر مرے قتل مین کرتا ہے سبب کیا / موجود ہون قاتل تری شمشیر کہان ہے

ہو آئینہ دل سے مری دور کدورت / ملجائے وہ ایسی مری تقدیر کہان ہے

اغیار ہوے جب سے ترے وارد صحبت / عاشق کی وہ اب عزت و توقیر کہان ہے

۲۰۴ کوکب مرے پہلو میں وہ تصویر کمان ہے ۱۲

مریض عشق مسیحا کی دوا کیا ہوگی
طول آزار نے کھینچا تو شفا کیا ہوگی

پیشتر مرگ سے خود مرنے کو موجود ہین
میرے پاس آنکے خوشنود قضا کیا ہوگی

بے چھری ذبح کیا ہاتھ نے قاتل کے مجھے
شوخی اب اس سے سوا رنگ حنا کیا ہوگی

زندگی ہی مین مٹا بیٹھا ہون مین نام و نشان
خاک برباد مرے بعد فنا کیا ہوگی

جان بھی لینے کو موجود ہو تڑپا تڑپا
اس سے اب اور زیادہ تو جفا کیا ہوگی

کیون خبر میری نہین لیتے ہو اے عیسیٰ وقت
کارگر بعد فنا کے یہ دوا کیا ہوگی

طلب بوسہ پہ کرتے ہو نظر بند مجھے
بڑھ کے اب اس سے مری جان سزا کیا ہوگی

ایک دم چین نہین ہے شب فرقت مین مجھے
سختی ہجر اب اس سے تو سوا کیا ہوگی

کج ادائی کا گلستان جو ہے اوسکی ہین یہ گل
لالہ رویون مین دلا بوئے وفا کیا ہوگی

مرتے دم تک یہ مرے ساتھ ہی ہین ساتھ اسکے
بے تصور روح مری مجھسے جدا کیا ہوگی

رنگ گلشن جو خزان آکے مٹا دیتی ہے
اسکی تعذیر بتا باد صبا کیا ہوگی

۲۰۵ سب مرے حال پریشان پہ حیران ہین کوکب
میری دشمن تو بھلا خلق خدا کیا ہوگی ۱۱

قمری کو گرفتار جو صیاد کرین گے
شکوہ ستم و ظلم کا شمشاد کرین گے

اس طرح شب ہجر مین نکلے گی مری جان
افسوس بہت حال پہ جلاد کرین گے

دیکھون وہ مجھے قید سے کب دینگے رہائی
وہ کون سا دن ہوگا جو آزاد کرین گے

اتنا بھی ستا ہمکو نہ تو اے بت کافر
اک حشر بپا ہوگا جو فریاد کرین گے

ہمسے وہ بگڑتے ہین یہ اچھا نہین کرتے
پچھتائین گے واللہ بہت یاد کرین گے

یون جان پھڑک کر مری نکلے گی قفس مین
پچھتائین گے افسوس یہ صیاد کرین گے

کس واسطے باندھی ہے کمر قتل پہ میرے
کیا پائین گے مجھکو جو وہ برباد کرین گے

دیکھا جو حسینون کی طرف آنکھ اوٹھا کے
ٹکڑے ترے ہم ای دل ناشاد کرین گے

جس طرح سے جی چاہے تو کر قتل مگر ہم
شکوہ نہ زبان سے ترا جلاد کرین گے

سب ظلم و ستم کر چکے فرقت مین وہ ہم پر
کہتا نہین اب کیا ستم ایجاد کرین گے

۲۰۶ — ۱۱

اپنا تو ارادہ بخدا ہے یہی کوکب
مرجائین گے فرقت مین نہ فریاد کرین گے

تم کیون شب فرقت کا مداوا نہین کرتے
بیمار سے پرہیز مسیحا نہین کرتے

تاثیر سوا ہوئے گی کیا آہ کی اس سے
کس روز کن آنکھون سے وہ دیکھا نہین کرتے

معشوق ہوے کسکی بدولت یہ بتائین
ہمسے وہ بگڑتے ہین تو اچھا نہین کرتے

روتے ہین کبھی اور کبھی کرتے ہین فریاد
ایجاد شب ہجر مین کیا کیا نہین کرتے

کیا جائین گے ہم حشر مین دنیا سے نہنکر
اسے قبر کفن اسلیے میلا نہین کرتے

اللہ سے فریاد کرونگا مین تمہاری
دل لیکے مکرتے ہو یہ اچھا نہین کرتے

کرتا ہے دلا شکوۂ فرقت جو ہر اک سے
معشوق کو اس طرح یہ رسوا نہین کرتے

مین نے ہی اونہین عشق مین بدنام کیا ہے
وہ قتل جو کرتے ہین تو بیجا نہین کرتے

ہمسا بہی نہو گا کوئی ثابت قدم عشق
مرتے ہین مگر ہجر کا شکوا نہین کرتے

انکار ستم آپکا بیجا ہے سراسر
کسدن مجھے فرقت مین رولایا نہین کرتے

۲۰۷ — ۱۰

مرجاؤگے اک روز تپ ہجر سے کوکب
کیون یار علاج دل شیدا نہین کرتے

ڈھونڈو تو ای دل تلاش کو سے دلبر چاہیے
آہ و زاری شومئی قسمت سے شب بھر چاہیے

نکلے خود بینی کا جوہر آئینہ سے کس طرح
عیب اسکا دور کرنیکو سکندر چاہیے

نشتر فولاد سے کیا کام ای فصاد اسے
فصد عاشق کے لیے مژگان کا نشتر چاہیے

کیون خفا ہوتا ہے مجھسے بے سبب جلاد تو
مین تو حاضر ہون اگر تجھکو مرا سر چاہیے

۵۷ تاریخ نہین جہان سے کے پریزاد بے سبب ۱۲

ایک مدت سے نہین سنتی صدائے عندلیب | آشیانِ زاغ کے اب ہین بجائے عندلیب
جبکہ مسکن بوم کا ہوئی بجائے عندلیب | پھر نہ کیون صحرا الصحرا خاک اڑائے عندلیب
ہائے ہمدرد انہین ظلم و جور سے صیاد کے | اب تو گلشن مین نہین ٹکتی ہین پائے عندلیب
دانہ الفت بچھائے بوئے گل سے جا بسو | دام الفت سے خدا تجھکو بچائے عندلیب
دیکھتے ہین اسقدر ہم منقلب رنگ جہان | آشیانِ زاغ کے اب ہین بجائے عندلیب
فصل گل مین بھی وہ اڑات ہے خزان کی خوف سے | غور سے دیکھی تو ثابت ہو وفائے عندلیب
کس ستم سے حیف ہے گلچین نے اور صیاد نے | نوچ ڈالی توڑ ڈالے بال و پائے عندلیب
گل خموشی کے سوا دیتی نہین ہرگز جواب | خاک رازِ دل او نہین اپنا سنائے عندلیب
لے ہوا ٹھنڈا کلیجہ اب تو اے گلچین ترا | کان مین کوسون نہین آتی صدائے عندلیب
آج کل تو فصل گل ہے خوب زور و شور پہ | کوئی سنے کا نہین آہ و بکائے عندلیب
عشق گل مین کچھ نہین حاصل سوائے شور و شین | سیکڑون اپنے جگر پہ داغ کھائے عندلیب

۵۸ ہو گئے ہمدرد اپنے راہیِ ملک عدم
اب کوئی باقی نہین کوکب سوائے عندلیب ۹

بیابان نوردی بیابان سے مطلب | ہمین کب ہے سیر سلیمان سے مطلب
ہے جمعیت دل او سکے سے ... | جسے ہو سے زلف پریشان سے مطلب
ہو بچتا نہین ہاتھ ڈالے جو اسپر | جنون تجکو میرے گریبان سے مطلب
نہین دل کو پروائے دنیا و عقبٰے | ہمین ہے فقط کوئے جانان سے مطلب
ہمین جوشش وحشت مین رہتا ہے پیارے | غم و نالہ و آہ و افغان سے مطلب
ہمیشہ ترے ہجر مین اے گل تر | مرے آنسوون کو ہے دامان سے مطلب
عنایت جنون کی یہ مجبیر ہوئی ہے | کہ ہے وحشت طیر و بیابان سے مطلب

گئی جب کہ دریا مین کشتی ہماری
تو پھر کیا رہا ہمکو طوفان سے مطلب

٥٩ مرے ہاتھ کو جوش وحشت مین کوکب
ہمیشہ ہے اپنے گریبان سے مطلب ١٦

بانئے ظلم و پر جفا ہین آپ
بخدا کتنے بیوفا ہین آپ

جان لی جسکو اک نظر دیکھا
سچ ہے عشاق کی قضا ہین آپ

طلب بوسہ پر وہ کہتے ہین
بخدا قابل سزا ہین آپ

تم سے مردے جو کرتے ہین زندہ
یا مسیحا ہین یا خدا ہین آپ

شربت دید سے ہوا اچھا
مرض عشق کی دوا ہین آپ

اس طرف بھی نگاہ لطف رہے
مجھسے بھی صورت آشنا ہین آپ

کچھ خوشامد سے مین نہین کہتا
بخدا لائق ثنا ہین آپ

کشتہ کرکے نہ آئے تربت پر
کتنے پر حسرہ و پر جفا ہین آپ

کیا خطا ایسی ہوگئی سرزد
بے سبب مجھسے کیون خفا ہین آپ

مین نے خود جان دی کسیکا کیا
سچ تو یہ ہے کہ بیخطا ہین آپ

قتل کرکے نہ دیکھا عاشق کو
کس قیامت کے کج ادا ہین آپ

طرز تقریر سے ہوا ثابت
آج کچھ ہم سے کچھ خفا ہین آپ

جیسے اس حسن کو کوئی پوچھے
حور اندام مہ لقا ہین آپ

اک نظر بھی نہ دیکھا عاشق کو
واہ پابند صد حیا ہین آپ

قدر دان جان کر دیا تھا دل
ہم نہ سمجھے تھے بیوفا ہین آپ

٦٠ سچ ہے کوکب کا قول یہ اسنے سب
سنگدل بانئے جفا ہین آپ ١٥

یکبیک مرے وحشت مین دارہ بھر آئی غربت
دربدر ٹھوکرین کس کس کو کھلائی غربت

پردہ رہ جائے جو مٹی مین ملائے غربت ‌ ‌ آنکھہ یاران وطن کو نہ دکھائے غربت

لیلو بازار محبت سے جنون کا سودا ‌ ‌ چاہیے توشۂ رہ کچھ تو برائے غربت

راہ تو جاتے ہین لیے عشق کا سودا سر مین ‌ ‌ دیکھیے تا بہ کجا ہمکو پھرائے غربت

کیا کرون حال بیان ظلم و ستم کا تیرے ‌ ‌ سیکڑون خاک مین ہین تو نے ملائی غربت

پھر بہار آئی ہوا جوش جنون پھر مجکو ‌ ‌ دیکھیے کیا مجھے صحرا مین دکھائے غربت

جان کا بچنا بھی ہو جائیگا مشکل مجکو ‌ ‌ آفت دشت نوردی نہ دکھائے غربت

زیر سنگ ہے اور زورش کی جا کاٹی ہین ‌ ‌ کسقدر مین بھی اوٹھاتا ہون جفائے غربت

مر بھی جاؤن تو خبر جا کے نہ لے کوئی ‌ ‌ ہے یقین روز سیہ اب وہ دکھائے غربت

قیس نے بھاگ کے لی راہ عدم کی جسدم ‌ ‌ مین ہوا آ کے گرفتار بلائے غربت

جو یہان آیا تہ خاک چھپایا تو نے ‌ ‌ حال کیا اپنا کوئی تجکو سنائے غربت

عاشقون مین بھی رہ جاتی ہے عزت میری ‌ ‌ تو اگر مجکو تہ خاک چھپائے غربت

تیز رفتار ہون طاقت ہے جنون کی ایسا ‌ ‌ ہم ہی سے مرے شل ہوتے ہین پائے غربت

تیرے احسان کا ممنون ہونگا تا عمر ‌ ‌ دشت گردی سے جو تو مجکو بچائے غربت

۹۱ مین وہ حسرت زدہ ہون باغ جہان مین کوکب ۱۵
روئے والا نہین رکھتا ہون سوائے غربت

محو جمال یار رہا دل تمام رات ‌ ‌ مہمان تھا جو وہ مہ کامل تمام رات

خالی نظر پڑا مجھے پہلو جو یار سے ‌ ‌ تڑپا مثال طائر بسمل تمام رات

ظالم کی نیند اوڑ گئی مجکو کیا جو قتل ‌ ‌ رویا ہے خوب سا مرا قاتل تمام رات

جھپکی نہ آنکھہ صبح شہادت کی ذوق مین ‌ ‌ دل کو رہا تصور قاتل تمام رات

دریا نہ لیگیا جو مجھے عشق زلف یار ‌ ‌ رویا ہون بیٹھ کر سر ساحل تمام رات

یاد آئی جب وہ غنچۂ ابرو شب فراق ‌ ‌ تڑپا کیا ہون صورت بسمل تمام رات

جاگی ہین بخت خفتہ مری شکر ای خدا
سویا ہے پاس وہ مہ کامل تمام رات

ہرگز نہ تھی امید سحر وہ مریض ہون
گذری ہے ای مسیح یہ مشکل تمام رات

بچنا ہماری جان کا ہو جائیگا محال
درد جگر نہو گا جو زائل تمام رات

امید زیست تھی نہ شب ہجر یار مین
پیش نظر تھی قبر کی منزل تمام رات

پوچھو نہ حال مجھسے شب ہجر یار کا
اشکون مین خون ٹپکا کیا دل تمام رات

ہرگز ملا جواب نہ مجکو شب وصال
بوسے کا اوس سے مین رہا سائل تمام رات

اوسنے یہ کیفیت ہے شب ہجر یار کی
بیجان رہا ہے عاشق بیدل تمام رات

آیا خیال اپنی فنا کا جو شمع کو
روئی ہے خوب سا سر محفل تمام رات

کوکب سنا جو وصل کا انکار یار سے
قابو مین پھر رہا نہ مرا دل تمام رات

سوسے گلے مین ہاتھ وہ ڈالی تمام رات
ارمان ہمنے خوب نکالے تمام رات

عاجز کیا ہے اب دل زار نے مجھے
کرتا ہے ہجر یار مین نالے تمام رات

ایسے لیے بلائین کبھی لین شب وصال
ارمان اسطرح سے نکالے تمام رات

دن بھر تلاش یار مین پھرتا ہون کو بکو
تلوون کی توڑتا ہون مین چھالے تمام رات

پھر یاد ہے وصال صنم کی [illegible]
اب دل مرے سے تو آج اوڑا لی تمام رات

درد جگر تھا نہ شب ہجر مین [illegible]
رو رو کے زخم دل سے کیے آلی تمام رات

گھبرا کے باغ مین جو گیا ہون مین شام کو
رو رو بھرے ہین اشکون سی تھالی تمام رات

یاد مژہ رہی شب فرقت جو ای صنم
دل پر پڑا کیے مرے بھالے تمام رات

مر مر کے مین نے دیکھا ہی روی سحر صنم
فرقت کی شب تھی جان کی لالی تمام رات

مجھسے شب وصال وہ کہتے ہین ناز سے
لے آج درد دل تو سنا لی تمام رات

گیسو کے دھیان مین جو مری آنکھ لگ گئی
دیکھے ہین مین نے خواب مین کالے تمام رات

نزع مین دیکھنے وہ بت آیا
اب ارادہ ہے دشت گردی کا
آسمان و زمین کو جنبش ہے
متل ہوسے رہے نہ ہوش بجا

واہ کیا شان کبریائی ہے
جوشش وحشت مین یہ سمائی ہے
نالۂ دل نے دہوم اوٹھائی ہے
کسنے جہلکی ہمین دکھائی ہے

۲۱۴

جان دیتے ہو کسلیے کوکب
یار یہ دل مین کیا سمائی ہے

۱۴

کسطرح عرض کرین دلکی ہوس کیا کم ہے
یہی ای جان غنیمت ہے خدا شاہد ہے
جان صیاد نہ بیگانہ کرو دل مین ہراس
دید گل سے تو کبھی ہونگا نہ مین آسودہ
کیون مرے واسطے صیاد بنا ہی قاتل
نہ بہشک جائین کہین آ دل نالان مم کر
دیکھتا ہے مجھے گریان تو وہ رو دیتا ہے
ظلم کیون اور کرتا ہے صیاد گرفتارون پر
آ گئی ملک عدم سے وہین پہر جاتی ہین
شکر ہے اب بھی وہ عاشق پہ ترس کھاتی ہین
نزع مین زیست کی امید نہین ہے لیکن
شاخ گل کی لیے ممنون ہون کیون گلچین کا
کوچ درپیش اگر ہوگا عدم کا تو صنم

جوشش وحشت مجھے کچھ اسکی برس کیا کم ہے
دیکھ لینا تمہین دو چار نفس کیا کم ہے
اے اسیرو تمہین یہ قید قفس کیا کم ہے
سیر گلشن کی مرے دل کو ہوس کیا کم ہے
جان لینے کو مری کنج قفس کیا کم ہے
قافلے والون کو آواز جرس کیا کم ہے
دلمین اوس شوخ کے اتنا بھی ترس کیا کم ہے
کر اسیرون سے کے یہی قید قفس کیا کم ہے
سیر کی بات کی بھی دو چار برس کیا کم ہے
بخدا میرے لیے یہ بھی ہوس کیا کم ہے
جان بچ جائے جو اور ایک نفس کیا کم ہے
آشیان مجکو بنانے کو یہ خس کیا کم ہے
مجھہ مسافر کے لیے دل کا جرس کیا کم ہے

۲۱۵

وصل معشوق کا تو شوق بڑا ہے کوکب
اک نظر دیکھنے کی دل کو ہوس کیا کم ہے

۱۳

گلزار مین گل شکوۂ بیداد نکرتے
بلبل کو گر آزار جو صیاد نکرتے

بیدرد نگہ شب فرقت مین لب دل محزون
کیا کرتے اگر نالہ و فریاد نکرتے

معلوم جو ہوتا کہ نہ پہونچین کی قدم تک
خاک اپنی تری راہ مین برباد نکرتے

دیتا نہ پہڑکنے کو مین اگر جان قفس مین
افسوس مرے حال پہ صیاد نکرتے

مشہور وفادار زمانے مین وہ ہوتے
عاشق کو جو اسطرح سے برباد نکرتے

فریاد بتون کی کبھی ہوتی نہ خدا سے
مجھپر جو ستم یہ ستم ایجاد نکرتے

بند ہتی نہ ہوا باغ جہان مین کبھی انکی
دیوانہ جو عاشق کو پریزاد نکرتے

فرقت مین جو ہم جان بھی دیتی تو عبث تھا
تم ہمکو کبھی بعد فنا یاد نکرتے

کرتے نہ تاسف ستم ایجاد ہمارا
ہم ہمدم جانی کو جو برباد نکرتے

کیونکر ستم و جور کا لطف اوٹھاتا تباؤ
اوس گل کو اگر درپے بیداد نکرتے

تمنے ہمین جس طرح فراموش کیا ہے
بس دل یہ جو ہوتا تو کبھی یاد نکرتے

اوس گل سے جو ہوتا نہ ہمین وصل میسر
مرجاتے مگر ہجر مین فریاد نکرتے

۲۱۶
افسوس ہری کی آہ سنے تاثیر نہ کوکب
ایسا جو سمجھتے کبھی فریاد نکرتے
۹

پہیرتے حلق پہ خنجر مجھے بیجان کرتے
یہ بھی احسان نہین وہ کسی عنوان کرتے

نامہ بر اسکے جو دیتا ہمین پیغام وصال
جان و دل دونون خوشی سے ابھی قربان کرتے

کچھ نہ آشفتہ دلون سے اونہین حاصل ہوتا
صورت زلف پریشان جو پریشان کرتے

پھر فرشتے نکسی بات کی سائل ہوتے
میری تربت مین گذر آب جو ایجان کرتے

وصل کی کیا ہمین امید نہ تھی اوس گل سے
وجہ کیا ہجر مین کیون چاک گریبان کرتے

گردش گردون سے کسی دن تو فلک فرصت دے
اسقدر بھی نہین انسان کو پریشان کرتے

اب زیادہ نہ تڑپ ای دل بسمل بس بس
اسقدر بھی نہین قاتل کو پشیمان کرتے

دید گل کے لیے بہر تجھے نہ کہتے صیاد
اور اگر بار جو ہم سیر گلستان کرتے

۲۱۷

ہوتی نالون سے وہ رسوائی خلائق کوکب
حال ہم ہجر مین کیا اونکے پریشان کرتے

۱۳

منظور قتل ہے تمہین اچھا یہی سہی
حاضر ہون جان نیغ کو سلے لو ابھی سہی

شکوہ کرینگے اب نہ حسینون سے ظلم کا
انصاف اپنا حشر پہ ٹھہرا جبھی سہی

اب بھی زبان سی ہم نکرینگے کبھی صنم
فرقت مین اور دل کو جلاؤ یہی سہی

جھوٹا سمجھتے ہو مری باتون کو اے صنم
کہتے ہو تم نہین ہی محبت یون ہی سہی

سُن لو اگر حکایت فرقت بیان کرون
سمجھو کہ داستان ہجر ہمنے سُنی سہی

مانع نہو جسے گا جو ہم اپنی جان دین
اچھا ہمارے آپ کے یہ شد ہوئی سہی

اسے جان جان نہین ہی یہ شرط وفا تمہا
بالکل نہ ترک رسم ہوا آلا کمی سہی

دل خون ہوکے بہ جو گیا اسکا غم نہین
حسرت سے ہے اوسکی جا پہ بلا سی رہی سہی

پروا نہین ہے کچھ مجھے جب چاہو جان لو
اک دن تو موت آئیگی آخر ابھی سہی

کرتا نہین ہے شکر خدائی کریم کا
فرقت مین جان ہی تری ای دل بچی سہی

رو رو کے اپنی جان مین دیدونگا ہجر مین
گر اور کچھ نہین تو یہی دل لگی سہی

مونس نہوگا گنج لحد مین اگر کوئی
ہمراہ میرے پاس تھی ای دل یہی سہی

کہتی ہو تم کہ جھوٹ ہی الفت کروگی کیا
اچھا نہین یقین ہے محبت یہی سہی

۲۱۸

کوکب فراق یار مین روتے ہین اسلیے
اک دن وصال ہوگا مقرر کبھی سہی

۱۲

گر حسرت وصل بت بے پیر نہوتی
مرجانے مین دم کی مجھے تاخیر نہوتی

کیون ٹھوکرین ہر کوچہ و بازار کی کھاتا
برگشتہ جو ایسی مری تقدیر نہوتی

ہم ایسے ہین عاشق تری ای بانئی بیداد
نالے نہ کبھی کرتے جو تاثیر نہوتی

ہر دشت ستم زیر قدم ہوتا ہمارے
وحشت مین اگر پاؤن مین زنجیر نہوتی

گر ہم نہ ادب کھینچتے تو وہ کرتے نہ کبھی قتل
کیونکر وہ ہمین سزا دیتے جو تقصیر نہوتی

قاتل کو مرے سیعی نظر مجھسے جو ہوتی
تکلیف ذرا بھی دم تکبیر نہوتی

ہوتا نہ مجھے رنج جو فرقت کا تو اے دل
ایسی کبھی صورت مری تغییر نہوتی

کسطرح بھلا عاشق مردہ کو جلاتے
اعجاز اگر آپکی تقریر نہوتی

برباد نکرتے جو تری راہ مین اے بت
خاک اپنی کبھی ہمسر اکسیر نہوتی

ہم خود تہ شمشیر نہ رکھتے جو گلا کو
کشتون مین تمہارے کبھی توقیر نہوتی

کیا جانیے کیا حال شب ہجر مین ہوتا
پہلو مین جو میرے تری تصویر نہوتی

۲۱۹ کوکب مین کبھی ہجر مین فریاد نہ کرتا
گر نالۂ شبگیر مین تاثیر نہوتی ۱۷

منہ چھپا کر دل نہ ترساؤ خدا کے واسطے
چہرۂ پرنور دکھلاؤ خدا کے واسطے

اپنے دیوانے کو یون برباد کرتا ہے کوئی
اوس پری کو جا کے سمجھاؤ خدا کے واسطے

وصل سے انکار کرو دلشاد اے جان جہان
خون فرقت مین نہ رلواؤ خدا کے واسطے

دم نکلنا ہے بہت مشکل ہے عاشق کا صنم
[illegible] خدا کے واسطے

سوزش دل جان لیگی اکدن اے صنم
آتش فرقت نہ بھڑکاؤ خدا کے واسطے

سر سے بدنامی تو جائیگی کہتے ہین عاشق سوے
جان سے اکدن گذر جاؤ خدا کے واسطے

تا قیامت اپنی کوچے ہی مین رہنے دو اسے
لاش عاشق کی نہ اوٹھواؤ خدا کے واسطے

ہو چکا غصہ گلے سے آکے ملجاؤ ذرا
اپنے عاشق پر نہ جھنجلاؤ خدا کے واسطے

آج تو حسرت مرے دل کی نکلنے دو ذرا
وصل کی شب ہے نہ شرماؤ خدا کے واسطے

وصل اگر منظور ہے ہمکو تو کہدو صاف صاف
روز باتون مین نہ بہلاؤ خدا کے واسطے

طالب دیدار مرتا ہے خبر ہے یا نہین
اپنی صورت آکے دکھلاؤ خدا کے واسطے

میری کاشانہ ہی ہو خیریت ۔۔۔

رحم کہاؤ عاشق خستہ جگر کے حال پر

اے صنم شوق شہادت ہی دل بیتاب کو

عاشق مردہ پہ اعجاز مسیحائی کرو

ہاتہ باندہے عرض کرتا ہون خطا کردو معاف

ایک شب ای مہ روش آؤ خدا کے واسطے

سنگدل ایسے نہ بنجاؤ خدا کے واسطے

صورت بسمل نہ تڑپاؤ خدا کے واسطے

تم بازنی جلد فرماؤ خدا کے واسطے

یار دیتو مجہسے ملجاؤ خدا کے واسطے

۲۲۰ ۱۰

بہان کیون دیتے ہو کوکب ہجر مین اوس شوخ کی

دل کسی سے اور بہلاؤ خدا کے واسطے

ظلم صیاد سے جاتے ہین چمن دیکہ سکے

نہ سمجہا تا مجہے یاکہ نہین بتلاد

دل نہین بہرتا ہی گلشن سی ہمارا صیاد

ایک نے بہی نہ خبر اکی لی غربت مین

اب نہین دل کو تمنا ہی ستم سہنے کی

کردیا ہمکو گرفتار بلائے غربت

ابتو غربت ہمین ہمراہ لیے جاتی ہے

رحم آجائے اٹہی کہین آزاد کرے

ٹہوکرین ابتو نہ کہلواہین صحرا کی فلک

خوب جی بہر کے تمہین اہل وطن دیکہ چکے

ابتو منہ بہی مرا سر کا کے کفن دیکہ چکے

کس طرح منہ سے کہین سیر چمن دیکہ چکے

جاؤ بس ہمکو بہی ای اہل وطن دیکہ چکے

خوب فرقت مین ترے رنج و محن دیکہ چکے

دوستی تیری ہم ای دار محن دیکہ چکے

آج تک ہم تمہین ای اہل وطن دیکہ چکے

قید صیاد کی مرغان چمن دیکہ چکے

دشت غربت کو ہی آوارہ وطن دیکہ چکے

۲۲۱ ۱۲

دل کوکب ہی نہین زخمی مژگان

تیری ناوک فگنی صید فگن دیکہ چکے

ہمکو ہوئی نجات نہ وحشت کی جال سے

فرقت کا اب قلق نہ غرض ہی وصال سے

ہرگز ہوگا وصل ہمین آپ کا نصیب

زنجیر پاؤن کی نہ بڑہی چند سال سے

راحت ہوئی لحد کی ہمین انتقال سے

ثابت ہوا حضور کی اس قیل و قال سے

فرقت مین مر گئے یہ اوٹھائے غم و الم — شکوہ نہین کیا مگر اوسکے ملال سے

ایسا نہو کہ ہوئے خلاف آپکے کہین — نالہ بہی ہجر مین نہ کیا اس خیال سے

حسرت سے اشک خون کی ٹپکین گے دیکہنا — آنکہین لڑائین گے جو وہ چشم غزال سے

اولجہن نہوگی دل کو جو راحت یہ پائیگا — کب لطف انتظار رہیگا وصال سے

نالہ جو شل بلبل بیدل نہین کیا — خاموش تہا فقط مین تمہارے خیال سے

تا عمر ہوگی ترک محبت نہ زلف کی — اولجہا ہوا ہے عشق مرا بال بال سے

جہوٹون بہی ہمسے کہدے وہ غنچہ دہن اگر — ہوتے ہین ہم نثار ابہی جان و مال سے

دل سے اسیر زلف نہ اولجہن ہو کس طرح — چہٹنا بہت محال ہے گیسو کی جال سے

٢٢٢ — کوکب کو رنج دیتا ہے بیکار اے صنم
کیا یاد آئیگا تجہے اوسکے ملال سے — ١١

ترچہی نظر جو اے بت بے پیر ہو گئی — عاشق سے تیرے کون سی تقصیر ہو گئی

گلشن سے دشت کو نہ ہماری قدم بڑہے — سنبل کی زلف پاؤن کی زنجیر ہو گئی

اچہا ہی گر کسی سے کہا تو برا ہوا — برگشتہ اسقدر مری تقدیر ہو گئی

میدان امتحان مین ہمین سرخرو کیا — حامی آبرو تیری شمشیر ہو گئی

پوچہا جو حال تمنے تو وحشت سوا ہوئی — جادو ہمارے حق مین یہ تقریر ہو گئی

آیا شب فراق مین جسدم خیال وصل — بس مجکو جان دینے مین تاخیر ہو گئی

صحرا نوردیون سے نہ آزاد ہونگے ہم — وحشت اب اسطرح سے گلوگیر ہو گئی

گہبرا کے خود وہ آئے مجہے گہر یہ دیکہنے — شکر خدا کہ آہ مین تاثیر ہو گئی

باقی تہا ایک ظلم سو وہ بہی ہوا تمام — مر بہی چکا مین لاش بہی تشہیر ہو گئی

دی جان مین نے خنجر ابرو کو دیکہکر — پیک اجل مجہے تری تصویر ہو گئی

کوکب لکہا جو یار نے خط مجکو ہجر مین

٢٢٣ تسکین قلب زار وہ تحریر ہو گئی ١٢

ہمنے بہی دل سے کیے ہجر مین نالے کیسے
یار سے وصل کا اقرار لیا باتین کین
صبح ہوتی نہین بیمار پہ اسکے ہرگز
پہر بہار آئی ہے شاید مجہے ہوگا سودا
حسرت دید بچا لیتی ہے مرتے مرتے
زخم تیغ نگہ کچہ نہین کرتا ہے علاج
آتش ہجر نے اس درجہ جلایا دیکہو
بیقراری سے تری ای دل ناشاد و حزین
سیکڑون بار کہا آنے کو آیا نہ مگر
سامنا رہتا ہے ہر روز قضا کا اس سے
آ بنہ پائی جو مانع ہوئی پہر نے کی مجہے

کر رقیبون کو پڑے جان کے لالے کیسے
ہمنے ای دل ترے ارمان نکالے کیسے
زلف شبرنگ نے یہ ڈہنگ نکالے کیسے
یک بیک زخم جگر ہو گئے آلے کیسے
لیتے ہین عاشق بیمار سنبہالے کیسے
زخم دل آج تلک رکہے ہین آلے کیسے
سوز حسرت سے مرے دل مین ہین چہالے کیسے
فرقت یار مین کرتا ہون مین نالے کیسے
وعدہ وصل ہین اوس شوخ نے ٹالے کیسے
پڑ گیا دل مرا جلاد کے پالے کیسے
اوسکے رخسار نے توڑے ہین یہ ہالے کیسے

٢٢٤ آہ کی بلبل شیدا نے تو کوک دیکہا
پڑ گئے یہان کے صیاد کو لالے کیسے ١٥

نالے آغاز کیے ہین سر تربت کسنے
عشقبازی کی سکہائی تجہے عادت کسنے
کسکی فرقت مین تو فریاد و فغان کرتا ہے
اوسکے جان بازون مین نکلا نہ سوا میرے کوئی
کس مسیحا کی تجہے یاد ہے ہر شام و سحر
بیوفائی کا حسینون کی گلا کیون ہے تجہے
خاک بہی بعد فنا راہ حسینان مین ہی

سر یہ مردے کی بپا کی ہے قیامت کسنے
کیون دل زار بگاڑی تری خصلت کسنے
تجہکو دی رکہی ہے اے دل یہ اذیت کسنے
سچ تو ہے پائی ہے اس طرح کی جرات کسنے
تجہسے کی ہے دل بیمار محبت کسنے
اے دل زار تلف کی تری محنت کسنے
کوچہ عشق مین کی ایسی مشقت کسنے

شعر دیون پہ جو تو مرتا ہے پروانہ صفت
سامنے رکہا گلون نے مجہے بلبل کی طرح
ان حسینون نے نظر بہر کے بہی دیکہا نہ تجہے
دم بہرا کرتا ہون ای جان مین تمہارا جی سے
کون سی زلف پریشان کا ہی سودا اے دل
بیقراری سے تری اب نہین امید سحر
حشر تک بہر نہ کسیطرح سے آنکہین کہولین

کیون دلا تجکو دکہائی رہ الفت کسنے
جان دینے کے لیے دی مجہے فرصت کسنے
اے دل زار نکالی تری حسرت کسنے
اسطرح کی ہے بتاؤ تو محبت کسنے
سچ بتا سر پہ ترے ڈالی ہے آفت کسنے
تجکو دکہلائی ہے ای دل شب فرقت کسنے
خواب مین آکے دکہائی مجہے صورت کسنے

٢٢٥ ١٥

تو جو کہتا ہے محبت نہ کرونگا کوئی کب
سچ بتا دی ہے تجہے ایسی ندامت کسنے

سامنے ہر دم قضا ہی تندرستی دور ہے
نقد دل تو نذر قاتل کر چکا مدت ہوئی
ترک ہو اے جان تری کوچہ مین آنا کسطرح
تیر مژگان اسقدر کہائی ہین مین نے ای صنم
کیا کرین آئینہ خاطر پہ رہتا ہی غبار
ہی کمند گیسوے جانان سجہے زنجیر پا
پاؤن مین طاقت نہین تلوون مین چہالے پڑگئی
کچہ نہ پوچہو حال اوسکے ظلم کا اے دوستو
سر بسامان ایسی جلی ہین آتش فرقت سی ہم
آج دل چاہے جو قاتل کا کرے مجکو شہید
نعت کے سودے مین یہ مشہور ہی ہر ای جنون (?)
جسنے اوس غنچہ دہن کو دیکہا غش آیا اوسے

مجکو عنقل کے برابر زخم کا انگور ہے
جان بہی دے اگر مینا اوسی منظور ہے
دل کی بیتابی سے یہ عاشق ترا مجبور ہے
دل مرا ہے شبہ مثل خانہ زنبور ہے
سنگ فرقت سی ہمارا شیشہ دل چور ہے
قلعہ عشق بتان مین دل مرا محصور ہے
کسطرح پہونچونگا مین یارب کہ منزل دور ہے
نشتر غم سے کلیجے مین مری ناسور ہے
جو ہماری خاک کا ذرہ بہی شمع طور ہے
جان دینے مین نہین بندہ کبہی معذور ہے
شام جب آئی تو سمجہا مرہم کافور ہے
شعلہ رخسار جانان کیا چراغ طور ہے

کبھی کی ترک محبت پہ ہم نے عشق اوس سے کیا | کوچۂ الفت مین یہ بھی اک مراد دستور ہے
جو ستم چاہو کرو ہرگز نہین شکوہ مجھے | مسکن رنج والم جان و دل رنجور ہے

٢٢٦ کہتے ہین کوکب مجھی پروانۂ روی یار کا
اشتہاروں مین یہی میرا لقب مشہور ہے ١٥

خیال بھی تو کیا آپنے ادھر نہ کبھی | ہمارے زخم جگر پر ہوئی نظر نہ کبھی
بہت نالے کیے ہمنے ہجر مین لیکن | تمہاری دلپہ کیا آہ نے کچھ اثر نہ کبھی
ہزار حیف کہ اوس گل نے جوش وحشت مین | ہماری حال پریشان کی لے خبر نہ کبھی
دراز ہے شب فرقت کا ہو بیان کس سے | یہ رات وہ ہے کہ جسکی ہوئی سحر نہ کبھی
یقین تہا جان بھی بچنا محال ہو جاتا | اگر وہ آنکے نہ لیتے مری خبر نہ کبھی
یقین آتا نہ ہرگز ہمارے داغون کا | دکھاتے اونکو اگر صورت جگر نہ کبھی
امید ہی مین ہم آخر چلے جہان سے آہ | تمہارے کوچہ مین آئے جان ہوا گذر نہ کبھی
خدا گواہ ہے اس غم مین جان دیدیتے | ہمارے حال کو تم پوچھتے اگر نہ کبھی
تمام عمر نہ افشائے راز دل ہوتا | نہ کہلتا حال جو رہتی یہ چشم تر نہ کبھی
سپر کیا کبھی سینے کو اور کبھی دل کو | اوٹھائی ہاتھ مین قاتل مگر سپر نہ کبھی
تمام عمر یہ رنج والم رہا مجھکو | کہ چین سے ہوئی اک رات بھی بسر نہ کبھی
تمہارے چاہنے والون مین ہم وہ مشتاق ہین | نکرتے آہ بہی ہوتی جو با اثر نہ کبھی
خدا ہی جانے فرشتون سے کسطرح نبٹی | ہماری قبر مین لیتے جو تم خبر نہ کبھی
کبھی تو داغون کا غم ہے کبھی الم دل کا | قرار کی ہوئی صورت ہے اے جگر نہ کبھی

٢٢٧ نہ کیون ہو قطع امید وصال اے کوکب
نگاہ لطف بھی کی یار نے ادھر نہ کبھی ١٥

کیا سبب ہے کس بت بیرحم سے مانوس ہے | سچ بتادے کیون تو اے دل زیست سے مایوس ہے

نام شاہان گذشتہ بہر عبرت رہ گیا ۔ اب فریدون ہے نہ دارا ہے نہ کیکاؤس ہے
اے صبا گل کر سکے گی تو یہ ہستی کا چراغ ۔ شمع ہے یہ ایسی تن جسکا یہی فانوس ہے
کیا عجب ہے موم ہو جائے جو تیرا آہ بھی ۔ دل ہمارا گرم شیون صورت ناقوس ہے
ایکدن تو بھی سیر کی تمنے نہ اس گلزار کی ۔ آج کل داغون سے یہ دل سینۂ طاؤس ہے
کون صورت جان برق کی موت کا ہی سامنا ۔ قید الفت مین مرا دل یکجنون محبوس ہے
قبر مین بھی مین نہین تنہا ہون اے جان جہان ۔ یاس دل کی حسرت و یاس و غم و افسوس ہے
عمر بھر آزاد ہو اغنیہ ممکن ہے مرا ۔ خانۂ تاریک گیسو مین یہ دل محبوس ہے
ناگوار اسکو جدائی کیون نہو اے دوستو ۔ روح انسان کی بہت اس جسم سے مانوس ہے
ہو گیا سر الفت جان سے پریشانی نمود ۔ حال یہ عاشق کا انکو بھی بہت افسوس ہے
آمد فصل جنون مین کوچ ہے صحرا کی سمت ۔ کاروان اندوہ و غم سے دل ہمارا کوس ہے
روندتا ہے اپنے کشتون کو جو قاتل بعد قتل ۔ آج خون عاشقان شکل حنا پابوس ہے
تفرقہ انداز اے صیاد ہوتا ہی عبث ۔ دل عروس گل سے بلبل کا بہت مانوس ہے
واہ رے تاثیر عشق سبزۂ خط نگار ۔ داغ جو دل کا ہے وہ رنگ پر طاؤس ہے

٢٢٤

یار کی لا کر خبر دیتا ہے اے کوکب سدا
عاشقون کا بھی تصور یکیان جاسوس ہے

١٥

قید الفت سے نہ ہمکو کیا آزاد کبھی ۔ بر سر لطف ہوا آہ نہ صیاد کبھی
مرتے دم تک ہی رہی یار سے ملنے کی ہوس ۔ وصل سے خوش نہوا یہ دل ناشاد کبھی
عمر بھر سیر گلستان نہ میسر ہوگی ۔ قید صیاد سے ہم ہونگے نہ آزاد کبھی
مرکے تو گیا ہے نہ تا حشر رہائی ہوگی ۔ قید سے زلف کی ہوتی نہین صیاد کبھی
مجھکو معلوم جو ہوتا کہ نہ جائیگا جنون ۔ ہاتھ بڑھتا نہ سوے نشتر فصاد کبھی
عمر بھر مین نے بھرے نقش محبت لیکن ۔ شیشۂ دل مین نہ اوترا وہ پریزاد کبھی

ہم وہ ہین عاشق ہمارے تیر ترکی بان جہان
قبر کا بہی نہین ملتا ہمکو نشان اتنو فلک
جس پری کے لیے یہ حال بنایا اپنا
رحم ہے جسکو کسی پر نہین آتا ہرگز
خاک بہی بعد فنا اوڑتی ہے صحرا صحرا
چہ مہ ہجر دل آرام سہی خوش ہوکر
کچہ بہی پہنچیگا نہین جان جو دیتا ہون تو دو
جتنے عاشق ہین تڑپتے ہین فغان کرکے عزیز

نہ زبان سے نہ کیا شکوہ بیداد کبھی
خاک ایسی بھی کسیکی نہو برباد کبھی
اوسنے بہولے سے بھی ہمکو نہ کیا یاد کبھی
ایسا دیکھا ہے کسینے ستم ایجاد کبھی
کوئی عاشق کی طرح سے نہو برباد کبھی
مرگئے اور نہ کی عشق کی فریاد کبھی
رحم کہائیگا نہ مجہپر ستم ایجاد کبھی
پر مین وہ ہون جو نہ کی بہولکے فریاد کبھی

۲۲۹

ہم وہ عاشق ہین کہ انکار نکرتے کو لب
جان دینے کو جو ہوتا ہمین ارشاد کبھی

۱۶

دیکھے ہم بہی ہین ترے چاہنے والے کیسے
باغ مین روتی ہین جب یاد مین تیری گل
ہمکو لب انکے دونون کو سمجھتے ہین صنم
پاس رسوائی قاتل کا ہمین آتا ہے
دل تو کیا جان بہی کرتے نہین ہم تمسے عزیز
اس مصیبت سے نہ واقف تہی ہم اے دشت جنون
ہمکو بیمار پڑے ایسے کہ بس مرکے اوٹھے
کانپ جاتی ہے زمین عرش لرز جاتا ہے
نافہ مشک ختن سامنے اوسکے ہے سفید
پہر نہو آرزوے عشق جو دیکھے اسکو
جستجو سے نہ تری باز رہی عرش تلک

جان دیتے ہین شب ہجر مین نالے کیسے
نہ رہین ہم تو شکوون سے بہر دیتی ہین تہالے کیسے
زلف کہتی ہین کسی ہوتے ہین کالے کیسے
آہ تک منہ سے نہین کرتے ہین نالے کیسے
اور ہوتے ہین بہلا چاہنے والے کیسے
زخم کہتی ہین کسی ہوتے ہین چہالے کیسے
جانتی ہی نہین ہوتے ہین سنبہالے کیسے
فرقت یار مین کرتا ہون مین نالے کیسے
آہو سے چشم صنم ہوتے ہین کالے کیسے
فن الفت مین لکہی ہمنے رسالے کیسے
سچ بتا ہم ہین ترے ڈہونڈہنے والے کیسے

ابشت گردہی ہے نوبت ہوئی رفتہ رفتہ — رحم ظلموں میں پڑے ہیں مری جہاں کیسے
ہور کو بھی کبھی رغبت سے نہ دیکھا ہرگز — کیوں پیرخا ہم ہیں تری چاہنے والے کیسے
غیر کا ذکر تو کیا تو ہی ہے عاجز ہمسے — کیوں دل زار کیے ہجر میں نالے کیسے
جان لی جب سے تری زلفکو دیکھا اکبار — مستعد راہ زنی پر ہیں یہ کالے کیسے

۲۳۰ — یادگار اپنا بھی افسانہ رہیگا کوکب
لکھے دفتر شب فرقت کے رسالے کیسے — ۱۴

کھولی ہے آج زلف معنبر جو یار نے — بیہوش کر دیا ہے نسیم بہار نے
زیر زمیں بھی چین سے آکر نہ سوؤں آہ — کیا کیا دیا فشار ہمارے مزار نے
افسوس تھا نہ وصل بتوں کا نصیب میں — لی جان میری آخر کار انتظار نے
حسرت یہ دل میں بعد فنا آ کے رہ گئی — کوچے میں اوسکے راہ بنائی غبار نے
نالے کبھی کیے کبھی رویا شب فراق — عاجز کیا یہ مجھکو دل بیقرار نے
لی جان سوز عشق نے بیمار کی ترے — یہو کا تمام آخر کار اس بخار نے
سودا سے زلف یار نہ سر سے گیا کبھی — دنیا سے کھو دیا مجھے اس انتشار نے
راحت سے ایک رات نہ اسکی بسر ہوئی — صدمے بڑے بڑے اوٹھائے مری جان زار نے
بعد فنا بھی لوٹ سکے نہ ہرگز کہیں گیا — چھوڑا نہ کوے یار کو اپنے غبار نے
بلبل کی ہوش اڑ گئی گلشن میں دفعتاً — باندھا جو رنگ جلوہ روے نگار نے
بعد فنا جو شعلہ فشاں داغ دل ہوا — آنسو بہائے ہیں فلک اشکبار نے
کیا کرتے آہ نالے جو کرتے نہ ہجر میں — مجبور کر دیا دل بے اختیار نے
جا نکلی جان ایکدن امید وصل میں — افسوس مار ڈالا ترے انتظار نے

۲۳۱ — کوکب کو اب نہیں ہے کسی بات کا الم
امداد کی جناب شہ ذوالفقار نے — ۱۲

لیلی نے گھر کیا نہ کبھی دل مین آسکے
عزت نہ بخشی قیس کو محمل مین آسکے

اس راہ مین کسیکا کوئی ہمسفر نہین
عقدہ کھلا یہ قبر کی منزل مین آسکے

یہ حال جانتے تو نہ رکھتے کبھی قدم
ذلت اوٹھائی یار کی محفل مین آسکے

تھا قصد مری قتل کا لیکن اوٹھا نہ ہاتھ
کی خوف نے جگہ دل قاتل مین آسکے

دی جان سامنے نہ گلون کے ہزار حیف
کیون رنگیا یہ ذہن عنادل مین آسکے

یہ قتل کی سمت شوق شہادت نے گیا
دی جان مین نے کوچۂ قاتل مین آسکے

بلبل نور تیرے سامنے دیکھا جو شمع کو
پروانے بجھکے جل گئے محفل مین آسکے

قاتل خفا ہوا تو نہ کیون مین نے جان دی
کیا وجہ بات رہ گئی دل مین آسکے

قاتل ترے نظارہ کا اسدرجہ شوق ہے
اٹکی ہی جان دیدۂ بسمل مین آسکے

آدم تو کیا فرشتہ بھی مجرم ہین عشق کے
ایذا اوٹھائی ہے چہ بابل مین آسکے

جا لگی جان عشق مین یہانتک نہ تھی خبر
ثابت ہوا یہ قبضۂ قاتل مین آسکے

۲۳۲

کوکب ہے ہمین غلام شہ ذوالفقار کا
کیونکر خبر نہ لین گے وہ مشکل مین آسکے

۱۶

شب فراق کا غم دل کو وصل یار مین ہے
خزان کی دور کا کھٹکا مجھے بہار مین ہے

وہ حال پوچھتے ہین تو تری دیکھتی ہین اگر
اثر غضب کا مری چشم اشکبار مین ہے

قبول اسلیے کرتے ہین سب کو عاشق
مزہ وصال کا ای جان کچھ فشار مین ہے

جہان پہ بیٹھ گیا پھر نہ اوٹھ سکا ہرگز
کس انتہا کی نقاہت مری غبار مین ہے

نہ پوچھ آتی ہے کس سمت سی فغان کی صدا
یہ شور و غل تری عاشق ہی کے مزار مین ہے

پہناتے ہین مجھے حداد بیڑیان دوہری
کہ زور شور جنون موسم بہار مین ہے

شب فراق مین کس طرح جان دیتا مین
کہ موت بھی تو مری تیرے اختیار مین ہے

ہزارون کشتہ ہوئے ایک ہاتھ مین اسکے
عجیب کاٹ تری تیغ آبدار مین ہے

علاقہ سب سے کیا ترک روح نے لیکن
یہ جان نثار فقط تیرے انتظار مین ہے

ہوا ہی غیرت فردوس کنج تار لحد
یہ کسکا نور الٰہی مرے مزار مین ہے

جہان مین یون تو ہزارون ہین گلبدن لیکن
مگر جو بوے وفا ہے تو اوس نگار مین ہے

رہ ہولی گور غریبان یہ کس تجاہل سے
یہ آہ آہ کا عمل کون سے مزار مین ہے

خلش ستم کی اوٹھائی فراق گلشن مین
کلیجہ بلبل بیدل کا نوک خار مین ہے

نہ آج ہو گی شب ہجر کی سحر ہرگز
تڑپ یہی اگر اس جان بیقرار مین ہے

ہوئی خزان مین توقع بہار آنیکی
وصال کی ہمین امید ہجر یار مین ہے

۲۳۳ ۔ ۳۶

نہ ترک ہوگی کبھی الفت بتان کوکب
مرا تو دل ہی نہین میرے اختیار مین ہے

سانس لینے کی نہین تاب سنبھالی کیسے
فرقت یار مین کرتا ہون مین نالے کیسے

دل بہلنے کی کہو طرز نکالی کیسے
فرقت یار مین کرتا ہون مین نالے کیسے

زخم دل ہوتے ہین ہر مرتبہ آلے کیسے
فرقت یار مین کرتا ہون مین نالے کیسے

جان کر چھیڑ گئے اغیار کو لاے کیسے
فرقت یار مین کرتا ہون مین نالے کیسے

روکے اے دل تری ارمان نکالی کیسے
فرقت یار مین کرتا ہون مین نالے کیسے

دونون عالم کو کیا ہے تہ و بالا کیا کیا
فرقت یار مین کرتا ہون مین نالے کیسے

دل ہلا دیتا ہون عالم کا خدا شاہد ہے
فرقت یار مین کرتا ہون مین نالے کیسے

آسمان رہتا ہے بیتابی دل پر اکثر
فرقت یار مین کرتا ہون مین نالے کیسے

خاک اوڑاتی ہے صبا رہتی ہے شبنم اوس پہ
فرقت یار مین کرتا ہون مین نالے کیسے

خود ہی رو دیتی ہین سنتا ہون جو روئی ہے مرے
فرقت یار مین کرتا ہون مین نالے کیسے

اک زمانہ مرے احوال پہ گریان ہے مدام
فرقت یار مین کرتا ہون مین نالے کیسے

ذکر کیا اونکا نہین موت بھی آتی اے دل
فرقت یار مین کرتا ہون مین نالے کیسے

جان بہی جائے جو اک ان کو محبت نہین
فرقت یار مین کرتا ہون مین نالے کیسے

جس نے دیکہا مجہے بیساختہ آنسو ٹپکے
فرقت یار مین کرتا ہونمین نالے کیسے

زرد چہرہ ہے لبون پر بہی ہے خشکی ظاہر
فرقت یار مین کرتا ہونمین نالے کیسے

انتظار ملک الموت رہا کرتا ہے
فرقت یار مین کرتا ہون مین نالے کیسے

تو ہی منصف ہو دلا حق کو نہ ناحق کرنا
فرقت یار مین کرتا ہونمین نالے کیسے

جسم تین آہ مری ہو کے نکل جاتی ہین
فرقت یار مین کرتا ہون مین نالی کیسے

جان جانے کا بہی کہٹکا نہین ہرگز مجکو
فرقت یار مین کرتا ہون مین نالے کیسے

شاخ گل خشک چمن مین ہوئی دیکہا گاہ ہین
فرقت یار مین کرتا ہون مین نالے کیسے

اک جہان سر پہ اوٹہایا ہے خدا شاہد ہے
فرقت یار مین کرتا ہون مین نالے کیسے

مرغ جان از قفس جسم رہا خواہد شد
فرقت یار مین کرتا ہون مین نالے کیسے

سوزش دل سے مین نہین ہوتی کمی آہ مجہے
فرقت یار مین کرتا ہون مین نالی کیسے

ہمصفیران چمن کو اوڑا دیتا ہون گلشن مین لا
فرقت یار مین کرتا ہون مین نالی کیسے

دور ہوتی ہے حرارت تپ غم کی کیا کیا
فرقت یار مین کرتا ہون مین نالی کیسے

گوش سنکے مری فریاد کو سنتے ہین یہ گل
فرقت یار مین کرتا ہون مین نالے کیسے

آسمان کو جو فرشتے نہ سنبہالین تو گر کر
فرقت یار مین کرتا ہون مین نالی کیسے

موم ہو جاتا ہی پتہر بہی یہ تاثیر ہین ہمین
فرقت یار مین کرتا ہون مین نالی کیسے

دم بخود بلبل شیدا بہی چمن مین ہے سدا
فرقت یار مین کرتا ہون مین نالی کیسے

شرط انصاف سے کہ ہی دل نالان بخدا
فرقت یار مین کرتا ہون مین نالی کیسے

تنگ آئی ہین احبا و اعزا کیا کیا
فرقت یار مین کرتا ہون مین نالے کیسے

پاس آتے ملک الموت کو خوف آتا ہے
فرقت یار مین کرتا ہون مین نالی کیسے

میرا دشمن بہی مری حال پہ رو دیتا ہے
فرقت یار مین کرتا ہون مین نالے کیسے

رنگ اوڑتا ہے گلون کا بخدا اے بلبل
فرقت یار مین کرتا ہون مین نالے کیسے

دوست کو رنج ہو دشمن کو خوشی ہوتی ہے
فرقت یار مین کرتا ہون مین نالے کیسے

ہو تزلزل مین زمین چرخ بھی تھراتا ہے
فرقت یار مین کرتا ہون مین نالے کیسے

جان بچنے کی بھلا یہ بھی ہو صورت کوئی
فرقت یار مین کرتا ہون مین نالے کیسے

بکرئی منصف ہی نہ دیتا ہے کوئی داد مری
فرقت یار مین کرتا ہون مین نالے کیسے

۲۳۴

ہو کہین شور عنادل یہ بھی فوق ای کوکب
فرقت یار مین کرتا ہون مین نالے کیسے

۱۴

بیمار تپ ہجر کو اضعاف شکستگی سی ہے
سے جلد خبر جان یہ اب اسکی بنی ہے

تنہائی کا عالم ہے غریب الوطنی ہے
غربت مین وہ غم ہے کہ مری جی پہ بنی ہے

شیرین کا کبھی وصل نہوئیگا میسر
فرہاد کی قسمت مین فقط کوہ کنی ہے

عشاق ہین کیا کیا پس دیوار تری ہے
دم لب پہ غریبون کی ہی جانو نہ ٹنی ہے

گالی کبھی دے کہ کیا ابرو سے اشارہ
قاتل کی نئی بات نئی تیغ زنی ہے

کیا حال کہون اپنے گل اندام کا بلبل
ہو رشک گلون کو بھی وہ نازک بدنی ہے

عکس دردندان سے گھر ہو گئی پانی
شرمندہ ترے لب سے عقیق یمنی ہے

دل لیکے فقرہ سے تو پھر بات نہ پوچھی
سیدھا تو نہ ہی یار جواب کم سخنی ہے

جائے گی تری جان دلا رشک نہین سہن
فرقت ہو عدو سے تو یہ اکدن شدنی ہے

جان اپنی مین اک روز ضرور آپ پہ دونگا
اب تو بھی اک جان مرے دل مین ٹھنی ہے

دل ہوتے ہین غربال اشارون سے تمہارے
ہر نوک مژہ سینہ کو برچھی کی انی ہے

جو دیکھتا ہے جان ہی دیتا ہے کو ہے موجود
اسے ترک ہمیشہ سے تو قسمت کا دھنی ہے

سنکر خبر لو مری آتا ہے تو آوو
بیمار کی اب جان یہ اک جان بنی ہے

کوکب نہ مری جان بچے گی کسی تدبیر

١١ شدت سے تپ ہجر کے اعضا شکنی ہے ٢٢

اب وہ نکہت ہی گلون کی نہ وہ صورت باقی
دل مین بلبل کی خزان سے رہی حسرت باقی

حال دل نوع دگر کیون نہ تپ ہجر سے ہو
گل پژمردہ مین ہوتی نہین رنگت باقی

نہ سمجھنا کبھی اب اس سے سوا کیا ہوگا
مر کے بھی یاد رکھہ اسے دل ہے قیامت باقی

لو ناشاد سفر کرتے ہین اس دنیا سے
رہ گئی دل مین ترے وصل کی حسرت باقی

صاف کہہ بیٹھتے ہو منہ پہ جو کچھ ہوتا ہے
اب نہین آنکھہ مین صاحب کی مروت باقی

باوجودیکہ کبھی گل نے توجہ بھی نہ کی
پر وہی بلبل شیدا کو ہے الفت باقی

اے زمین قبر مین بھی تو مجھے دیتی ہے فشار
بعد مرنے کے بھی تجھکو ہے خصومت باقی

گو کہ ظاہر مین جدا ہون مگر اے دل بخدا
میری تقدیر مین ہے یار کی صحبت باقی

جب کیا قتل تو بولے کہ کرونگا تشہیر
مرنے والے کی رہی ہے یہ وصیت باقی

انقلاب ایسا زمانہ کو ہوا ہے دیکھو
اب نہ دارا ہے نہ وہ اوسکی حکومت باقی

١٢ اسقدر مین تپ ہجران مین جلا ہون کوکب
بعد مردن بھی رہی دل مین حرارت باقی ٢٣

یار جیتے سے ہم اس رنج سے مر جائینگے
دل کو کس طرح شب ہجر مین بہلائینگے

قبر مین چھوڑ کر جب دوست چلے جائینگے
کنج تاریک مین ہم اور بھی گھبرائینگے

دشت غربت مین جو ہم جی سے گذر جائینگے
غسل ہوگا نہ میسر نہ کفن پائینگے

رنگ اوڑ جائیگا لالہ کا حیا سے بالکل
داغ دل ہم جو چمن مین کبھی دکھلائینگے

حسرت دید کو رو رو کے نکالینگے دلا
ہمکو تنہائی مین جسوقت وہ یاد آئینگے

کوئی آ کر سنو آہ شریک غربت
مین تو سمجھا تھا احبا مرے کام آئینگے

آ کے جب پرسش اعمال کرینگے ہمسے
کس طرح آہ نکیرین کو سمجھائینگے

اسلیے مین شب و ساعت مین ہون خاموش دلا
شکوہ جسدم کرونگا تو وہ شرمائینگے

لاکہ ہم عشق جتائیں او نہیں ہوگا یقین — ایسے بہولے نہیں ہاتو نہیں ہم آجائینگے
زیست دشوار ہمیں ہوگی خدا شاہد ہے — اے صنم تیری جدائی کا یہ غم کہائینگے
ساتھ جائیگی مری جان ذرا یاد رہے — آپ پہلو سے مری جان جو اوٹھ جائینگے

٢٣٧

ہمکو وحشت مین نہ دیوانہ سمجھنا کوکب
دام مین مرغ جنون کو بہی کبہی لائینگے

٢٠

عمر بہر دل سے مرے وصل کی حسرت نہ گئی — سر سے افسوس بلائے شب فرقت نہ گئی
کونسا باغ ہے جسکو نہ بسایا جاکر — کس جگہ اوس گل رخسار کی نکہت نہ گئی
نور جاتا رہا آنکھون کا یہ نقشا دیکھا — اشک ریزی کی مگر ہجر مین عادت نہ گئی
قبر پر آکے وہ فریاد کیا کرتے ہین — مر سے کس روز مرے آکی قیامت نہ گئی
آتش عشق نے سینے کو بنایا گلخن — سوز الفت کی مرے دل سے حرارت نہ گئی
وحشت غربت مین سدا ٹہوکرین کہائین آخر — عمر بہر عاشق شیدا کی مصیبت نہ گئی
دیکہا قاتل نے جسے سینے کو سپر مین نے کیا — مین وہ بسمل ہون کہ دل سے کبہی جرأت نہ گئی
سنتا ہے نالہ و فریاد سدا وہ لیکن — گل کو بلبل کی طرف سے جو ہے غفلت نہ گئی
ساتھ غربت لیے پہرتی ہے ہمارا بستر — عالم فقر مین بہی شان امارت نہ گئی
پا بہ زنجیر رہا جوشش جنون مین لیکن — عمر بہر گیسوے پیچان کی محبت نہ گئی
گہر مین اک شب مرے مہمان جو رہا تہا وہ گل — وصل کی آج تلک ویسی مسرت نہ گئی
سیکڑون ظلم اوٹہائے تری صیاد مگر — بلبل زار کی گلزار سے الفت نہ گئی
شکل پروانہ ہزارون ہی کو پہونکا لیکن — شمع رویون سے جلا دینے کی خصلت نہ گئی
دہشت فصل خزان موسم گل مین بہی ہے — بلبل زار کو فریاد کی عادت نہ گئی
ہو گئی عمر بسر اسکا مداوا کرتے — زخم دل سے مرے تا حال اذیت نہ گئی
عمر بہر سایہ بہی ممکن ہوا اوسکا مگر — دل آزاد سے یاد قد و قامت نہ گئی

دشت غربت مین ہوا غسل میسر نہ کفن
لاشۂ کشتۂ کی ترستے تا سر تربت نہ گئی

داغ دل سیکڑون عشاق کو بخشے لیکن
لالہ رویون سے کبھی حسن کی دولت نہ گئی

استخوان تن لاغر کو دیا آہ فشار
مرکے بھی مجھسے فلک تیری خصومت نہ گئی

٢٣٨

ظلم کیا کیا کیے ظالم نے مگر اے کوکب
ہم وفادار جو تھے دل سے محبت نہ گئی

١٨

دلبر کو حضور کے نہین ہوتی خبر مری
کیا وجہ آہ ہو گئی کیون بے اثر مری

بسمل کیطرح مین جو تڑپتا ہون اے مسیح
کیا جان لیکے جائیگا درد جگر مری

تاریکئی لحد جو ڈرائے گی قبر مین
تسکین کریگی یاد رخ سیمبر مری

باقی رہا ہے کونسا اب ظلم اے فلک
تشہیر لاش بھی تو ہوئی دربدر میری

جیتا ہون درد عشق سے یا ہو گیا تمام
پوچھی نہ بات بھی کبھی رشک قمر مری

بیکار خون ہوئیگا گردن پہ آپ کے
اچھا مین جان دونگا نہ پوچھو خبر مری

تیرے سوا کسیکو جو دیکھون تو کور ہوون
آنکھین ہی پھوڑ ڈالون جو بہکی نظر مری

کیونکر مرا کلام نہو پاک عیب سے
کس لطف سے بناتے ہین غزلین ہنر مری

فرقت مین مرتے مرتے مری جان بچ گئی
کیا بخبر ہے تو کہ نہ پوچھی خبر مری

جب رہ خدا کے واسطے یہ ہی شب وصال
نالون سے نیند اڑتی ہے مرغ سحر مری

مشہور جو کہ بانیٔ ایذائے خلق ہے
مائل ہوئی ہے آہ طبیعت ادھر مری

تھا کون دل کا پوچھنے والا شب فراق
مرجاتا مین نہ لیتے خبر وہ اگر مری

آیا ہے وقت نزع زبان بند ہو گئی
کیونکر دعا ہو آہ بھلا کارگر مری

ہرگز کسیکا دل نہ ستاتا تمام عمر
دیتا یہی صلاح وہ سنتے اگر مری

فرہاد کی کبھی کبھی حسرت سے رو دیا
بس یون ہوئی ہے عمر دو روزہ بسر مری

ارمان وصل مین ہوا آخر کو مین تمام
حسرت نہ نکلی آہ کوئی عمر بھر مری

یہ جانتا ہون مین کہ نہ پہونچیگا وہ مگر
پہونچا دے اوس تلک تو خبر نامہ بر مری

۲۲۹
کوکب اسیطرح جو ہے الجھن شب فراق
ثابت ہوا کہ زیست بھی ہے تا سحر مری
۱۵

وحشت مین مجھ غریب کو در در پھرا چکے
آفت جو سر پہ عشق کو لانی تھی لا چکے

دل پر ہوئی سبب آہ کی تاثیر یا نہین
کیا پوچھتا ہون جب جو ہوئے کیا تپا چکے

ہے انتظار موت سے بدتر خدا گواہ
آتا ہی یار کو تو مری گھر مین آ چکے

اب تو کلیجہ آپکا ٹھنڈا ہوا حضور
عاشق کے دل کو شعلۂ رخ سے جلا چکے

شکر شکایت شب فرقت کو وصل مین
کہتا ہے مجھسے یار کہ باتین بنا چکے

اس سے وہ بڑھکے ظلم تباہ کرینگے کیا
فرقت مین خوب دلکو ہمارے اٹھا چکے

راحت سے سو رہون نہ کرون اونکا انتظار
امید ہی عبث ہے مجھے اب سے دل وہ آ چکے

اتنا بہت ہے آپ کے عاشق کے واسطے
اب یاد کیجیے مجھے دل سے بھلا چکے

دل طالب وصال کا وہ خاک کر چکے
اب کیا کرینگے شمع تمنا بجھا چکے

سوئینگے جا کے قبر مین اب چین سے
رنج و الم اوٹھانے تھے جو کچھ اوٹھا چکے

باہر گئی نہ کوچے سے ہرگز ہماری خاک
عاشق کو قتل کرکے بھی تم آزما چکے

بس اب خیال ہے مری خاموشی پر کیجیے
جی خوش ہوا حضور کا باتین سنا چکے

عالم اونکا آگے دیکھیے کیا رنگ لائیگا
فرقت مین خون آنکھون سے مجھکو رلا چکے

باقی نہ کوئی غم رہا میرے واسطے
جو بار آئیگا نشان لحد وہ مٹا چکے

۲۴۰
سوز غم و الم سے حسینان شعلہ خو
کوکب کے دل کو مثل سمندر جلا چکے
۱۵

ناتوانی مری اگر یہ گلہ گیسو ہوئی
نکہت زلف رسا پاؤن کی زنجیر ہوئی

بے قصوری مری او وقت میں ثابت ہوئی
نیت بد نہ کبھی یار سے تقصیر ہوئی

شب کو دیکھا رتا جو اُنکو تو وہ آتے دنکو
کسقدر جلد مری خواب کی تعبیر ہوئی

ڈھونڈھتی سے بہی نشان اب نہین ملتا اُسکا
خاک گشتی کی ترے صورت اکسیر ہوئی

اسکے پہندے سے رہائی نہوئی تا دم مرگ
طوق گردن کا مری زلف گرہگیر ہوئی

عفو اب کیون نہین ہوتی ہی خطا کیا باعث
یہ گنہگار تو کہتا ہے کہ تقصیر ہوئی

کوئی مجکو نہین پہچانتا صبح شب ہجر
ایک ہی شب مین یہ حالت مری تغیر ہوئی

ہوکر عاشق کا ہراک سی وہ کیا کرتے ہین
بعد مردن یہ مرے عشق کی تاثیر ہوئی

مرغ بسمل کیطرح دل کو ہوئی بیتابی
میری نظرون سی نہان جب تری تصویر ہوئی

اسقدر آپ خفا کیون ہین سبب کیا اسکا
کہیے تو مین بہی سنون کون سی تقصیر ہوئی

مرگیا شوق شہادت مین تڑپ کر لیکن
گردن افسوس نہ میری تہ شمشیر ہوئی

کیون تجہی تاکتا ہی وہ قدر انداز بتا
کیا قضا آکے برابر ترے نخچیر ہوئی

کتنے خنجر سے وہ ظالم مجہے کرتاہی شہید
مری تکلیف گوارا دم تکبیر ہوئی

کیون مجہے دام مین گیسو کی گرفتار کیا
کیا خطا تہی کہ جو اس طرح کی تعزیر ہوئی

۱۴

جوش وحشت مین بہی **کوکب** نہ رہائی پائی
مانع دشت نوردی مجہے زنجیر ہوئی

۱۵

ہی تلاش گور اسی بیداد گر کے لیے
چاہیے ہے آخری رخت سفر کے لیے

روتے روتے جان بہی جائے تو پوچہی وہ نہ بات
اے دل نالان یہ اتنا درد سر کے لیے

کونسا رشک قمر نظرون سی میری چہپ گیا
شام سی مین پہر رہا ہون تا سحر کے لیے

مجہسے اخفا کرتے اے دل راز دار عشق ہون
نالہ کرتا ہی تہا اسے بے خبر کے لیے

مجہکو پیغام اجل آیا ہی یان سی کوچ ہے
پہر تہا لائیگا خط اے نامہ بر کے لیے

خستہ تنگ ہونے کو کیا کنج لحد کم ہی تجہے
سوچ اے غافل تہا ہی یہ گہر کے لیے

اب نہوئیگا برابر دیوبت خورشید رو
چاندنی کا فرش کرتا ہی قمر کے لیے

ڈوبتی ہے کشتی دل بحر الفت مین مری
روری ہے اسقدر یہ چشم تر کے لیے

دیکھتے ہو مجھکو بھی چشم غضب سی پھیر کر
پھر اوٹھا رکھا ہی یہ لطف نظر کے لیے

اپنے دیوانے کی جانب سے نظر کو پھیر کے
دیکھتی ہو اسے پریکر اودھر کے لیے

گھوم سے عاشق کو اوس گل نے ملایا خاک مین
ہین تزلزل مین دلا دیوار و در کے لیے

نالہ و زاری عبث ہے وہ نہ پوچھے گا کبھی
رو رہا ہے عاشق خستہ جگر کے لیے

گھر کیا کسکے تصور نے جو نیند آتی نہین
جاگتی ہے چشم گریان رات بھر کے لیے

رشک گلزار ارم سینہ مرا ہو جائیگا
ہے دلا میرے سوا داغ جگر کے لیے

۱۴ عمر بھر اوسکو نہوگی قدر میرے عشق کی
آہ مین پیدا کرون کو کب اثر کے لیے ۱۵

جان لینے مین تبا مہربان کیا دیر ہے
کیون نہین ہوتا ہمارا امتحان کیا دیر ہے

کہتا ہے قاتل یہ بسمل کو تڑپتا دیکھکر
مرہی جا جلدی کہین ای نیم جان کیا دیر ہے

صدمۂ باد خزان نے دل کو پژمردہ کیا
فصل گل آ نی مین کہ ای باغبان کیا دیر ہے

خوب زور و شور ہے آمد فصل بہار
توڑ دے دیوانے اب تو بیڑیان کیا دیر ہے

دل سے ہنجا ئے مرے وحشر کا فتار قبر کا
توڑ بھی جلد ہی زمین یہ استخوان کیا دیر ہے

نزع کی تکلیف جھیلون تابکی تڑپا کرون
سو شکر آنے مین ای عمر روان کیا دیر ہے

اس شگوفہ کو نہین امید کھلنی کی کبھی
غنچۂ دل پر چل ای باد خزان کیا دیر ہے

رونگ رنج و الم سے جان چھٹ جائے کہین
گر ہی دست ستمگر پر آسمان کیا دیر ہے

کچھ تو ہے جو ہی کھو راز عدم کو غافلو
اب قیامت آ نی مین ای خفتگان کیا دیر ہے

صورت بسمل تڑپتا ہون شہادت کے لیے
سر جدا کرنے مین تن سے ای جوان کیا دیر ہے

دام الفت سے گلون کی جا نہین سکتا کہین
میری آزادی مین پھر ای باغبان کیا دیر ہے

کعبے مین حاضر ہون میدان ستم مین ملتفت
قتل کرنے مین تجھے ای جان جان کیا دیر ہے

خوف روز حشر سے دل ڈر رہا تا رہے — ہون تہ و بالا زمین و آسمان کیا دیر ہے
منتظر کب تک رہون مین رند مشرب سچ بتا — جام دینے مین بتا پیر مغان کیا دیر ہے

٢٤٣ منتظر ارشاد عالی کا ہے یہ کوکب فقط ١٣
ورنہ اوسکو قطع کرنے مین زبان کیا دیر ہے

تن بیجان مین جان آئی پھری تقدیر مٹی کی — جو تم چاہو تو پھر باتین کرے تصویر مٹی کی
تمہین شستون نے کیا سجدہ یہ ہے توقیر مٹی کی — بنائی صانع قدرت نے کیا تصویر مٹی کی
ہر اک پامال کرتے پھر کر بانا ہو سے کیون ناحق — نہین کھلتی مجھے ہے کون سی تقصیر مٹی کی
کیا ارشکوت نے الیاتم جی اوڑا اوڑا کر گرد ایسی — کہ لوگون کو گمان ہے بنی ہون تخمیر مٹی کی
فشار اک کو دیتی ہے زمین بعد فنا اے دل — نہین معلوم پیش حق ہے کیا تقریر مٹی کی
لب شاہ و گدا تک جام سے بنکر پہونچتی ہے — خدا کی شان ہے دیکھو کوئی توقیر مٹی کی
ہوا ہے خلقت آدم سے اور عالم سے ہی ظاہر — کہ تہا وہ بتن مٹی کا یہ ہے تفسیر مٹی کی
وہ سودائی ہے [illegible] کہ عشق تیغ ابرو مین — تری تلوار کو سمجھا کیا شمشیر مٹی کی
لب گور غریبان کسطرح ہوتی بہلا گویا — کسے نے بھی سنی ہے آج تک تقریر مٹی کی
[illegible] خاک مین ہمکو ملائے گا — نہ پوری کس طرح سے ہو جو ہے تحریر مٹی کی
تہ شمشیر گردن خم جو کرتا ہون وہ کہتے ہین — مری تلوار کیا سمجھا ہے ای تخمیر مٹی کی
ہر اک آگاہ اسکی قدر سے ہوتا نہین ہرگز — حقیقت جانتے ہین صاحب اکسیر مٹی کی

٢٤٤ ملا جو خاک مین اوسکو بھی ہمشکل اپنے بناتے ہین ١٥
نہین معلوم ای کوکب تجھے تاثیر مٹی کی

دل مین ٹھنی ہے زہر کسی روز کھائین گے — ہم جان اپنی دینگے اگر وہ نہ آئین گے
داغ دل و جگر جو کبھی ہم دکھائین گے — کیونکر نہ چشم یار مین آنسو بھر آئین گے
دل کو یقین ہے جان سے اک روز جائین گے — رنج شب فراق کہان تک اوٹھائین گے

اللہ سے نہ اسکا عوض کیا وہ پائینگے
بہر واسطے جو دل کو کسیکے جلائینگے

امید زیست قطع ہوئی آہ کیا کرون
کہتا ہے یار آج سے اب ہم نہ آئینگے

داغ شب فراق ہمارے جگر پہ ہین
کیون کر ستم کو آپکے دل سے بہلائینگے

دل کو یہ ہے یقین کہ ہوگا نہ وصل یار
ناشاد و نامراد زمانے سے جائینگے

الفت کسیکی خلق مین آسان کچہ نہین
ای دل بہت بہت وہ تجہی آزمائینگے

آگاہ ہم کرینگے اگر اپنے عشق سے
داغ فراق سے یہ حسین دل جلائینگے

اس خوف سی ہوا نہ مین مائل تمام عمر
بوسہ طلب کرونگا تو باتین سنائینگے

ڈوبے گی کشتئ دل ویران بحر عشق مین
ایسے شب فراق مین آنسو بہائینگے

کیونکر کہین گے عشق نہین ہی حضور سے
پوچہین گے حال دل تو اونہین کیا بتائینگے

مرجائینگے بلا سے مگر اے صنم کبہی
اپنی زبان پہ ظلم کا شکوہ نہ لائینگے

کیا کیا بتنگ مجہکو کیا ہے فراق مین
اچہا کرین گے دل کو اگر وہ جلائینگے

۲۴۵

کوکب تمام عمر محبت نہ کیجیو
آنکھون سے خون پہر یہ ظالم رولائینگے

۱۸

جگر پہ داغ جو تم اسے قمر نہین رکہتے
ہمارے نالۂ دل کچہ اثر نہین رکہتے

یقین ہے ہمین ناسور زخم مین ہوگا
وہ داغ دل سے ہمارے خبر نہین رکہتے

شب فراق مین ہر دم ہی انتظار قضا
کب اپنی موت کو پیش نظر نہین رکہتے

وہ رزق دیتا ہی یہ ہے کمال رزاقی
وگرنہ ہم کوئی کسب و ہنر نہین رکہتے

تپ فراق سے ای جان جو جلاتے ہو
تمہارے زعم مین کیا ہم جگر نہین رکہتے

یہ بیخودی تری عشاق کو ہوئی ایجان
کہ اپنا ہوش بہی دو دو پہر نہین رکہتے

گذر ہو دیکہیے منزل کس طرح اپنا
رہ عدم مین کوئی ہمسفر نہین رکہتے

صدائے گریہ وہ سن سن کے ٹال دیتے ہین
غضب ہی نالۂ عاشق اثر نہین رکہتے

سوا ہی جب سے اوہنین ذوق وشوق تیغ زنی
ہم اپنے دوش پہ گویا کہ سر نہین رکھتے

یہ آرزو ہے کہ سوز جگر سے جل جائین
شب فراق جو ہم چشم تر نہین رکھتے

وہن نہین ہی تو معشوق لاجواب ہین وہ
نہ کس طرح سے ہون عنقا کمر نہین رکھتے

جو خط لکہین تو وہ نہین کس طرح سی پہونچیگا
ہزار حیف کہ ہم نامہ بر نہین رکھتے

یہ حال تیری جدائی مین اپنا رہتا ہے
قسم خدا کی امید سحر نہین رکھتے

خدا نے نذر کیا دفتر فصاحت کا
نظیر اپنا جہان مین ہنر نہین رکھتے

ہمارے گوہر مضمون کو جوہری دیکہین
نہین کچہ اون سے غرض جو نظر نہین رکھتے

دور دورہ زیست پہ غفلت سے ہے صد افسوس
خیال روز قیامت بشر نہین رکھتے

عبث کیا ہی مقید قفس مین ای صیاد
ہم اوڑ کے جائین گے کس طرح پر نہین رکھتے

۴۶ ۱۶

نہوگا ہم سا غریب الوطن کوئی کوکب
تباہ ایسے ہوسے ہین کہ گہر نہین رکھتے

فوت ہو کیون رنگ پوشیدہ تم سو نیکو ہے
ہونگی وہ رخصت کوئی دم مین سحر ہونے کو ہے

ای دل مضطر نہ گہبرا وصل کے دن ہین قریب
اونکی دل پر آہ کا تیر اثر ہونے کو ہے

رات بہر ای درد سنو مجہکو نہ اب آئیگی نیند
آنکہ مین اوسکا تصور جلوہ گر ہونے کو ہے

آنسوون کے ساتہ دل سینے تو خون ہوکر بہا
صدمہ فرقت سی پانی اب جگر ہونے کو ہے

دیکہی کس طرح ہمسے پیش آتا ہی وہ بت
اب ہمارے عشق کی اوسکو خبر ہونے کو ہے

اے مسیحا جان بلب ہین جلد لی آئکی خبر
عاشقون کا دار ہستی سی سفر ہونے کو ہے

ہر قدم پر لاکہہ دل پامال کرتا ہے وہ گل
اب زمین وآسمان زیر و زبر ہونے کو ہے

بلبلون کی تہ چہپی پہر کم سنین گی باغبان
موسم گل کا گلستان مین گذر ہونے کو ہے

فصل گل آئی ہوا جوشش جنون بلبل ہوا
پہر ترا عاشق پریشان دربدر ہونے کو ہے

دیکہنا ترچہی نظر سی بسبب اونکا نہین
پہر مرا دل بسمل تیر نظر ہونے کو ہے

یارنی میری طرف سی آنکہ اپنی پہیرلی
آج گل پہر دیکہتا ہون چشم تر ہونیکو ہے

یہ سبب ہے دل جو گہبراتا ہے میرا خود بخود
سر پہ آسیب محبت کا گذر ہونیکو ہے

کعبۂ دل کو گرائین گے بت بیداد گر
منہدم ظلم حسینان سی یہ گہر ہونیکو ہے

جان بہی جائیگی اکدن دل بہی جائیگا ضرور
عشقبازی مین ابہی کیا کیا ضرر ہونیکو ہے

قتل ہونیکی خوشی ہی عاشقون مین عید ہے
نیمچہ اوس شوخ کے زیب کمر ہونیکو ہے

٢٤٧

جان کو اپنے تصدق مین کرون کو کب کہ دل
لیکے خط اوس گل کا وارد نامہ بر ہونیکو ہے

19

مجہے جب سی خیال ابروی خمدار رہتا ہے
دل ناشاد مرنے پر سدا تیار رہتا ہے

فراق یار مین اے دل عبث خونبار رہتا ہے
نہ پوچہی گا کبہی تجہسے تو وہ بیزار رہتا ہے

دل نالان کو نیند آتی نہین بیدار رہتا ہے
مرض ہی عشق کا الفت مین یہ بیمار رہتا ہے

ہوئی کم رونق رخسار جانان خط نکلنے سے
گلون کی پاس کیون یارب ہجوم خار رہتا ہے

نہ دل لگتا ہے گلشن مین نہ صحرا اوسکو بہاتا ہے
تری در پر ہمیشہ طالب دیدار رہتا ہے

نہ کیون کر مستعد اے دل رہو ہین جان دینے پر
کہ اوسکو وصل کے تو نام سے انکار رہتا ہے

کہا جاتا نہین اس سے جدائی کا تری صدمہ
دل ناشاد فرقت مین صنم بیمار رہتا ہے

ہر اک سے اب وہ مخبر یہ بیان کرتے ہین ہنس ہنس کے
یہی عاشق مرا ہے جو پس دیوار رہتا ہے

تمہارے ہجر مین ایمان جان اتنو یہ صورت ہے
خدا شاہد مرا دل زیست سی بیزار رہتا ہے

جلایا اسقدر مجہکو تپ فرقت کی آتش نے
کہ داغون سی یہ سینہ صورت گلزار رہتا ہے

یہ کیفیت ہے جوش وحشت دل سی صنم اتنو
کہ زیر پا ہمیشہ وادیے پر خار رہتا ہے

نہین سنتا ہمارا تذکرہ بہی کیا قیامت ہے
کشیدہ اسطرح ہمسے ہمارا یار رہتا ہے

ہمیشہ اشتیاق تیر مژگان مین ... صورت ہے
کہ ہر اک غنچۂ خندان صورت سوفار رہتا ہے

دل نالان یہ یارب بیخودی چہائی ہے صدمہ
یہ غفلت ہے اکدم نہین ہشیار رہتا ہے

خریداران الفت ہر گھڑی موجود رہتی ہین
سدا تیری گلی مین ای صنم بازار رہتا ہی

بپا محشر ہوا ای بت کبھی رفتار سی تیری
خیال اس بات کا مجھکو دم رفتار رہتا ہی

خیال خواب ہی عشق تکمین نہین آتا کبھی مجھکو
تصور کسکا آنکھون مین مری ہر بار رہتا ہی

تمہاری کیا خطا گر جان لی اس عشق نے میری
قضا سی بس نہین چلتا بشر ناچار رہتا ہی

ہمیشہ نازبرداری سبھے منظور ہے لیکن
خفا اس سے ہی کوکب وہ بت عیار رہتا ہی

دیوانہ بنایا ہے کسی رشک پری نے
بیتاب کیا ہے مجھے درد جگری نے

دل نے مری فریاد نہ کی تا دم آخر
یہ داغ دیا اور عدم کے سفری نے

فریاد مری سنکے نکلوا دیا اوسنے
محفل مین نہ آنے دیا شوریدہ سری نے

اک شب بھی نہ آئی وہ مری گھر مین غضب ہے
عاجز کیا اے آہ تری بے اثری نے

اک روز نہ احوال یہ عاشق کے نظر کی
لی جان ہماری تری اس بیخبری نے

سنتے ہی صدا جاتی ہین پہلو سے وہ اوٹھکر
کیا رنج دیا ہی مجھے مرغ سحری نے

جو جانتے ہین وہ ہی تو آنکھین ہین چرانے
بیقدر زمانے مین کیا دربدری نے

ہم مرتے ہین افسوس نہین کچھ تجھے پروا
ای مہر نہ تھی مہر و وفا کے یہ قرینے

بوئے گل رخسار جو سونگھی تو غش آیا
بیہوش کیا مجھکو نسیم سحری نے

تا کے شب فرقت کی حرارت کو چھپاؤن
پھونکا ہے سراسر مجھے سوز جگری نے

ملتا نہین مضمون کوئی ذہن رسا کو
حیران کیا ہی تری نازک کمری نے

اب خوش ہی ممکن نہین گل تخت نشین تھے
نیرنگ دکھایا فلک نیلوفری نے

ای ترک نہ کچھ حال مرا پوچھ تو للہ
ناسور کیا دل مرا زخم جگری نے

کچھ دل کے لگانے کے سوا اور نہ آیا
کوکب مجھے برباد کیا بے ہنری نے

مرا تو یہ حال ہوگیا ہے کہ بدلے اشکوں کے خون بہا ہے
مگر وہ دانستہ پوچھتا ہے کہ کس پہ مرتے ہو کیا ہوا ہے
نہ پوچھیے ہمسے حال فرقت بیان ہوگی نہ دل کی حالت
ہمارے کہنے کی کیا حقیقت جو آپ سمجھے وہی بجا ہے
نہ یاد اونکی اگر بھلائیں تو پھر نہ کیونکر ستم اوٹھائیں
بجا ہے جتنا ہمیں جلائیں کہ دل لگانے کی یہ سزا ہے
نہ اس سے ہووے گی یاد گیسو نہ رحم کھائے گا وہ جفا جو
نہ دل پہ قابو نہ اونپہ قابو نئی بلاؤں کا سامنا ہے
نہ دوستی الفت اگر تمہاری تو کسلیے ہیں جفائیں ساری
عبث ہے فریاد و آہ و زاری حقیقتاً میری ہی خطا ہے
نشان بھی اب تو نہیں چمن کا نہ ذکر باقی ہے انجمن کا
ہم ایسے آوارۂ وطن ہیں کہ نہ کچھ نشان ہے نہ کچھ پتا ہے
نہ جدا ہو آنکھوں سے اب رولانا نہ مجھکو دل سے کبھی بھلانا
عبث ہے میرا صنم جلانا کہ سوز فرقت سے دل جلا ہے
نہیں غرض مجھکو تمسے حاشا کرونگا اوس سے تمہارا شکوا
تمہیں بنایا ہے جسنے یکتا ہتو مرا بھی وہی خدا ہے
چھپا ہے سب سے میرا مسکن عدو ہیں دوست و دشمن
ملا نہ بعد فنا بھی مدفن گواہ غربت مری قضا ہے
سکون دنیا میں یا امید کس سے ہزاروں ہیں میرے دلکو شکوے
خبر بھی اب تک نہ لی کسی نے چراغ تربت بجھا پڑا ہے
اگر یہ فرقت میں جان جائے نہ لیکن اوسکو خیال آئے

پر بازوؤں میں مثل کبوتر لگائیے
لیکن سراغ کوے ستمگر لگائیے

کہتے ہیں وہ کہ قصد ہے نشتر لگائیے
آوارہ دل سے آتی ہے بستر لگائیے

بچنے بنائے ناوک مژگاں سے یہ جگر
اک تیر اور دل کے برابر لگائیے

دنیا کی سلطنت پہ گدائی کو فوق ہے
کیونکر نہ کوے یار میں بستر لگائیے

تکلیف نزع سے مرے دل کو بچائیے
اک ہاتھ اور بھی اسے آکر لگائیے

دل خون ہو چکا مرا باتوں سے آپ کی
ایسے نہ چھیڑ چھاڑ کے نشتر لگائیے

جس گل کے عکس نور سے سورج ہوا ہے
آنکھ اسی سے شوخ چشم سے کیونکر لگائیے

کچھ تو مرا حضور کو بھی رنگ کا خیال
دو چار ہاتھ دل پہ برابر لگائیے

یہ تو خلاف شرط وفا ہے خدا گواہ
آنکھ اور سے جو اسے دل مضطر لگائیے

عاشق کی جان جاتی ہے اب غیر حال ہے
لللہ نہ دیر آنے میں دلبر لگائیے

کیا جانئے کون وقت گذر اس پہ چکا ہے
آنکھیں نہ کس طرح طرف در لگائیے

معشوق کے فراق میں عاشق نے جان دی
چھپوا کے اشتہار یہ گھر گھر لگائیے

تکلیف نزع مجھکو ہو راحت سہی سوا
میرے جگر پہ آپ جو نشتر لگائیے

صورت نہ دیکھی پھر کبھی رنگ غبار کی
آئینہ پر مثال سکندر لگائیے

فرقت میں خوب بادیہ پیمائی کر چکے
اب چل کے اوسکے کوچے میں بستر لگائیے

وہ چاہتے ہیں وصل میں بھی ہجر ہی رہے
خالی ہی بات چیت میں شب بھر لگائیے

ہے عزم قتل عاشق بیدل جو اسے حضور
مژگاں کا ایک تیر بس آ کر لگائیے

میں آس رات دن کی ہجر سے ہو نجات
ابرو کا مرغ دل کو جو خنجر لگائیے

اک جا یہ مثل شیشہ نہ کیجے کبھی قیام
عالم جہاں میں صورت ساغر لگائیے

۲۵۱ [illegible]

[illegible] — [illegible] زلف [illegible] کے لیے

دم [illegible] نشین [illegible] داغون — دل [illegible] دشمن کے لیے

[illegible] — [illegible] دشمن کے لیے

یارِ غارت گلزار یہ باندھی ہے کمر — ہمسری ڈھونڈھتی تھا گل سوسن کے لیے

اسقدر بھی نہیں ہستی کا بھروسا مجھکو — [illegible] ہے چراغ تہ دامن کے لیے

دل کے ہا سوز کا کیا خوب نشانہ تاکا — تیر مژگان بھی تہا [illegible] اسی روزن کے لیے

اک ادا سے مجھے یار اسی جلایا ہی مجھے — یہ اثر عشق ہوا ہے تری چتون کے لیے

ہوگا مجھسا بھی نہ آوارہ جنون میں کوئی — [illegible] دامن کے لیے

شیخ کو دی ہے جو تسبیح کرے نام ترا — [illegible] ہے رشتہ زنار برہمن کے لیے

جسکو ہرگز نہو آسیب خزان کا کھٹکا — ڈھونڈھتا ہوں وہ شجر اپنے نشیمن کے لیے

نیمچہ اوسنے جو باندھا یہ دعا دی مینے — قبضہ تیر سے لیے ہو پہل تری دشمن کے لیے

دست بردار نہو قتل سے میرے اے ترک — واسطہ ناز و ادا کا تجھے جوبن کے لیے

کس طرح دل کو شب ہجر میں بہلاؤں کا — منع کرتا ہے دو ست نالہ و شیون کے لیے

وصل کی شب میں ہمیں یاد ہوا ہجران ہیہات — کسقدر روتے تمہارے رخ روشن کے لیے

ہیں زنانہ جو بتان کا تو ذرا منصف ہو — [illegible] کیون نہو نا قوس برہمن کے لیے

شب کو منظور نظر تھی جو اوسے حسن کی جانچ — چاند آئینہ ہوا عارض روشن کے لیے

۲۵۲ چرخ بھی ہم نے کوکب سے کیے تیر ستم
نہو یہ روز سیہ اب کسی دشمن کے لیے ۱۱

تباہ تو ہمیں کیون نیم جان نہیں کرتے — یہ کیا سبب ہے جو تم امتحان نہیں کرتے

عبث عبث ہے اسیروں پہ ظلم اے صیاد — ترا تو شکوہ بھی یہ بے زبان نہیں کرتے

دکھا کے تو نے ... کشش کر ... دشمن
تباہ ایسا ہی اے آسمان نہین کرتے

ہمارے ... نے ... ذوق کیا
کہ وہ دل بھی اپنے بیان نہین کرتے

... نہین جب ... مزاج مین آئے
عزیز جان تری ہیچان نہین کرتے

... مین ... مرگ بھی ... پر
وہ حکم دفن سے کشتگان نہین کرتے

مدام ... اسیری ... لیا ہے
تنگ ایسا ہی اے باغبان نہین کرتے

ہزار طرح سے چھیڑا کہ کچھ تو منہ سے کہین
مگر وہ حال دل اپنا بیان نہین کرتے

شب فراق مین بھی اے صنم کبھی فریاد
سدا گواہ ترے ہیجان نہین کرتے

ہمارے ضبط کا یہ انتہا ہے ای گلرو
شب فراق مین آہ و فغان نہین کرتے

۲۵

سدا اشارہ مین گو کب اوس انکی گلرو ہیں
نظر ... طرف ... دستان نہین کرتے

۱۷

ستون کی ظلم کا شق کو گوارہ کیا کرتے
خلاف ضبط بھلا منہ سے آہ کیا کرتے

دو روزہ زیست مین اے دل گناہ کیا کرتے
مثال شام کی دفتر سیاہ کیا کرتے

رخ ہوس کا دکھا ہے خط ... کیا کرتے
چمن کو چھوڑ کے سیر گیاہ کیا کرتے

نہ ہوتا خاک تو کیونکر لپٹتا دامن سے
تمہارے پاس پہونچنے کی راہ کیا کرتے

بہ رنگ طائر بسمل ... تھا دل زار
ہمارے سمت وہ ترچھی نگاہ کیا کرتے

او نہین خیال تمہارے سوائی خلق ... نہین
پھر ایسے شیفتہ دل سے وہ چاہ کیا کرتے

جو خود ہی بحر محبت مین ڈوبتا ہو بھلا
وہ اوسکی کشتی دل کو تباہ کیا کرتے

مجال تھی نہ تجھے اوسکے دید کی ای دل
تباہ وہ پھر تری جانب نگاہ کیا کرتے

نہین ہے اونکی ... حقیقت مین
نہ تھا مین لائق الفت وہ چاہ کیا کرتے

سکوت مین کف افسوس ملتی جاتی ہین
تقضا سے حیلہ کوئی اہل جاہ کیا کرتے

دیا نہ سلسلۂ ضبط ہاتھ سے ہمنے
کسیکو حال کا اپنے گواہ کیا کرتے

نکلتے گر شب فرقت مین نالہ و فریاد
بہار اور دلکی بہلنے کی راہ کیا کرتے

ہزارون قلب مین ناسور ناوک غم ہین
نگاکے دلپہ وہ تیر نگاہ کیا کرتے

بجاہے سر پہ گریبان اگر ہین اہل خطا
دکہاکے آپ کو روئے سیاہ کیا کرتے

سوا سے عشق کسی چیز کی ہوس ہی نہ تہی
عبث ہم دولت و جاہ و سپاہ کیا کرتے

سوائے نالہ و فریاد و آہ و زاری کے
فراق یار مین شام و پگاہ کیا کرتے

۲۵۸
نکلتے ساحل مطلب سے کیون نہ وہ کوکب
رحیم تیرے مری کشتی تباہ کیا کرتے
۳۰

قیامت تہی نظر اونکی جو بے تقصیر پہر جاتی
خم ابرو کی گردن پر مرے شمشیر پہر جاتی

نگاہ لطف ہی تیری بت بے پیر پہر جاتی
نہ ہوتا وصل عاشق کا اگر تقدیر پہر جاتی

بدل جاتا مقدر کا لکہا تقدیر پہر جاتی
نگاہ یار عاشق سے جو بے تقصیر پہر جاتی

خدا شاہد گذرتا ہی نہین ہے کوئی دن ایسا
کہ آنکہون مین نہین اپجان تری تصویر پہر جاتی

فلک سے عاشقون کی آہ شبہائے جدائی مین یہ
جو بے تاثیر پہر آتی ہے تاثیر پہر جاتی

ہوئی ہے پہرتے پہرتے عمر آخر اپنی وحشت مین
سلامت دشت سے کیا اے جنون زنجیر پہر جاتی

خط عاشق کو سے لیکے نامہ بر سے وہ یہ کہتی ہین
یقین ہے ہاتھ سے باہر تو دو دیتا اگر تحریر پہر جاتی

اگر بد نظر ہوتی نگاہ غیظ عاشق پر
برابر اوسکے چہرون ہی کی تغیر پہر جاتی

خدا شاہد ہے اے بت صورت قبلہ نما فوراً
جدہر تو پہرتا چشم عاشق دلگیر پہر جاتی

نہ محشر تک مین قاتل سے کبہی جا ہا آنکہہ کر سکتا
اگر گردن کسی جانب دم تکبیر پہر جاتی

جو اوس سفاک کے آگے تڑپتا یہ دل وحشی
پہری فوراً گلے پر صورت نخچیر پہر جاتی

رضینا بالقضا کہکر ہلا پاؤن عاشق نے
ہلال اوسکو ہیت ہوتا اگر زنجیر پہر جاتی

جدائی مرکے بہی کوچے سے اونکی ناگوارا ہے
کہان اپجان خاک عاشق دلگیر پہر جاتی

یقین تہا توڑ کر دلکو کلیجے مین نکل آتی
اگر پہلو کی جانب کو نہ نوک تیر پہر جاتی

اگر اک مرتبہ بیتوری چڑہا کر دیکھتا مجھکو | چہری گردن پہ میری ای بت بی پیر پہر جاتی
وہ بدقسمت ہون قسمتین جو کرتا نالہ وزاری | تو میری آہ کی بہی ای صنم تاثیر پہر جاتی
کوئی خواہان نہوتا نقش الفت کا زمانی مین | طبیعت اوس پری کی گر دم تسخیر پہر جاتی
خدا شاہد کف افسوس مل مل کر مین رہجاتا | اگر تیرے دکہانیکو تری تصویر پہر جاتی
جو ملکم بازگشت آتا جناب کبریائی سے | قضا آکر مرے بالین سی بی تاخیر پہر جاتی
کبہی قائم نرہتا وصل کے اقرار پر ہی تو | گہڑی بہر مین یہی جیتون یہی تقریر پہر جاتی
یہ بات اسکو ہوئی حاصل فقط ای سیمبر مجہسے | کہان خاک قدم کو چہوڑ کر اکسیر پہر جاتی
نہوتی پہر ذرا تکلیف مرنے کی مجہے ایجان | جو وقت نزع آنکہون مین تری تصویر پہر جاتی
تری نزدیک ہی مین بیٹھا ٹہرا جب ای قاتل | پہر مجہی کیونکر گلی پر سے بی تقصیر پہر جاتی
تعلق اوسکو ہے اور ہم پابند اوسکے ہین | ہماری پاؤن مین آکر کہان زنجیر پہر جاتی
تری عاشق کو ای قاتل وبال دوش ہی یہ سر | کمال احسان تہا گردن پر اگر شمشیر پہر جاتی
یقین تہا عرش و کرسی کو تہ و بالا یہ کرتی | اگر اک آہ میری اور بی تاخیر پہر جاتی
نہ آیا یاد مین اونکو کبہی بہولی سی بہی لیکن | یقین ہی دہیان آجاتا اگر تحریر پہر جاتی
نہین ہی مجہسا دیوانہ جو ہوتا قدردان اسکا | کہان قدمونکو میرے چہوڑ کر زنجیر پہر جاتی
نہین کوئی خطا سرزد ہوئی تہی تیری عاشق سے | بہلا بیجرم کیونکر حلق پر شمشیر پہر جاتی

۲۵۵

بنا تا گہر نہ دنیا مین کبہی تا عمر مین کوکب
جو شکل قبر آنکہون مین دم تعمیر پہر جاتی

۳۰

وہ نادان تہا جسے ہمنے بت پرفن بنایا ہے | قضا کا سامنا ہر دم کو آہن بنایا ہے
خیال سبزۂ خط مین نیا گلشن بنایا ہے | وہ گل کہائے کہ دلکو تختۂ سوسن بنایا ہے
کسی صورت نہین مٹتی تری تصویر آنکہ سے | مرے دل مین تصور نی تری مسکن بنایا ہے
نہ پوچہو عشق مین حال عزیزان و احبا کچہ | مرا اک دوست دل تہا اوسکو بہی دشمن بنایا ہے

یہ کیفیت ہوا دسی ہماری وحشت دل کی
رہ شعلۂ آتش فرقت سی پھر کر جس سے آخر کو
جدائی بعد مردن بہی تہی منظور دونون کی
کہون کیا حال دل بیمار کلیجہ منہ کو آتا ہی
ترا تیر تصور ہی خطا کرتا نہین ہرگز
برای قتل خوش ہو کر نہ کیونکر سر جھکا دون مین یہ
رہ و رسم شکایت سی کبھی واقف نہ تہا ہرگز
سبب کیا ہی پھر اسکا قتل کیون مجکو نہین کرتا
نہین رحم آتا ہی تجکو جفاؤن پر جفائین ہین
برا ہو اس دل نالان کی وحشت کا خدا سمجھی
گہڑی بہر بہی نہین فریاد سی مہلت ہی دو وقت مین
کبہی تو بوستان داغ دل کی سیر کر لیتے
نہین خواہش ہی مجکو قتل ہو کر دفن کی ہرگز
بڑا احسان ہی باد صبا کا حال عاشق پر
قضا انسان کی بے حکم خالق کے نہین آتی
ادہر بہا یہ جو کانٹون مین تو پہر دے مین خلل آتا
کبہی سیلانیون دل چھین لینا تجکو آتا تہا
قدم رکہا ہی مینے جیسے راہ عشق مین انجان
خط معشوق کو کیونکر نہ جانین آیت قدسی
ترحم ہی نہین آتا کبہی احوال عاشق پر
جسے کاما ہی اسنے ہو کی پانی یہ گیا دم مین

گریبان پرزی کرکے آستین دامن بنایا ہے
تب فرقت نے سینے کو مری گلخن بنایا ہے
جگر کے پاس دل کا اسلیے مدفن بنایا ہے
تری فرقت نے مجکو صاحب شیون بنایا ہے
عجب حق نے تجھے ترک شکار افگن بنایا ہے
خدا نے تجھکو بیشک مالک گردن بنایا ہے
تجھے اپنی طرف سی ہمنے خوش ظن بنایا ہے
اگر قاتل نے میرے مجکو تر دامن بنایا ہے
دل عاشق کو ای جلاد کیا آہن بنایا ہے
جو اپنے دوست جانی تہی او نہین دشمن بنایا ہے
مری دل کو تمہاری یاد نے ارگن بنایا ہے
تمہارے دل بہلنے کے لیے گلشن بنایا ہے
عبث میرے لیے احباب نے مدفن بنایا ہے
تمہارے گرد رہ اسکو بس اب مردن بنایا ہے
وہی ہے جانکا مالک کہ جسنے تن بنایا ہے
فقط اسکا سبب جامہ کو بے دامن بنایا ہے
تری ترک نگہ کو ہمنے خود رہزن بنایا ہے
کہون کیا کسکو جانکا دشمن بنایا ہے
سمجھکر حرز جان ہمنے اسی جوشن بنایا ہے
ترا دل کسنے پتھر ای بت پرفن بنایا ہے
تری زلف سیہ کو حق نے وہ ناگن بنایا ہے

چراغ طور سے بھی یہ تجلی غیر ممکن ہے
تری نور قدم نے گھر کو وہ روشن بنایا ہے

ترحم کی نظر کا ہے نگاہ غیظ کہہ مجھپر
خدائی کیا طبیعت مین تری بچپن بنایا ہے

جفائین جسقدر چاہو کرو پروا نہین اب مجھکو
جگر کو دل کو سینے ای صنم آہن بنایا ہے

بیان مین کیا کرون اے جان حالت وحشت دل کی
زمانے کو تمہارے عشق مین دشمن بنایا ہے

۲۵۶ نہین تھمتا ہے کوکب ابر باران دیدۂ تر کا
مرے اشکون نے کیا بے فصل کا ساون بنایا ہے ۲۳

اب یہ کہتے ہو کہ پی لو یہ دوا حاضر ہے
جب کہ اے جان مری بالین پہ قضا حاضر ہے

جب گئے ہم دہن گور سے آئی آواز
اے مسافر ترے رہنے کو یہ جا حاضر ہے

دہوم سے لاش تری کشتے کی اوٹھیگی صنم
کہ پے شور و بکا خلق خدا حاضر ہے

پاسبان در دولت سے یہ کہتا ہون سدا
عرض کردے کہ گرفتار بلا حاضر ہے

کنج تنہا بہی سمجھکر نہ گنہ کر اے دل
نہین معلوم تجھے ذات خدا حاضر ہے

اب مرے قتل مین کیا دیر لگا رکھی ہے
کھینچئے کیون نہین شمشیر گلا حاضر ہے

ہر گھڑی فیض تصور سے یہ حاصل ہے مجھے
سامنے وہ گل گلزار وفا حاضر ہے

ہے قضا دیکھیے کس کس کی قضا آئیگی
کہ لگانے کے لیے اونکے حنا حاضر ہے

منفعل ہوکے محبت کی خطا پر اے جان
یہ گنہگار ترا بہر سزا حاضر ہے

مال کیا مال سمجھتے ہین تمہارے عاشق
جان تک مانگو تو اے جان بخدا حاضر ہے

جسپہ مرتا ہون وہی دیکھنے آیا ہے مجھے
ملک الموت کے ہمراہ قضا حاضر ہے

جان بچتے نظر آتی نہین مجھکو ہرگز
تم جو غائب ہو نظر سے تو قضا حاضر ہے

خون دل ہے تری بیمار کے پینے کے لیے
ہر گھڑی لخت جگر بہر غذا حاضر ہے

میرے قاتل سے کوئی کہدو مری جان بلب ہے
جان دینے کو گرفتار بلا حاضر ہے

نقد دیدار سے بھر کاسۂ چشم سائل
اے شہ حسن ترے در کا گدا حاضر ہے

وصل مین بهی کبهی خاموش نهین رهتا ہے
دل نالان کے لیے آه و بکا حاضر ہے

جو ترے مد نظر ہو اوسے ای اے قاتل
دل بهی حاضر ہے مرا سر بهی مرا حاضر ہے

چشم الطاف ہو یا چشم غضب ہو اسیر
سر جهکائے یہ گنهگار ترا حاضر ہے

کهوؤن عقبے کو طلب کرکے مین دنیا لاحول
جان مانگے جو کوئی بهر خدا حاضر ہے

قتل سے باز نہ آ بهر خدا اے قاتل
تجهپہ صدقے سے ہے مری جان گلا حاضر ہے

پهر کیا اصل ہے ای بادشہ کشور حسن
تجهکو سائل کی ہے خواہش تو بہا حاضر ہے

جسکو جی چاہے اوسے بهر مین ہمدرد دنیا
غم و غصہ الم و سوز دلا حاضر ہے

۲۵۷

عشق کوکب جو علی سے ہے تو اوسکی خاطر
قصر فردوس عُلا بعد فنا حاضر ہے

۱۵

جان دینے مین یہ جانباز کہان قاصر ہے
کهینچیے کیون نہین شمشیر گلا حاضر ہے

وہی غایب ہی نگاہون سی وہی حاضر ہے
وہی خالق وہی اول ہی وہی آخر ہے

جان دیتا ہون مگر شکوه نہین کرتا ہون
سچ کہو مجهسا جفا ہین کوئی صابر ہے

دہیان ہی غیر کی الفت کا نہین ہی دل کو
حق تعالیٰ مرا نیت سے مری ماہر ہے

تم بهی کیا یاد کروگے کہ کوئی عاشق تها
جان دیتا ہون مری جان یہ تری خاطر ہے

اک نظر دیکها جسے ہوش نہ پهر اوسکو رہا
کس قیامت کی صنم چشم تری ساحر ہے

داغ فرقت سی ہوئی رشک دہ صحن چمن
دیکهیے آپ یہ حال جگر و خاطر ہے

کیا بیان تجهسے کرون درد جدائی کو صنم
خود مرے چہرے سی جو حال ہی وه ظاہر ہے

درد دلکو مین بیان کس سے کرون کون سنے
جز خدا غیر کہان اس سی بهلا ماہر ہے

جان آنکهون مین ہی دم توڑ رہا ہے بیم
اب کوئی دم مین یہ بیمار نگہ آخر ہے

نیچی نظرون سے چرا لیتا ہی دل پہلو سے
قہر کا آفت جان ہی وه غضب شاطر ہے

میرے معشوق کا دل بهی تو مرا سا کردے
تو ہی ہر چیز کا خالق ہی تو ہی قادر ہے

اکیلا ہم جبین نہین یکتا ہی فرقتین سے مجھے | دل بیتاب کی حالت سے خدا ماہر ہے
سوا ہے نہ کوئی ہو کا مقابل تیرا | جسکو شک ہو تری یکتائی مین وہ کافر ہے

٢٥٩

بخیر ممکن ہے جو اک شمہ بیان ہو کوکب
مدح شاہ شہدا مین یہ زبان قاصر ہے

٢٤

ہ الفت مین عزا اپنے پہلا کسکے قدم ٹھہرے
تپاک کس طرح ای دل وہ سزاوار کرم ٹھہرے
مسافر رہ رو ملک عدم کا رک نہین سکتا
شبیہ بر تصویر فرقت مین نہ کوئی دوست کام آیا
مین وہ دل سوختہ ہون کہ داغ عشق شمعرویونکا
زمانے کی برائی کا نہین شکوہ الم یہ ہے
ہوا تنہا امتحان عشق سب منتظر انکو
نہ پوچھ حال مشت خاک زیبا کا یارو
بہت ہین جا بجا ہی تراز تمہارے الصنم لیکن
جو اس حال پہ اب کہ ان پہ شاید وہ اور سمجھے
دکھیے نہ کو آیا ہے جو شیرین سے تا بگویائی
خدا کا گھر تو وہ ہوا دل مشغولی کی تنہائی سے
بیان کیونکر کرون اے یار اپنی ناتوانی کو
مجھکو بیٹھے مین تیرے عشق کی شب مین آنکھ
اسکو بوند کر رہے نگھ جنگ کیا آخر
نقش کی وفا سے تو ستم سکار رہا
مسافر خانہ عدم کوئی نشستن کی جگہ کو سے

نگہ اسیر ہی نظرون مین تری ظالم نہ ہم ٹھہرے
نہ اوسکے سامنے جو لائق جور و ستم ٹھہرے
نہین یہ وہ سفر ای دل کہ جسمین اکدم ٹھہرے
رفیق اپنی محبت مین فقط رنج والم ٹھہرے
نظر مین داغ لالہ بھی عجب کیا اپنے جو کم ٹھہرے
تمہارے سامنے بھی کب حقیقت الصنم ٹھہرے
نہ ٹھہرا کوئی نظرون مین اگر ٹھہرے تو ہم ٹھہرے
ہم اول بھی عدم تھے اور آخر بھی عدم ٹھہرے
مین اپنا ہاتھ کاٹون گر کوئی ثابت قدم ٹھہرے
مقابل کاسہ درویش کی کیا جام جم ٹھہرے
کرونگا حال دل اتنے زبان ٹھہرو کہ دم ٹھہرے
عجب کیا ہر دم کبھی سر اگر بیت الصنم ٹھہرے
یہان تک آئی مین کس کس جگہ پہ دم بدم ٹھہرے
ہماری آنکھ مین ہر کیا صنم باغ ارم ٹھہرے
ہوئے پیشے صلات اونکی مرے حق مین ستم ٹھہرے
مقام امتحان مین یا الہی تو نہ ہم ٹھہرے
کہان ای دوستو یہ زیر ملک عدم ٹھہرے

مری ہمراہ یہ دونون رہی کنج لحد مین بھی	نہ ٹھہرا کوئی جبس جا پر وہان رنج و الم ٹھہرے
الٰہی دیکھیے کیا میرے دل کا فیصلہ ہوگا	سزاوار سزا یا لائق عفو و کرم ٹھہرے
تری فرقت مین اب تک اسقدر سختی اوٹھائی ہی	کہ شکل کاہ جسکے سامنے پر کوہ غم ٹھہرے
مسیحا تیرا بیمار نظر اچھا نہین ہوگا	سوائی وصل ہی سر مین نہین ممکن کہ دم ٹھہرے
سپر سینہ کیا ہوگا ہمین نے نیشتر سب سے	کسی سی کس جگہ کس بات مین ایمان کم ٹھہرے
یقین ہی فرط شادی سی ہمین شادی مرگ ہو جاؤن	اگر مجھسے کسی دن وعدۂ وصل صنم ٹھہرے

۲۵۹ جہان پر سیکڑون بسمل ہزارون روز بسمل ہوون ۲۳
پہر ایسی جا پہ ای کوکب کہو کیونکر قدم ٹھہرے

کلیجہ پہر مرا سینے مین کیونکر اپنی جا ٹھہرے	نہ جب اک روز بھی مجھسے وصال دلربا ٹھہرے
نہین ممکن کہ بحر اشک خون مین اک ذرا ٹھہرے	اگر گلشن مین بھی جا کر یہ پابند بلا ٹھہرے
شب فرقت مین اکدم بھی نہ یار آشنا ٹھہرے	مری دل کی رفاقت کو فقط آہ و بکا ٹھہرے
بلایا ہی مجھے اوسنے کہ دل کا فیصلہ ہوگا	الٰہی خیر کرنا تو نہین معلوم کیا ٹھہرے
تمہاری یاد نے یاد خدا کو بھی بھلایا ہے	مگر اسپر بھی تم ہمسے بتو نا آشنا ٹھہرے
ہمین بھی دیکھنا ہے گفتگو کیا ہمسے کرتے ہین	فرشتون سے لحد مین دیکھین کیا بعد فنا ٹھہرے
ستم جسسے کیے تمنے کسی سے کب کیے اے جان	خدا شاہد ہے ہر اک معشوق سے تم پر جفا ٹھہرے
جھکائی آنکھ قاتل نے ہماری شرمگین ہوکر	جب اوسکے سامنے ہم بیقصور و بیخطا ٹھہرے
نہ لایا تاب نظارہ جو وہ آئے تو غش آیا	مقدر کے سبب سے ہم یہان بھی نارسا ٹھہرے
برابر یار ہمراہ اشک جانا پڑتا ہے مسافر کو	نہین رستا عدم کا رہ کہ انسان جا بجا ٹھہرے
کہین کیا ابتدائے عشق مین انجام الفت کو	نہین معلوم ابھی وہ بیوفا یا باوفا ٹھہرے
جسے چاہا کیا زندہ جسے چاہا کیا مردہ	بتو بندے سے نہ ٹھہرے تم حقیقت مین خدا ٹھہرے
خزان ہے بس بہار گل حیا سے دیکھکر اوسکو	گھڑی بہر بھی جو گلشن مین پیام گل ہو صبا ٹھہرے

تصور اپنا سراسر ہی محبت ہمنشین کیون کی تہی
کہ اب خون دل و لخت جگر آب و غذا ٹہہرے

تمہین انصاف کی قدر واگر برسون کی بعد ایجان
سر رہگذر مین تم آکر دو گہڑی ٹہہرو تو کیا ٹہہرے

محبت مین خموشی کی سوا کچہ بن نہین پڑتا
زبان سی شکر کا کلمہ جو نکلی تو گلا ٹہہرے

سوای گردش تقدیر اسکو اور کیا کہیی
کہین اچہا اگر ہم اے صنم وہ بہی برا ٹہہرے

چہٹی ہر روز کی دہڑکون سی جان ناتوان اسکی
گنہگار محبت کے لیے بہی کچہ سزا ٹہہرے

کہین ہی سوز دل فوراً جلا کر خاک ہی کر دی
اگر دم بہر کو بہی جا کر کہین یہ دل جلا ٹہہرے

ہمین بہی نزع مین ہی شوق اسے دید جانان کا
نکالین حسرت دل ور اگر دم بہر قضا ٹہہرے

بدن مین تپ جگر مین درد دلکو بیقراری ہے
مرض ایسے ہی ہمکو جو اچہا ان لا دوا ٹہہرے

جواب اک ہم نہین دیتی وہ لاکہون ہمکو کہتا ہے
ہم اوسکی رہگذر گویا وہان بے صدا ٹہہرے

یقین یہ ہی دل ناشاد کی ہو آرزو پوری
جو بہر امتحان مقتل مین وہ قاتل ذرا ٹہہرے

ہمین تسکین کچہ دیتی ہین یا برہم وہ ہوتی ہین
دم اظہار حال دل نہین معلوم کیا ٹہہرے

یہ شوخی ہی فقط تیری قدمبوسی کی باعث سی
وگرنہ خون عاشق کی مقابل کیا حنا ٹہہرے

کہ حسرت ملی ہستی بے بنیاد پر اپنی
کہ ہم ٹہہرے بہی دنیا مین تو مثل نقش پا ٹہہرے

ہوا ہونا توانی کا تمہارے در تک آنے مین
بیا کس جگہ پر دم کہین کیا جا بجا ٹہہرے

نہین ہی گہر کسیکا دار فانی اے دل نالان
یہان بہی سیر کرنے کے لیے دم بہر کو آ ٹہہرے

جگہ پاتے ہین دوزخ مین کہ جنت ہمکو ملتی ہے
وہ قادر ہی نہین معلوم کیا بعد فنا ٹہہرے

سرا کوئی نہ ملتی ہے نہ دم لینے کی جا کوئی
مسافر منزل ہستی کا پہر کس جا بہلا ٹہہرے

نہو تو آپ کی عاشق تو کس پر یہ ستم کرتے
ہم اس دل کی بدولت لائق جور و جفا ٹہہرے

نہو جو عشق مین کس سے ہمنشین کی شناسائی
جو تہی نا آشنا وہ بہی تو صورت آشنا ٹہہرے

۲۶۰

نشان تک بہی نہ پایا ملک و مال و جاہ کا کوکب
پس مردن برابر قبر مین شاہ و گدا ٹہہرے

۱۳

تری پر غضب کی چشم تر ہے — کہ دل سکے ڈوبنے کا مجکو ڈر ہے
معاذ اللہ کیا غافل بشر ہے — مکافات عمل سے بیخبر ہے
ولا ملک عدم کا وہ سفر ہے — نہ بستی ہے نہ کوئی راہبر ہے
فلک گردش مین رہتا ہی شب و روز — یہ میری آہ کا اوسنے اثر ہے
یہی دلدار عاشق مر رہے ہین — تمہین کچہ حال کی اونکے خبر ہے
لکہون خط کیونکر اوس ماہ جبین کو — نہ ہدہد ہے نہ کوئی نامہ بر ہے
کبہی بوسے سے ہی پوچہا نہ اوسنے — ہماری آہ ایسی بے اثر ہے
نہ چین آتا تہا جنکو فرش گل پر — لحد مین خشت اونکے زیر سر ہے
شب وصل صنم ہوتی ہے آخر — کوئی دم مین جدائی کی سحر ہے
نہ تڑپے گا ادب سے قتل ہوکر — وہ کیون محو تماشائے جگر ہے
خدنگ ناز کی کشتی ہین دونون — یہ دل عاشق کا ہے ادر یہ جگر ہے

٦١

یہ صورت سے ہے شب فرقت مین کوکب
جگر پر زرد ہے اور چشم تر ہے

٦٢

لالی ہی کہان پر سے مجہے تقدیر کہان سے — پیدا ہوا عشق بت بے پیر کہان سے
ایسی مین نکالون کوئی تدبیر کہان سے — پہر جائیگی سر سے علق شمشیر کہان سے
یہ دیکہا پہری مری تقدیر کہان سے — ہاتہ آئیگی اوس صبح کی تصویر کہان سے
کہتی مری وحشت یہ ترس کہا یا خدایا — آئی ہے مرے واسطے زنجیر کہان سے
خط سبز ہنین چہڑتا ہوگا پر سے قاتل — کندہ ایسی تولایا ہے یہ شمشیر کہان سے
فرہاد تو کرتیا تہیشے سے کر ہنین سے — پیدا ہو بہلا آہ مین تاثیر کہان سے
لایا ہے عدم سے مجہے یان شوق شہادت — آمادہ مرگ آیا ہے نخچیر کہان سے
مر جاوتا نہ یہ بیشتہ ہی مری جان بچا لے — اس طرح کی ہیجی ہے یہ تحریر کہان سے

تخفیف مری دشت نوردی مین نہ ہوگی
ہاتہ آئیگی ساری سی مجھے زنجیر کہان سے

تم قتل جو کرتے ہو مجھے اسکا سبب کیا
ثابت ہوئی ایجان مری تقصیر کہان سے

حاصل مجھے کیونکر ہو مزا لطف سخن کا
ای شوخ سنون مین تری تقریر کہان سے

کہنے تجھے دوگا نہ مگر قتل سے مجھے تو
حکم آئے گا اسے مالک تقدیر کہان سے

اکبار گران سے جو مری گردن پہ سراسر
مین ڈھونڈہ کے لاؤن تری شمشیر کہان سے

عاشق نہ بنا کر جو مرے دل کو وہ لیتے
بن پڑتی مرے قتل کی تدبیر کہان سے

تاثیر دوا خاک مین عاشق کے ہے ورنہ
اس طرح اثر لائیگی اکسیر کہان سے

لکہا ہے مقدر مین تو ہر روز تڑپنا
پہر ہو مجھے وصل بت بے پیر کہان سے

دل توڑ کے توڑا مرے سینے کو جگر کو
گذرا ہے کہان پر یہ ترا تیر کہان سے

اوس بانی بیداد کا عاشق جو نہوتا
پہر کرتا مری لاش کو تشہیر کہان سے

بوی گل تر ہو گل قالین سے نہ پیدا
پرواز کرے بلبل تصویر کہان سے

فریاد و بکا مین تو اثر ہی نہین مطلق
دکہلاؤن تجھے آہ کی تاثیر کہان سے

الفت سے ترے مرتبہ اسکو ہے یہ ورنہ
عاشق کو ملی عزت و توقیر کہان سے

ایسا مجھے جکڑا ہے کہ مین ہل نہین سکتا
پہر گشت کرے بستہ زنجیر کہان سے

معشوق تو نظرون سے نہان ہی ترے دم
صبر آئے تجھی عاشق دلگیر کہان سے

۲۶۲ کوکب اسے کس طرح سے باندہا ہے پئے قتل ۳۰
بسمل کا ہے لب پر دم تکبیر کہان سے

ابرو و مژگان سے تیر و زخم خندان لیچلے
معرکہ سے ہم نشان تیغ و پیکان لیچلے

دلکو بہلانے فقط سوئے بیابان لیچلے
کب سلامت دست وحشت ہی گریبان لیچلے

مین نے جب اونسے کہا دلکو مری جان لیچلے
مسکراکر صاف کہتی ہین کہ ہان ہان لیچلے

جا بجا ہے وحشت ہمین سوئے بیابان لیچلے
جانب گلشن نہ با حال پریشان لیچلے

وصل کی نوبت نہ آئی داغ ہجران لیجلے
پاس تھین دو چیزین اونکی اب یہ کیفیت ہوئی
عندلیبان گلستان کو بھی اک حسرت ہوئی
یان گذر جائیگی ہر صورت سے اونکی خیر ہو
تیری محفل سے خدا شاہد ہے ایمان جہان
دل جگر دونون کیے ہین تیغ ابرو نے دو نیم
غیر ممکن ہے شفا بے شربت دیدار یار
کوئی شنوائی نہین کرتا ہے میری حال کی
ہمکو اک دن بھی نہ وصل یار ممکن ہو سکا
اس دل ناشاد کی وحشت کا حال اوسدم کھلا
کب سنین گے وہ کسیکی آہ کو فریاد کو
عشق نے بعد فنا اپنا اثر اتنا کیا
یہ ہوا حاصل ہمین عشق جنون زا سے فقط
تیغ ابرو سے کسی صورت نہین مجکو دریغ
یاد زندان جنم مین جب ہین ہوون بیٹھکر
اسلیے آئے تھے محبت مین تری ای شمع رو
شکر ہے بیمار کا اسنے ہوا اونکو خیال
باغ مین آئے تو دل معشوق کو ڈھونڈھا کیا
کاروان عمر نے یہ کہکے چھڑا سے مجھے
دوستون سے اوٹھ نہین سکتا جنازہ بعد مرگ
دست قبض عشق سے پایا نہ سینے مرتبہ

قبر مین بھی ساتھ اپنی عشق جانان لیجلے
دل تو پہلے دے چکے اب نذر کو جان لیجلے
ہم چمن مین آنکر خالی جو دامان لے چلے
وائے بر حال اونکی جو بار عصیان لیجلے
درد در دل آہ بر لب چشم گریان لیجلے
ہم ترے باعث سے کیا کیا زخم پنہان لیجلے
کیون مجھے بیکار یار و بہر دربان لیجلے
ظلم ہے دل چھین کر انسان سے انسان لیجلے
حیف اپنی دل مین کیا کیا رنج و ارمان لیجلے
قید کر کے جب مجھے یا مین زندان لیجلے
جب فرشتے تیرا اے اللہ فرمان لیجلے
وہ جنازہ کو مرے با شوکت و شان لیجلے
پرزے پرزے دست وحشت سے گریبان لیجلے
جس جگہ کہیے وہان یہ سر بکف جان لیجلے
چشم تر سے آب گوہر ابر نیسان لیجلے
دل جلانے کے لیے ہم آہ سوزان لیجلے
ہر عاشق تحفہ سینہ نمکدان لیجلے
داغ تازہ اور یہ ای عندلیبان لیجلے
ساتھ اپنے کون یہ افتادہ زندان لیجلے
اسقدر ہم اس جہان سے بار عصیان لیجلے
ہر کف پا مین دلا خار مغیلان لیجلے

آرزو ہی رہ گئی ریحان دل ناشاد کی
گو رہین تم اپنی ہین اک شب نہ مہمان کیجئے

بخیہ وحشت نے اب ایسا ہمین عاجز کیا
ایک بھی ثابت نہ ہم تار گریبان لیجئے

تاکہ داغون سے ہو روشن قبر عاشق اسلیے
دل جلا کر عشق مین شمع فروزان لیجئے

رو دیا مین ظلم پر اس چرخ کج رفتار کی
جب مجھی کو بیچے سے باہر اوسکی دربان لیجئے

٢٦٣ — ٤٥

بے نماز پنجگانہ بین دعا رسکے یہی
جلد کوکب کو خدا سوئے خراسان لیجئے

بعد مردن بھی مری لاش پہ غربت ہوگی
غسل ہوگا نہ کفن ہوگا نہ تربت ہوگی

مین وہ مجرم ہون کہ بخشش کی یہ صورت ہوگی
پیشوائی کو روانہ تری رحمت ہوگی

نہ جہان پر کسی انسان کی صورت ہوگی
اوس جگہ اس دل دیوانہ کی تربت ہوگی

جان بچنے کی بہلا کون سی صورت ہوگی
عشق کی اس دل نالان کو جو لذت ہوگی

پاس رہنے کی جو دل کو مرے عادت ہوگی
پھر جدا ہوگا جو ایجان تو قیامت ہوگی

اسقدر زار کرے گی مجھے فرقت تیری
ضعف پر ضعف نقاہت پہ نقاہت ہوگی

کرکے الفت مین حسینون کا گنہگار ہوا
یہ نہ سمجھا تھا کہ الفت مین قباحت ہوگی

تاکہ ہو فصل بہاری کی خوشی ای بلبل
موسم گل مین مجھے اور بھی وحشت ہوگی

سچ کہا روح نے مجھسے کہ جہان مین جاکر
یاد عقبے نہین رہنے کی وہ غفلت ہوگی

چین کس طرح شب ہجر مین آئیگا تجھے
وہ خفا ہونگے جو اے دل تو قیامت ہوگی

جان جائیگی تڑپتے ہی تڑپتے اک دن
ملک الموت ہماری شب فرقت ہوگی

کیا کرون مین ستم و جور کا اوس سے شکوہ
کچھ زبان سے جو کہونگا تو شکایت ہوگی

وصل بھی اوس بت بیدید سے ہو جائیگا
ہان رہا اے دل ناشاد جو قسمت ہوگی

جب اجل آئیگی ہوگا نہ کوئی صحرا مین
لاش کے ساتھ مگر بیٹھی غربت ہوگی

حال دل اپنا بیان کس سے کرونگا یارو
دم آخر نہ مجھے بات کی طاقت ہوگی

شب فرقت کی حقیقت مین کہونگا تمسے
ہان کسیوقت جو قابو مین طبیعت ہوگی

ہوس وصل بتان ہین نہ تڑپ اےدل زار
بس وہی ہوگا جو خالق کی مشیت ہوگی

فکر تعمیر عبث رہتی ہے تجکو منعم
منہدم ایک نہ اکدن یہ عمارت ہوگی

ان بتون سے نہ محبت کبہی کرنا اےدل
بخدا تجہپہ ہر اکدم نئی آفت ہوگی

مرے اعمال مرے سامنے جب آئینگے
حشر مین پیش خدا کیسی ندامت ہوگی

فرقت یار نے اسدرجہ گہلایا ہے مجہے
کہ مری شکل سے تصویر کو حیرت ہوگی

لاکہ زنجیرون مین جکڑو مجہے کیا ہوتا ہے
اک گہڑی بہر بہی نہ ٹہہرون کا جو وحشت ہوگی

مستقل ہوکے نہین کرتی وہ مجہسے اقرار
ہان یہ کہتے ہین کہ آؤنگا جو فرصت ہوگی

مرغ جان کو مری کردے قفس تن سے رہا
ہوگا احسان ترا قاتل جو شہادت ہوگی

بال بال اپنے گناہون مین گرفتار ہون مین
مری بخشش کی بہی یارب کوئی صورت ہوگی

اسقدر مجہکو جلایا ہے تپ فرقت نے
کہ مرے پر بہی مرے دل مین حرارت ہوگی

کیا خبر تہی مجہے دل لیکے کروگے یہ سلوک
نہ عنایت نہ محبت نہ مروت ہوگی

بخدا سچ یہ بیان کرتا ہون اے جان جہان
زیست ہوگی مجہے دشوار جو فرقت ہوگی

کوچ جب ملک عدم کا تجہے ہوگا غافل
ساتہ یہ مال نہ دولت نہ یہ حشمت ہوگی

زلف پیچان جو پریشان کبہی ہوئیگی صنم
اور بہی عاشق گیسو پہ مصیبت ہوگی

لیلی و قیس کا پہر نام نہ لیگا کوئی
اسقدر میرے ترے عشق کی شہرت ہوگی

دوستو نکو مجہے پہچاننا ہوگا دشوار
فرقت یار مین اک روز وہ صورت ہوگی

کوئی نکلیگا نہ ارمان دل نالان کا
رات بہر وصل مین بہی یار سے حجت ہوگی

کیون دلا عشق حسینان کا ہوا ہے سودا
جان جائیگی اگر اسسے محبت ہوگی

درد دل سنکے مرا نیند نہین آتی ہے
قصۂ ہجر کہونگا تو حکایت ہوگی

کیونکر اوس بت سے کرون شکوۂ فرقت ایدل
بخدا پاس یہی ہے کہ ندامت ہوگی

رات دن ہین تپ فرقت سے جلا کرتا ہون — وصل کی بہی مری تمسے کبہی صورت ہوگی
وہ خفا ہوگا تو ہرگز نہ جیون گا اے دل — جان دیدون گا اگر کچہ بہی حمیت ہوگی
تپ فرقت نے کیا ہے مجہے ایسا لاغر — دیکہکر حال مرا تمکو بہی حسرت ہوگی
خاک مین آئیگا تربت مین مجہے بعد فنا — فاتحہ کو جو وہ آئے تو قیامت ہوگی
دل کسی جا نہین لگتا ہے خدا خیر کرے — ہم نہ واقف تہی کہ الفت مین یہ آفت ہوگی
نہ بچے گا ترا بیمار نگہہ اسے عیسیٰ — اور چندے جو اسیطرح سے غفلت ہوگی
درد دل سے مرے آگاہ وہ ہوجائیگا — یار کر میرے کسی روز تو صحبت ہوگی
عمر بہر مجہسے خفا کیا وہ رہیگا یارب — یار سے کوئی صفائی کی نہ صورت ہوگی

٢٦ — ٢٣

غیر ممکن ہے کہ اوسکو نہ خبر ہو کوکب
دل مین تاثیر بہی ہوگی جو محبت ہوگی

بعد مردن کسکو مرقد کا نشان درکار ہے — مجہکو بربادی فقط اے آسمان درکار ہے
چپ ہو کیون کچہ تو کہو کیا مہربان درکار ہے — جان حاضر ہے اگر اے جان جان درکار ہے
شکر اندوہ و فریاد و فغان درکار ہے — ہون فقیر عشق کب طبل و نشان درکار ہے
تا کجا صحرا بصحرا خاک اوڑاؤن اے گلو — بلبل بے خانمان ہون آشیان درکار ہے
جان جائے روتے روتے مجہکو یہ منظور ہے — فرقت جانان مین چشم خونفشان درکار ہے
سیر گل کی ہو میسر اسلئے صیاد بس — باغ مین ان بلبلون کو آشیان درکار ہے
اور تجہسے کچہ نہین اے پیر گردون احتیاج — دل لگی کے واسطے اک نوجوان درکار ہے
چاہتا ہون کارگر ہو غمزۂ چشم بتان — دل جگر کے واسطے درد نہان درکار ہے
دیکہکر بسمل سبب مجہے کہتا ہے یہ قاتل مرا — آرزوے دل بتا کیا نیم جان درکار ہے
خوف ہے دلکو نہ ملک وفن آجائے کہین — اے سگ جانان جو تجکو استخوان درکار ہے
قافلے نے گو مجہے چہوڑا مگر پروا نہین — تا بمنزل نقش پائے کاروان درکار ہے

ہو چکی آخر بہار باغ عمر اے بلبلو
اب مرے گلزار ہستی کو خزان درکار ہے

کیا اُڑا بیگانہ اس دل ناشاد کا
کس لیے قاتل تجھے تیر و کمان درکار ہے

وہ جو آجائیں تو پھر آئی بہار ہو تن میں جان
جسم خاکی کو فقط روح روان درکار ہے

اوسکی نعمت کا ادا ہو کچھ تو شکر اے دلا
اس زبان کو لذت حق کا بیان درکار ہے

غنچۂ داغ جگر کی پھر بلبل سے ہے جو فکر
نکھڑی گل کی فقط اے باغبان درکار ہے

بیکسی پر میری اسے حسرت تو ہی رونا مدام
بعد مردن قبر پر اک نوحہ خوان درکار ہے

موج زن دریاے رحمت ہے نہیں اسکا تعجب
ہون وہ تر دامن جسے حق کی امان درکار ہے

سنتا ہون مین آتے ہیں وہ نزع مین نکر تجھ
اک گھڑی بھر کے لیے عمر روان درکار ہے

بعد مردن اور کچھ ہرگز نہیں ہے التجا
فاتحہ تربت پہ اسکے پیر و جوان درکار ہے

وہ سفر ہے منزل ملک عدم کا دوستو
نے جرس درکار ہے نے کاروان درکار ہے

تجھکو خواہش ہی نہیں گر کسی شی کی مگر
ہان دل ناشاد کو عشق بتان درکار ہے

۲٦۷ کوئی نکلے گا نہ کوکب کی طرح ثابت قدم
سرفروشون کو تمہارے امتحان درکار ہے ۱۰

پوچھتا بلبلون سے ہون کہ چمن کیا ہے
کیا کہون ولولہ میرے شوق وطن کیا ہے

گل میں کیسے نہیں معلوم چمن کیا ہے
اب تصور بھی نہیں ہے کہ وطن کیا ہے

وصل کی شب کو تو پھر دے شب او زلفین
بھولی تاریخ کو یہ چاند گہن کیا ہے

عہد طفلی سے مقدر نے گرفتار کیا
ہم نہیں جانتے صیاد چمن کیا ہے

اک مدت سے ہون آوارۂ دشت غربت
نہیں معلوم کہ احوال وطن کیا ہے

نہ یہ نکہت ہے نہ صورت یہ گلون کی بلبل
تو بھی منصف ہو مرا غنچہ دہن کیا ہے

نہیں معلوم کہ دل خون ہوا یا پانی
کچھ نہ پوچھو یہ گرفتار محن کیا ہے

نہ شگوفہ ہے نہ غنچہ ہے نہ بلبل ہے نہ گل
کیا کہون سمجھے کہ اب حال چمن کیا ہے

کچھ نہیں سوجھتا ہے قبر کی تاریکی سے ۔۔۔ ہمکو معلوم نہیں رنگ کفن کیسا ہے

۲۶ اب تو جب ملتے ہیں وہ پوچھتے ہیں کوکب ہم ۔۔۔ کہ مزاج آپکا اے مشفق من کیسا ہے ۲۹

بے فصل نہ ہوگا نہیں آباد ابھی سے ۔۔۔ بلبل تو عبث کرتی ہے فریاد ابھی سے

بے جوشش جنون قید ہو ناشاد ابھی سے ۔۔۔ زیور تو بنا دے مجھے حداد ابھی سے

ہیون عاشق تازہ یہ ہے بیداد ابھی سے ۔۔۔ ظاہر ہوئی ہے عشق کی افتاد ابھی سے

کیا کیا نہ اوٹھائیگا محبت مین الم تو ۔۔۔ گھبراتا ہے کیون ایدل ناشاد ابھی سے

چند سے مین نہ پہچانو گے بالکل مجھے ۔۔۔ ہے تمکو فراموش مری یاد ابھی سے

کس طرح جیون گا مین بھلا کنج قفس مین ۔۔۔ صیاد تو ہے مانع فریاد ابھی سے

الفت کا مزا ابھی تو اوٹھایا نہین مین نے ۔۔۔ کیون قتل کا در پے ہے وہ جلاد ابھی سے

بلبل سے خفا کیا ہوئی یارب نہین کھلتا ۔۔۔ کیون فکر اسیری مین ہے صیاد ابھی سے

آغاز محبت مین یہ انجام ہوا ہے ۔۔۔ عاشق ترا بے جان ہے برباد ابھی سے

ہوشش اسے پیار کہ وہ الفت مین فرا تو ۔۔۔ ہیجو و نہو اتنا دل ناشاد ابھی سے

کیا دیکھیے انجام ہو اے دیان مرے دل کا ۔۔۔ ہر وقت زیادہ ہے تری یاد ابھی سے

وہ گل تو جدا ابھی نہین مجھسے ہوا لیکن ۔۔۔ لب پر ہے مرے نالہ و فریاد ابھی سے

کیا کھینچین گے نقشہ ترا ای غیرت آفت ۔۔۔ غش مین ہین پڑے مانی و بہزاد ابھی سے

اقرار ہے ابھی تو نہین وصل کا وعدہ ۔۔۔ خوش خوش ہے مگر یہ دل ناشاد ابھی سے

کرتے تو کیا عشق حسینان گراے میان ۔۔۔ ہے پیش نظر ہجر کی روداد ابھی سے

گلشن کی طرف قصد بھی تیرا نہین لیکن ۔۔۔ شرمندہ قیامت ہو کہ شمشاد ابھی سے

ہر چند طبیعت کسی جانب نہین آئی ۔۔۔ لیکن مرا دل کرتا ہے فریاد ابھی سے

کم سن تو حقیقت مین وہ بت ہے مگر ایدل ۔۔۔ جوبن یہ ہے کیا حسن خداداد ابھی سے

کامل نہین الفت کا یقین ہی مری لیکن — کرتے ہین ستم یہ ستم ایجاد ابھی سے
رخ بھی ابھی تربت کی طرف اوسکا نہین ہے — کیون خاک مری پھرتی ہی برباد ابھی سے
ہر چند کہ ہے دور ابھی فصل بہاری — وحشی ہے ترا عاشق برباد ابھی سے
ایسا نہو پھر جوشش جنون ہو مجھے افزون — کر فکر سے قید کی حداد ابھی سے
گھر اپنے وہ جائین گے تو جائینگے سحر کو — بیتاب ہے کیون ای دل ناشاد ابھی سے
کچھ دن تو مناسب ہی کہ ایجان نباہو — کیون تمنے بھلائی ہے مری یاد ابھی سے
نکلی نہین افسوس کوئی دل کی تمنا — کیون آپ مجھے کرتے ہین برباد ابھی سے
کیا حال کہون جب ہت ناداں کا ہون عاشق — واللہ ستمگر ہے وہ جلاد ابھی سے
محشر ہوا برپا تری رفتار سے پہلے — ہے زیر و زبر عالم ایجاد ابھی سے
کیونکر شب فرقت کی سحر ہوگی الٰہی — لب تک ہی آتی نہین فریاد ابھی سے

٣٦٧ پہلو سے وہ اوٹھکر تو سدھارے نہین کوکب
بیچین مگر ہے دل ناشاد ابھی سے ٣٢

با وفاؤن سے بھلا ترک وفا کیا کرتے — سچ ہے دل لیکے وہ پھر ہمسے دغا کیا کرتے
مجھسے آزردہ جو ہوتی تو بھلا کیا کرتے — جان لینے کے سوا اور مرا کیا کرتے
حشر کو عذر بھلا پیش خدا کیا کرتے — سر جھکانے کے سوا اہل خطا کیا کرتے
نام سے ظلم کے آخر تھی مری جان حزین — ناتوان تھا وہ بھلا جور و جفا کیا کرتے
فرقت یار مین جز نالہ و فریاد و فغان — اور ہم اسے دل ناشاد بتا کیا کرتے
نہین امید سحر جسکو شب فرقت مین — ایسے بیمار کی اسے دل وہ دوا کیا کرتے
اسے دل زار یہ تھا راہ محبت کے خلاف — شرم آتی اونہین ہم اونسے گلا کیا کرتے
شکر صد شکر نہین حال محبت ظاہر — ورنہ اس جان حزین پر وہ کیا کیا کرتے
جان دینا جو نہ الفت مین سراسر تھا عبث — بیوفا تھی وہ مرے ساتھ وفا کیا کرتے

نگہہ لطف صنم بہی ہوئی ہمپہ کبہی — سجدۂ شکر خدا اسپہ ادا کیا کرتے
قتل ہونے کے سوا اور نہ کچہہ بن پڑتا — ہمسے بے رخ جو وہ ہوتے تو بہلا کیا کرتے
عمر بہر ضبط کیا اف بہی نکی منہ سے کبہی — حالت نزع مین پہر شور و بکا کیا کرتے
مر کے اکمرتبہ پہر ہمکو نہین ہے جینا — ترک الفت تری ای زلف دوتا کیا کرتے
بیڑی پیرزی اسی پہر دست جنون کر دیتا — سی کے ہم عالم وحشت مین قبا کیا کرتے
سر ٹپکنی سوا کنج قفس مین ہر روز — اور صیاد گرفتار بلا کیا کرتے
تجہکو جینے بہی وہ دیتے کہ نہ دیتی بس عشق — نہین معلوم ترے ساتہ دلا کیا کرتے
خون ناحق مین گرفتار مرے کیون ہوتے — جان بلب خود ہون وہ پہر مجہپہ جفا کیا کرتے
کبہی بیمار محبت نہین اچہے ہوتے — مرض الموت کی ای جان دوا کیا کرتے
بجز اسکے سر کو جہکاتے تہ شمشیر دودم — عذر ہم اوسنے دم مشق جفا کیا کرتے
خون عشاق سے گلرنگ رہا کرتے ہین — اپنے ہاتہون مین لگا کر وہ حنا کیا کرتے
عہد طفلی سے تہین جانتے والا اونکی — ہمسے بیکار وہ پہر شرم حیا کیا کرتے
شرط الفت یہ نہین ہے کہ کرین ترک وفا — تجہسے ہم اسے بت بیباک دغا کیا کرتے
عشق کامل کا اگر اونکو یقین آجاتا — ابہی اسے دل نہین معلوم وہ کیا کیا کرتے
مر بہی جاتے تو نہ وہ پوچہتے جہوٹون اکر — ایسے نا قدر پہ ہم جان فدا کیا کرتے
خاک ہو کر بہی پہونچتے نہ اگر اوس گل تک — اور تدبیر ہم اسے باد صبا کیا کرتے
دفن کا حکم بہی دیتی کہ نہ دیتے وہ ہمین — علم اللہ کو ہے بعد فنا کیا کرتے
یہ سبب تہا کہ دم ذبح نہ تڑپے ای دل — آخری وقت تہا ہم اونکو خفا کیا کرتے
تاب نظارہ نہ تہی دل کو بمشکل ہوتے — ایسے آشفتہ سے وہ ناز و ادا کیا کرتے
ایک نسبے جہان مین تا حشر نہ رہتی ہرگز — قبر مین بعد فنا شاہ و گدا کیا کرتے
وصل کو اونسے جو کہتا تو سراسر تہی خطا — نہین معلوم وہ تجویز سزا کیا کرتے

قدر ہوتی نہ کبھی درد جگر کی اوسکو | حال دل کہہ کے ہم اوس بت سے بہلا کیا کرتے
سرفروشی کی سر آمد ہے علاقہ کوکب | تیغ قاتل سے دریغ اپنا گلا کیا کرتے

خاتمۃ الطبع

بتوفیق رفیق سخن آفرین کلام بلیغ و شیرین بآج خواہ اقلیم سخندانی تاج بخش کشور معانی شاہزادۂ بلند فطرت مہر سپہر سلطنت حضرت ابو النصر کیوان قدر ہمایون جاہ قیصر حشم صاحب عالم ولیعہد میرزا محمد حامد علی بہادر مرحوم متخلص کوکب فرزند اکبر حضرت قدر قدرت ظل سبحانی سلطان عالم محمد واجد علیشاہ بہادر اعلی اللہ مکانہ موسوم بہ شبستان عشق بحسن کوشش احقر العباد محمد یعقوب افضل المطابع مطبع کارنامہ مین حلیۂ طبع سے آراستہ و زیور شاعت سے پیراستہ ہوا یقین ہے کہ نکتہ سنجان باریک بین جو فکر عالی کو پسند کرین وہ ایک روپیہ زرثمن بھیج کر مطبع سے طلب کر لین + + + +

قطعات تواریخ ترتیب دیوان از مصنف مغفور

کیون نہ یہ نظم ہو مطلوب جہان | الفت و مہر کا افسانہ یہ ہے
دفع ہوتی ہے پریشانی حال | گیسوے دل کو لیے شانہ یہ ہے
حال عشاق رقم ہے اسمین | قصۂ بلبل و پروانہ یہ ہے
ہے مجازی مین حقیقت کا بیان | رہبر عاقل و فرزانہ یہ ہے
ڈھونڈھ لین سو جنھین مطلب کی طلب | گنج مضمون میں ویرانہ یہ ہے
کیون نہ بیہوش ہون عشاق کے دل | کہ مئے عشق کا پیمانہ یہ ہے
سن ترتیب سنوا اے کوکب | جمع لخت دل دیوانہ یہ ہے

ایضاً

فراہم آورد چون این کلامی بصد مشقت ز طبع خامی | شنوده ام سعی و نقطہ ای چنانچ وز دل برون رود بجنبہ
چو آمده بسمع عیب طبیعت شده بسان فلک مکوکب | برای تاریخ گفت کوکب کلام نظم شده مرتب

۱۲۸۳ھ

قطعه تاریخ ترتیب دیوان از میرزا مظفر علی صاحب متخلص به هنر

کلام جناب سعید خاقان — فراهم چو گلدسته آمد ز هر جا
بعهد حسن تزئین و ترتیب و رونق — چو سلک در شاهوار است زیبا
ز انوار او در شبستان چو بینی — تو گوئی که خورشید شد عالم آرا
مه کامل از رشک او داغ بر دل — ندامت برد نور شمع تجلا
هنر بهر تاریخ ترتیب گفتم — ز کوکب رسید این چه عقد ثریا

قطعه منظومه میر احمد حسین صاحب متخلص به صدر

در نظم صاحب عالم — بگیهان ست نقد رائج فکر
صدر تاریخ زیب این دیوان — شده گلدسته نتائج فکر

قطعه منظومه نواب ذوالفقار الدوله بهادر متخلص به سجاد

چون کوکب ذی قدر سمای معنی — دیوان ترتیب داد با نور و ضیا
زد نعره دبیر چرخ سجاد بگو — شد رشک فلک معنی کوکب سیما

قطعه منظومه میرزا سیتا بیگ صاحب متخلص به عیش

دیکھو دیوان جناب کوکب — سعدین ہر در مضمون یہ ہے
مچھلیاں حرف ہیں موجیں بیتیں — نقطے گرداب ہیں جیحون یہ ہے
چشم و ابرو کی ثنا کہتی ہے — چشمۂ صاد ہے یا نون یہ ہے
ہوش گم ہوتے ہیں جب دیکھو اسے — نقش ہے یا کوئی افسون یہ ہے
اسکی ترتیب کے ہیں عیش یہ سن — آب سلک در مضمون یہ ہے

قطعه منظومه میرزا محمد عباس صاحب متخلص به شاد

فلک جاه کوکب مهین پور اختر — خداوند اقبال و اجلال شاهی
جناب سعید والا مناقب — سخن سنج و نظام ملک معانی
عجب اونکے دیوان نے ترتیب پائی — بصد شان و شوکت بعهد حسن و خوبی

ہزاروں شعر ہیں کی ہے وہ فکر صائب
نہ ہو نحو جیسے ذہن عرفی و سعدی

کلیم اور شوکت سلیم اور سالم
ظہیر و غنی و ظہوری و عرفی

اگر ہوتے موجود اس عصر میں بھی
تو کرتے سب اس باغ کی خوشہ چینی

شہ ہفت اقلیم معنی یہی ہیں
زہے چار سو دھوم ہے شاعری کی

تمامی یہ پہونچا جو دیوان اقدس
سن سال کی فکر مجکو ہوئی ہے

سروش فلک نے ندا دی یہ ناگاہ
کہ تاریخ لکھہ معنوی اور صوری

ذرا کی توجہ جو فکر رسا نے
ہوئی شاذ فوراً عنایت خدا کی

سن سال اتمام برجستہ لکھا
ہزار و دو صد پر ہیں زائد تراسی

۱۲۸۳

قطعہ منظومہ میر علی حسین صاحب متخلص بہ فارغ

زہی طبع خوش ترتیب دیوان فصاحت نما
لکھوں تعریف جو اسکی مصنف کی وہ ہنر گستر

واسعید زمان کوکب تخلص ہوئے دوران
ہنرمند و ہنر آرا ہنروار و ہنر پرور

یہ شوکت معنی نازک میں ہیں صائب مضامین میں
برای مثنوی فردوسی طوسی کا ہی ہمسر

وہ رنگینی ہی غزلوں میں گل مضمون کی جلوے سے
فدا ہو جان جسپر ہے روح بلبل کشمر

یہ کی مشاطہ خامہ نے زینت حسن و معنی کی
کہ ہر صفحہ ہے دیوان کا بیاض چہرۂ دلبر

لیے لیتی ہے دل پیچیدگی یوں انکی سطروں کی
کہ جیسے گھہ میں گیسوی محبوب کا گھونگر

کہیں ہیں ہنس فارغ اسلی دولت الستی کا نجین
کہ شاید میں آئین سخن کی قدرداں اکثر

معطل ہیں سن ترتیب قطعہ میں جہینی کے
زباں میں رکھتی ہے دو ایک شمع مصرع انور

الا یا اہل ہمت جا ہی یوں مادہ پڑھنا
کرو تعریف کوکب کی کہو ہے شعر کیا برتر

قطعہ منظومہ سید جلال الدین حیدر عرف آغا مجھو متخلص بہ شرف

صاحب عالم یہ بزم ہمہ با حال شوق ذوق
نظم فرمودند الہام و کمال شوق ذوق

چون مرتب گشت دیوان مبارک شد شرف
از پئے ترتیب پیدا شد کمال شوق ذوق

۱۲۸۳ھ